



تفسير القرآن

تفسير حقانی

عمدة المؤمنین فیما یفسرون شیخ ابو محمد الحق العثماني الدروی

جلد ہفتم

الفیصل
تأثران لکھنؤ کتب
کون شریف ٹھکانہ لاہور

وَأَرْسَلْنَا ۙ فِدَاعًا إِلَىٰ رَبِّكَ أَتَىٰ مَخْلُوبٌ قَانِصِرٌ ۝ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ
بِمَاءٍ مِّنْهُمۖ ۝ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝
وَجَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ الْأَوَاجِ ۙ وَدُسِّرَ ۝ تَجَرَّىٰ بِأَعْيُنِنَا ۙ جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرَ ۝
وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً ۙ فَهَلْ مِنْ مُّذَكِّرٍ ۝ فَتِيفَ كَانَ عَلَيْنَا ۙ وَنَذَرُ ۝ وَلَقَدْ
نَسْنَاهَا الْقُرْآنَ ۙ لِلَّذِيزِ هَلْ مِنْ مُّذَكِّرٍ ۝

فِي يَوْمٍ تَحِيسُ مُسْتَهْزِئًا ۚ تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أُخْرَاجُ سُفْعَةٍ ۚ فَكَيْفَ

[illegible]

تو یہ جاننے لگی جیسا کہ ان کا ہر یکساں انداز اب اس کے لئے قرار پانے لگا کہ ہم نے ان کی ہر سخت غلطی ان میں ایک جھوٹا آدمی پر فی فوٹو اکیس سال میں۔ جو حتمی قرار دیا کہ جو کچھ اس نے کیا ہے وہ سب جرم ہے۔ یہ قرار دیا کہ ان کا انداز اب اس کے لئے قرار پانے لگا کہ ہم نے ان کی ہر سخت غلطی ان میں ایک جھوٹا آدمی پر فی فوٹو اکیس سال میں۔ جو حتمی قرار دیا کہ جو کچھ اس نے کیا ہے وہ سب جرم ہے۔

[illegible]

تفسیر : قوم عادی کی پروردگی : یہ دوسرا فقرہ ماضی کا ہے کہ نبیوں نے بھی ظلم کیا انکار کیا۔ پھر کچھ عوام غلبہ اور ذوقانہ کاری سے بھرا ہوا ہو کر ان کی غلط جان پر مانتے کہ ان کی نسبت انہوں نے اس فقرہ سے حسد اٹھ کر بھی ان کا نام لیں وہیں میں جو لوگوں کو نہاد اور مجھ کو تھی اور

لوگوں مجھ کے انکار سے سوئے چلے اور کی طرح زمین پر پڑے۔ یہ سب غصے سے بھر پور تھا۔ مجھ کو فرمایا: "جہاد کو صحیح اہل عذاب اور سی تہیہ کیسے تھی؟

[illegible][illegible][illegible]

نہ صرف یہ کہ وہ ایک اعلیٰ صنف اور خود مختار ملی و بدولت کے مہم جوئیست و دانش مند تھے۔ بلکہ ان کے مکمل اور سرشار تھیں۔ مسانی نے جو تحذیر کا مکتبہ اعلیٰ صنف
روایا، اس کے ذریعہ ان کو نہ صرف ایک اعلیٰ صنف اور خود مختار ملی و بدولت کے مہم جوئیست و دانش مند تھیں۔ بلکہ ان کے مکمل اور سرشار تھیں۔ مسانی نے جو تحذیر کا مکتبہ اعلیٰ صنف

میں میں سب انہی میں مشاوری، انہی نے اپنی اصلیت معلوم کر لیا۔ ان کے ایک کمرے میں جہاں کے کچھ عیسائی تھے

تک رسالہ لکھی یہ کہہ دیا کہ جو تھوڑا نہ بچھوڑا خط و کتابتیں سے فرماں سے سنا تھا شریعہ و احکامات کے لیے جس کو ان کی تہذیب و تمدن کے ساتھ لکھا گیا ہے وہ اس کے ساتھ ساتھ لکھا گیا ہے۔

فائدہ (۲) فی ظاہر تفسیر ہم سے مراد مطلق وقت ہے جیسا کہ اسلام آباد میں (حضور ہے) نویں آیات سورہ صہدہ کی تفسیر سے

نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے لئے جو کچھ ان کے لئے ہے، وہ ان کے لئے ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبہ اہل سن رہے تھے۔ یہ سن تے مجھے کا اجازت ہے کہ حضرت نوحؑ کو صاف صاف بتا دے کہ تم جو تھا اہل سن۔

شعر اے عرب یکے نیم چند : ہمارے مختلف المذاہب کے بعد ایک بندہ بطور مدرسہ مانتے ہے ایک شہزاد خاص طور پر کہہ کر ۱۵۸ کے

شعرا نے عرب کی حکم چھوڑا، مختلف مذاہب کے بعد ایک نئے مذہب مسمدس پانچیس کے ایک شہزاد خاص طور پر ذکر کیا کرتے ہیں جس سے اس مضمون کی غلطی دور بلا جو جی ہے اور طبیعت مانع جو کسی قدر ناقص ہو جاتی ہے اس پر ایک کوڑا مانتوی کرنے کے لیے بنا جایا کرتا ہے۔ اس سہ سے کسی اور مذہب ترقی آباد نہ کیا نہ کچھ سے اس سے جو پر ایک چوں کھڑے مصنفین کے بعد کمر کر صاحب میں جان مال دیتا ہے۔ اس بات کا غلط فہم کو نہ یاد داتا ہے جو مذہب کی کتنی گھٹی ہے۔ عورت کا کش ہونہ بھی وہ مذہب میں ہونی نہ دیکھتا ہے۔

پہلا سترہ جو مکمل اصول کے ایک بڑی اصل جہاں شہادت و قرآن کا انتخاب اللہ جل جلالہ اس لیے اس مورد میں سب سے اول کو اس طرف کے ساتھ بیان فرماتا ہے۔

فَقَالُوا خُفِّنُوا لَهُمْ نَعْمًا إِنَّهُ كَاسِيٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ

ان لوگوں نے کہا کہ تم ان کے لیے نیکوئی کرنا چاہو، لیکن وہ ان کے لیے نیکوئی نہیں کرنا چاہتے، بلکہ ان کے لیے نیکوئی کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم ان کے لیے نیکوئی کرنا چاہو، لیکن وہ ان کے لیے نیکوئی نہیں کرنا چاہتے، بلکہ ان کے لیے نیکوئی کرنا چاہتے ہیں۔

[illegible]

اور تعلیم جان علی پر اس کی درست کا ظہور ٹھہر نہیں سکا۔ اس نے انہوں کے فائدے کے لئے انہیں واقف و غفیر بخشید اور چاند اور سورج کو صائب بنادیا۔ جمعیہ جو ان میں سے ان کے اعزاز سے کی جا رہی تھی، اس میں کچھ سے سترہ سو افراد تھے جو اس کا خوب دوست رہتے تھے۔ اس کی یہی نیکیاں اس کی رحمت تھیں کہ اسے ہیں۔ وہ ان کے عمر بھرت کے کچھ ہیں جو یہ نریشن ان کی اس سوز و گداز کی کاغذ اور فریادوں سے سامنے ہے۔ دیکھو یہ انسان کے حق میں بھی اس کی رحمت ہے اور عالم میں اس کا کیا حکمت و انجام بخیر ہو کر ہے۔ اور انہیں پر کیا موقوف ہے والہ جبار الشکور یسجد ان زمین کی نیکیں اور درخت بھی اس کے آگے جھکے ہیں۔ انہیں ان کی عزت کو کہتے ہیں۔ جو پلاسٹک پر گھرانہ ہو بلکہ زمین یا کسی کچھ پر پھیلا۔ اور شجروں کے برخلاف جو اپنی ساق پر کھڑے رہتے ہیں۔ ان کا کھدو کرنے سے مراد ان کا تھپنا وغیرہ ہے۔ جس کو وہ چاہتے ہیں۔ ان کا تھپنا ان کا کھدو بھی، اسی ان کا تھپنا اور طوطوں وغیرہ ہے۔ والہ العزیز اور اللہ اعلم ان کو

یہ جملوں میں اور وہی آج بھی ملتا ہے۔ یہ تو ہمارے ایک ہی شخص اور عالم علمی، عقلی کے گاہک تھے۔ مدت و ذکر کرنے کے بعد ان بات اور بعد ان بات پر ہم نے یہ شعر کہہ دیا ہے۔

تہہ تہہ پرانے کر کے بھونک کر خوشی سے نہ ہاؤں گا اور نہ کرنا بھی پڑی غصت ہے
 وہ تو تھا بار بار دانت و زبان کے تھمے داران نے، بے دامن کے تھمے

معمولی بات کو کرنے کے بعد جو اس نے اپنے بھائی کو بھیج دیا تھا۔ وہاں کے سرور و خوشنویسی کی تحفیات پر ان کرنے کے بعد جس میں ان کا وہ ہے کہ جو کوئی اعلان لانے کا کچھ کام نہ کرے اور اس کے سرور و زبان سے اس میں ہے کچھ اور ان کی جنور کے قلماء حاصل کرے گا اور اسی قلماء کے بعد ان کی یہ پہلا حاصل شدہ ہے۔ ان کی تحفہ کا اعلان سبک اٹھ احمد آباد

الإِحْسَانُ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۖ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝

[illegible]

جہاں خوشی ملے اور کھانسی کی جگہ ہے بڑھت ہی بخیر اندر نہ ہے۔ اس سرور میں زیادہ تر تیرے سے ملنے کی بات کا ذکر ہے۔

واقعہ تو یہ ہے کہ اس کے لیے یہ ضرور واقع ہوئے والی ہے۔ اس طرح اس کا نام زلزلہ و غیر اسے کہیں کوئی لفظ نہ کہانی کہ اس کے واقع ہونے میں کوئی صحت نہیں۔ یہ کھانا واقع نہ کہید ہے۔ زجاج کہتے ہیں اس کے مٹی پر ہیں کہ اس کو کوئی رو نہیں کر سکتا اور یہی حسن و قیاد کا قول ہے اور یہ بھی کہ اس میں اس کو کوئی جھٹکا نہ لگائیں ہوگا۔ پھر اس کی تصریح اور اس کے خواص بیان فرماتا ہے۔ حصصہ نظام گمزی پست کرنے والی ہے بہت سے دنیا کے سر بلند اور کھڑے خدائے سے غافل اور اس کے منکر اور اس کے کام کی پندری نہیں کرتے۔ نیا دھوکے کی۔ روضہ بلند کرنے والی بھی ہے۔ بہت سے لوگوں کو بڑبڑکے ہیں اس روز سر ہندی نصیب ہوئی کہ اس کو اس کی پست اور زمین تھے پکب ہوگا؟ اور جنت الزورہ رجا کہ جس دن زمین سے گی۔ رجاہ اور پھر حرکت ہو گئی۔ بعد ازاں پست اور ہلاکت کر لاکھ نکھرے ہو جائیں گے۔ ہر شے کے لئے ۲۸ توانا۔ فکرت باب ۱۰ متبعا پھر وہ ہزار ہا ہزار ہا ہوں گے۔ ہزار کے مٹی قبر اور محیط کے مٹی منقشہ کرنے والے۔

ساری کی ملاحظہ کی۔ اس وجہ بھی ایسا ہونا کچھ عجیب و غریب نہیں۔ حال سے سمجھنا ہے۔ نام اور سرور کی بات تحقیق کر کے ان سے تمام کا اندازہ ہزار ہا حصے زمین سے ہوا بہت کر کے یہ بھی کہا ہے کہ ان کی حرکت اس کی خبر ہے کہ پک دو منٹ میں ہزاروں کوں کا رشتہ طے کرتے ہیں اور ایک بار قریب قریب کہ یہ چار روز زمین سے نکرا جائے مگر یہ گردن اور زمین کو پست کرے ہو پانی۔ پس اس روز اگر ایسا مصروف نہ ہے۔ یہ ہو جائے تو کیا بعد ہے۔ جس سے غفلت قیامت سے بڑھت اور نہ چاہیے کہ ایسے اجماع نظیر اگر کر رہا ہے تو چار چار روز ہیں۔ ہر گھڑی سے متوال اور یہ واقعہ گماہ ہے۔

تقریباً چار تا چھ ماہوں کی ہیں جو اجماع ہر ماہ و سال کے اسباب پر نظر رکھتے ہیں۔ اس کا یہ مطلق کی ہے اختلافات اور غفلت کے آگے سب کچھ مٹھ گئے۔ ہر کشتہ اور اختلافات میں اور دنیا ہونے کے بعد جب دوسرا عالمیہ ہوگا۔ لوگ بار بار کہہ رہے ہوں گے کہ اس فی ہم اجماع میں قریب مٹی میں گرو ہو جائیں گے۔ پھر اسے مٹی میں گرو ہوں اور ان کے حالات اور حالت کا بیان کرتا ہے۔ فضل صاحب البیضاء صاحب البیضاء ایک اور حرکت رب العالمین کے انہیں طرف کرے والے ہیں گے یہ مٹی کی ان کو نہ ۲۸ قیاد اور اٹھ طرف سے دیکھ جائیں گے مٹی کی انہیں والے باطن و برکت والے۔ ان سے متعلق ہے یہ مٹی کی بلکہ مر۔ نہ۔ بلکہ عرب میں جو دائیں طرف سے پڑائی مٹی اس کو بڑھ گئے اور وہ انہیں طرف سے جو چوٹی آتی تھی اس کو کھست پر گولی کرتے تھے۔ اس سے کھد اور بڑھ گئے۔ ان اور ہر چیز شمال والی بطور متعارف کرے رہے تھی۔ مٹی میں گرو ہو جائیں گے۔ بلکہ یہ مٹی میں گرو ہوں۔ اور صاحب البیضاء صاحب البیضاء اور انہیں کوں کے بارے میں ہے والے خرم توں کیا ہو رہے ہیں۔ یہ دور اور فریق تھا۔ والہ ہوں انہیں یہ تیرا فریق ہے بھی سب سے پہلے ایمان و یقین اختیار کرنے والے یا بدعت و بدعت میں بدعت کرنے والے یا اگلے وک حضرت نبیائیم السلام یا غیبت رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونے والے وہی اور جات میں بدعت کرنے والے ہیں وہی طرف ہیں جو جات انہیں میں رہیں گے۔ اب کلام اس میں ہے کہ ان کی تیروں گروہ میں کون کون داخل ہیں؟ سمجھ کر ہے کہ صاحب البیضاء صاحب البیضاء میں خد اور امت محمدیہ کے ہوں علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یا علی امیرین کے اور صاحب البیضاء کا فریاد مانتی دیکھنا۔

۱۔ انکو نہ کہتے کہ انہیں بدعت ہے بلکہ انہیں بدعت ہے ہر بدعت میں بدعت ہے کہ انہیں بدعت ہے۔ ہر بدعت میں بدعت ہے۔ ہر بدعت میں بدعت ہے۔

۲۔ یہاں طرف کرے نہ۔ اسے بائیں طرف۔ نہ اسے بائیں طرف۔ نہ اسے بائیں طرف۔ نہ اسے بائیں طرف۔

فَلَا أَقْسَمُ بِسَوَاقِعِ النُّجُومِ ۖ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لِّوُثْقَىٰ ثَغْلَتُونَ عَظِيمٌ ۚ إِنَّهُ
لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۚ فِي كِتَابٍ مَّكْتُوبٍ ۚ لَا يَشْهَدُ إِلَّا الشَّاهِدُونَ ۚ
تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَفَهَذَا الْحَدِيثُ أُنْتُمُ مَذَاهِبُونَ ۚ
وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْكُمُ مُّشْكِيذُونَ ۝ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ ۚ
وَأُنْتُمْ حِسْبُهُ تَنْظُرُونَ ۚ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ۝
فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ۚ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

میرے پروردگار کے ذریعے کیا تمہارا اور اگر تمہاری پستی قسم ہے کہ یہ عزت والا قرآن ہے مگر میں تمہارے دشمنوں کے ہاتھوں سے اس کی کوئی بھی بات نہ کہیں۔
الحاکم کی طرف سے یہ اس لیے ہے کہ یہ ایک قسم ہے کہ یہ قرآن ہے جس کی ہر بات کے لیے جان کو دیکھ کر اپنے رب
کی ہر بات کے لیے جان کو دیکھ کر اپنے رب سے زیادہ تم میں سے ہے جس کی ہر بات کے لیے جان کو دیکھ کر اپنے رب سے
یاد کرتے ہو۔

ترکیب : فلا ما عطف علیہ کما فی قول۔ وثلث افعال علی ما اقسام ذلک اجماعاً الی القسم ثالث الامر واضح وثلث معناه یس لا امر کا ذمہ لکن اجماعاً
اکوہ القسم فعلی تعدد بوجہ تعدد النجوم۔ والشرع القسم یصلحون۔ ماضی متصرف بن القسم۔ القسم علیہ انہ لقرآن کریم معنی کتاب
معنی صحت لایحتمل۔ ثالث فعلی من معنی ماضی متصرف بن القسم۔ معنی صحت لایحتمل۔ ماضی متصرف بن القسم۔ معنی صحت لایحتمل۔
لنصلحون انکم لکنصلحون۔ ماضی متصرف بن القسم۔ معنی صحت لایحتمل۔ ماضی متصرف بن القسم۔ معنی صحت لایحتمل۔
فلو لا خبر کریم لولا الاولی خبر معنی صحت لایحتمل۔ ماضی متصرف بن القسم۔ معنی صحت لایحتمل۔ ماضی متصرف بن القسم۔ معنی صحت لایحتمل۔
مکملین خبر بن۔

تفسیر : ان دلائل میں اچھے قرآنی بھی پناہ ملو دیکھا گیا تھا اور جو حق دلائل میں یکے کے ساتھ دلی کا ذکر تھا کہ دو مسافروں کے لیے ہوا
بھی ہو جاتی ہے اب رفتی کرتا ہے کہ وہ بھی چیزیں پر کیا متوقف ہے۔ زروں میں بھی اس پر نہایت کا نصف دیکھا گیا ہے اس لیے سوائے انہو کی
قسم لکھا کہ وہ یہ قسم ہوئی قسم ہے قرآن مجید کا منجانب اللہ ہونا۔ اس کے بعد اس کا صفحہ تیسرا بیان فرماتا ہے جو اس کے منجانب اللہ
ہونے کی دلیل ہیں اور وہ اوصاف بھی چار ہیں جن کو چار دلیل سمجھا جاوے۔ اس میں اولی اور نصف کے ساتھ سارے مسئلہ کو تمام کر کے مسئلہ
نہایت کو ذکر کرتا ہے اس لیے کہ دلائل کے بعد دلائل کی اس مسئلہ میں دلائل سے ہوتی ہے اور دلی دلائل کی خبر سوائے کی تصدیق اور اس پر ایمان
لائے بغیر کا نہ دلائل میں ہو سکتی۔

تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ ایک مسئلہ نہایت کا ذکر ہے پھر اُنہوں نے لکھا کہ اُنہوں نے اُنہوں کے لیے جان لکھا کہ وہاں نہایت کا ذکر اور ان کا
پھر دلائل کو بیان کرتا ہے اور پھر ایمان کی ابتداء بیان کر کے (جو ایمان سے کوئی کرنے کے وقت نہایت کا ذکر ہے جس کے لیے اس میں

۱۔ آخر میں بھی یہ یاد دہانے والے کے قریب ہر پاسی ہونے کے قریب ملتی مراد ہے ہم سے مراد اس کے جوہر میں کرنے والے ملائکہ ہوتے ہیں ان کے کام
اور ان کے ضروریات جو ہونے کو ایمان کا نام دیا جائے جو ہر دیکھا گیا کرتا ہے۔

[illegible]

یہاں سے پھر مستند معاون طرف (دلائل) و تصدیق بیوت سے منظم کر کے (قائم و حجب) کیا گیا ہے اور اظہار میں متغیروں و سبزو
حقائق کی طرف اشارہ کرنا تھا ہے۔ لہذا اقسام و مواقع النجوم و قیام کتب جس کے سخی ہیں ستاروں کے وقوع ہونے کے یعنی ہونے یا
غروب ہونے کی جگہ ہر کہتے ہیں مواقع اس جہد مسرور ہے یعنی ستاروں کے غروب ہونے کی قسم کرنا ہے۔ ہونے سے مراد ہے "مکمل
دائے جب طلوع کا کرتار سے غروب ہونے کو کہتے ہیں وہ بھی کہتے کہ جب وقت ہوتا ہے کہ غروب کی نظر میں (جو تھوڑی دیر سے طلوع ہوا
کر اور ان احوال و حالات سے جسہ پڑ کر جھٹکا ہے اس وقت ستارجات و مدارات کرنے والوں کے لیے مخصوص ہیں) ستاروں کا غروب ہونا
ہے یا نہیں کہہ رہا ہے کہ اس کا غروب ہونے والے وقت پر پڑا ہوا ہے یا نہیں اس سے ہمارا کوا ایک اور طریقہ نظر آتا ہے کہ بیوت والے
اس کے ماسے و ضرائف کی ان کو کتاب نہیں اور یہ کہ دیا کی ہے بلبل اور ہی طرح کے جو کہ اسے انسانوں کا غروب و رولانے ہیں (قناد
(نجر) اس نفعہ کہتے ہیں مواقع الخمر سے مراد افق است۔ کہ ان کا کائنات (اور ہے) ہونا ہوتا ہے حرمت انگیز وقت اور کہ بعض کہتے ہیں
ستاروں سے مراد آخر ان جگہ کی آیت اور ان کے بعد دیکھ رہے ہیں ہاں مواقع یعنی ہونا

یہ استناد ہے۔ مذہب قیامت کی نذر تعالیٰ قسم کھاتا کہ اس کا کام کو سر نہ کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں انبیاء و اولیٰ و کرام کے دل مراد ہیں جہاں الہی کفر اور محبت کے ستارے ٹوٹ کر گر آتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں سرسوں سے مراد نیست باخدا وکھ ہیں جو دنیا کی اندھیری رات میں ستارے ہیں اور ان کا ٹوٹ ٹوٹ کر گرنا بکے بعد دیگر دنیا سے گزرا ہوا کسی کو خیال کرتے جاتا ہے جو حیرت و افسوس و ہجرت کا مقام ہے۔ اس بات کی خدا تعالیٰ قسم کھاتا ہے۔ خواہ الہی میں ان سب احکامات کی کج فہمی سے کیا بیخ نام ہے۔ یہ چیزیں کہ انسان کی قسم کھاتا کہ نہ ہوا ہوی چیزیں ہیں جس سے فرماتا ہے کہ یہ کیا قسم ہے مگر کسب؟ جب یہ تم کا نواز اور جب جہات اور ارادائی ہے جانتے ہی نہیں تو تہہ کے نزدیک کچھ بولت نہیں۔ قرآن کی ہر اہل ہر ہے۔ فرقہ کتاب مشکوک ہے قرآن کی دوسری سچ ہے کہ وہ نقلی دفتر میں مشع ہے کوئی اس میں تحریف و تہیہ نہیں نہیں کر سکتا۔ کتاب مشکوک سے مراد جو نسخہ جو قرآن کو اپنی آغوش سے اٹھایا ہے وہ ممکن ہے کہ حفاظ کے ذہن مراد ہوں کہ اہل نقل دفتر میں قرآن کو نسخہ و تہہ کے نسخہ دیا ہے۔ مگر۔ کہتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ کتاب کنون سے مراد وہ بیت و انجیل ہو کر نکلیہ کہ یہ کتابیں کھن کی نقل ہیں مصلحت میں تو چھپ گئیں ان کے کام کی در کتاب موجود ہیں ان میں قرآن کا ذکر ہوا ہے جابدار تھا دوتے ہیں کہ مصحف بھی مراد ہو سکتے ہے کہ جس میں قرآن مجید نسخا ہوا ہوتا ہے یعنی اور اہل۔

قرآن کے ساتھ لگانے کا حکم **لَا تَجْعَلُوا الْقُرْآنَ حِجَابًا بَيْنَكُمْ وَاللَّهِ** اس کو پاک ان ساتھ لگاتے ہیں۔ یہ تیسری درج ہے قرآن کے ساتھ لگانے کا حکم اگر اس کو اولہ غریہ مانا جائے یہاں کہ کتاب ہے قرآن کے ساتھ لگانے کا حکم۔ واحدی کہتے ہیں اس شعر پر اکثر مفسرین کے نزدیک حیرت انگیز کتاب کی طرف بھرتی ہے جس کے یہ معنی "کہ کہ کتاب کنون یعنی نوح صلوٰۃ کا نوحیو پاک لوگوں کے علیٰ مالک مقررین کے جو مفسر تفسیریں ظاہری و باطنی سے پاک ہیں۔ دو کوئی نہیں جیسا کہ چونکہ وہی اس کو وہاں سے یاد کر کے دنیا میں لاتے ہیں اور اس کو معنی کی قرار دیا جائے کہ بتا دینے کے لیے بصورت نئی سے روایتی ہے جس کے یہ معنی ہوں گے کہ پاکوں کو علیٰ اسے پھیرا

کون سے کئی فی صورت میں مذکور ہو گیا ہے کہ عرف کے میں عربی ملت یہ آئے آئے کی، کہ وہ گوارا نہیں دے (مثال میں) کہم نہ کرو اور کئی
کہم نہ کرو گے اور یہ بات میں نہ ہوے۔ ہمسرہ

خوش حال میں ہو گئے کہ وہاں خوش ہوا زچہ پر سلام بھیجیں گے یا یہ کہ اسے حسب اسکی توجہ تیرا اور اچھا سلام کرے گا جتنی آہیں میں خوش
خوشی میں ایک دوسرے سے سلام بھیج کر گویا جیسا کہ میرا غیر خوشی سے خوشی میں ہم ملے اور سلام بنا کر کرتے ہیں۔ میں اس قدر کرتے ہیں
کہ فرشتہ انہی طرف سے اس کو سلام کرنے کا اور خبر دے گا تو اس کاپ اسکی میں سے ہے۔ (۱۰۰۰ احادیث)

وَأَمَّا بَنُو كُنَانٍ فَمَا لَكُمُ مِنْهُمُ أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الْيَتَامَىٰ وَالْعِلَافَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ أَفَلَا تَعْلَمُونَ ۚ
صحابہ! تم لو کہ ان عیال کے پاس سے یہ ذکر کرنا کہ ان عیال کو کہیں یہ نصیب نہ آئے اس عیال میں سے کہ ان کے لئے نصیب نہ آئے اس کی تمہاری
اور نصیحت کو نہ مانو یا ان کو نصیب نہ پہنچو اور تم میں سے وہاں جاوے یہ بھی وہ تمہارے لئے ہے گا۔ اور آگ میں سے آگ لگے گا۔
اس کی یہ نصیحت اور کہانی یہ ہے اور اس کے لیے یہ زمانہ صحت بخیر ہیں جانے لگی کہ وہ ہے۔ ہر بہت لوگ دنیا میں ہو کر یہ ان کی طرف
مگر تمہارے اور ان کو ہر قسم کی کامیابی اور خوشی اور نیکوئی سے دور رکھو یہ وہاں سے دور اپنے لیے دے دے ساتوں اس کے لیے کر رہے ہیں کہ
پاک ایک وقت آئے گی۔ ملک و خلیفہ ان شاء اللہ میں خفاشام سے پہلے اس عالم میں ان بانیوں میں رہنا ہو گیا اور ایسے ہی ہیں کہ چپ و
باہر میں گردن ہاوی خلیفہ خلیفہ کی بیاری اور خلیفہ کی فریت میں مرنے اور سوت آگئی دوسرے عالم میں سلطان کا کام ہو گیا۔ حضرت
محمد علیہ السلام نے ایک وقت اور ایک صغیر زانی کا بیچ دیا جو اس کا بیان فرمایا کہ دولت سے دور رہا میں گیا اور محتاج جو اس کی
ذرا بھی ہو اس کے لیے ہوئے نکلے وہی کی اور کیا کرت اور کئے اس کے دھرم ہو کر تے تھے حضرت اور ابراہیم علیہ السلام کی کوشش میں ہوا اس کو
نظر آیا اور حجاز کی کاشی عزرا اپنی اہل کار کا ہنگامہ کر کے اس میں رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ عیال میں رہے اور
چکا وہ عیال چکا تیرے اس کے درمیان ختم کر دیا ہے یہ تیرے یہ بھی نہیں آسکا اور نہیں۔ لہذا اب اس میں چھاپا رہا دیا گئے
خیال میں نہیں آتے اس لیے فرماتا ہے اِنَّ عَذَابَ اللَّهِ هُوَ الَّذِي يُعَذِّبُكَ بِمَا تَعْمَلُ ۚ فَاَنْتَ فِيهِ لَخَشِيعٌ ۚ فَاَنْتَ فِيهِ لَخَشِيعٌ ۚ فَاَنْتَ فِيهِ لَخَشِيعٌ ۚ فَاَنْتَ فِيهِ لَخَشِيعٌ ۚ
نسبتہ مانو وہ نہ اعظم کو اس کے بزرگ و بزرگ کی حد میں پہنچ گیا کہ یہ بھی آخرت کا وہاں فرمادے اور اس میں اشارہ ہے کہ وہ
جوتے ہوئے ہے پاک ہے جو ہر فرما میں ہے۔ اس وقت پاک نام کیا ہے کہ اس کا لطف بیان سے باہر ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝
وَالْاٰخِرَةُ وَالْاَوَّلٰى ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ فِي رِسْوَةٍ اَيْكُمُ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا
يَلْبِغُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْدُبُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرَبُ

بھلا پاک و کریم و بزرگ و بزرگ کے یہ حال جو کرنے کے بعد قیامت میں ہیں کہ میں جانتے ہیں جس سے وہاں میں کی انھوں میں
کہ وہ وہاں ہے اس کے ساتھ ہے میں میں ان کا بھی حال میں دل میں کہ وہاں میں بھی ان کا حال ہے۔ یہ یہ کہتے ہیں ان میں ہے۔



اور مناسب باتوں سے پاک ہے۔ اس کی پاکیزگی زمین و آسمان کی ہر ایک چیز بیان کر رہی ہے۔

اس کے بعد وہ ان امور کے ابطال اور اپنی قدرت و کمال کے ثبوت میں جو شیخ و قدس کے اسباب ہیں چند الفاظ بیان فرماتا ہے مگر اسی مادہ سلاورل پر ہند طریق سے۔ وکل اول فہو الغیظ ففکھہ وفتح حزہ یعنی رنجوں سے مہر کرتا۔ یہ وہ انجی جانتا ہے اور ہر کہ جس کی محبوب سے مبرا کیا جاتا ہے وہ بے اختیار قدرت کا مدد رکھتا ہو کہ جس کے سبب کوئی عیب و نقص ٹھوکتا ہے اس کے گزرنے سے آگے جاتا۔ اس میں بے شمار باتیں۔ مگر جو امور ہمیں سے پاک ہے جو جسم و متغیبات جسمہ اور ہر جسم کی قبولی و نفسانی خواہشیں ہو کہ۔ یا ہی، خیزد، اوکھ، صحت و بیماری کی کام کرنے پر بغیر کسی آلات اسباب مگر خود کار کے قادر ہوتا ہے پاک ہے۔ اور سری بات قدرت کے ساتھ حکمت بھی ہو کہ حقائق الاشیا وادھر ہر چیز کی مناسب تدبیر آقاوند انجام حاجات و مہمات ان کے ولی و حالات عالم کے اختلافات سب سے بخوبی واقفیت بھی ہر روز اور ہر وقت و تدبیر نہ وہ بھی بہت سے ہیں کہ پورا کر دیتا ہے۔ اس باقیات کو سخت کہتے ہیں۔ پہلی بات کے لیے اضرع و دوسری کے لیے تعجیل فرما کر دے کہ کمال کر دیا۔ اب وہی یہ بات کہ دراصل اس میں ہی وہی وصف ہیں جس کی باتیں اس کے ثبوت میں عالم کے تصرفات کو کمال میں پیش کرتا ہے۔ فقال لہ مَلٰئِکَۃُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کَیۡتَ سَآوٰیۃٍ اور زمین پر ہی کی حکومت اور اسی کی سلطنت ہے۔ یہ بات ہر روز مشاہدہ میں آ رہی ہے کہ کہ مَلٰئِکَۃُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہی زبور و کتاب و داتا ہے۔ کو عالم اسباب میں انسان اور حیوان اور جملہ موجودات کا وجود و حیات و موت سے تعبیر کیا جاتا ہے بظاہر اسباب کی طرف منسوب ہے مگر جب عقل و درجین سے دیکھیں کہ تو ان جملہ اسباب کا سلسلہ ہی کی طرف جا کر قسبی ہوتا ہے معصوم ہو گا جس کے لیے آخر ہی کیا پتا ہے کہ اس کا علی مار داتا اور علی جاتا ہے۔ مگر جس کے بقدر قدرت میں عالم کا کیا دور اندیشی ہم ہے مگر اس کی کمال بادشاہی میں کیا کلام ہے؟ اس کا دشاؤں کو رحمت پر یہ اھمیت حاصل ہیں اور لطف با لطف یہ کھوکھوں کو کھارے کے مسنون سے بیان کیا تاکہ معلوم ہو کہ کمال ہی کا دشاؤں کا ہے ہر روز یہ فعل ہو رہی ہے اور رہے گا یہ نہیں کہ کہ چاکر جس میں کوئی کام کرے۔ اس لیے اس بات کی آپ ہی تصریح بھی کرتا ہے۔ و فہو علی کتبہ قویہ و قدیر کہ وہ ہر بات پر قادر ہے۔ مگر اس قدر کہ اس کا انھار اپنی چار صفوں میں ثابت کرتا ہے فقال فہو الْاَوَّلُ کہ وہ سب سے اوں ہے اس سے پہلے کوئی نہیں کیونکہ ہر شے کا وجود ہر بار لکھ کا وجود جملہ مضبوطی سے مقدم ہوتا ہے۔ اس کی ابتدا و جب اولیٰ کو کوئی اس سے پہلے ہوتا نہیں وہ اولیٰ اور قدیم ہے۔ ذات و صفات میں اور جو کہ ہے وہ حادث ہے ذات و صفات میں ان کی نسبتی ان کی تاقی سے مقدم ہے اور اسی طرح وہ الآخر بھی ہے سب سے بعد وہی رہے گا۔ یعنی اولیٰ بھی ہے سب سے پہلے جو کہ ہے کا اور الظاہر و دوسرے پر غالب اور بانہ بھی ہے سب سے برتر ہے۔ یا یہ حق کہ تجلیات اور موجودات کے پردوں میں سے ایسا ظاہر ہے کہ اس قدر کوئی چیز قابل نہیں۔ معصوم جب اپنی خوبیوں کا جلوہ دکھاتا ہے اس سے پہلے اس کے صاحب کی خوبی اور اس کا وجود جلوہ گر ہوتا ہے انہیں معنوں میں بعض عاقلین نے فرمایا ہے کہ میں جب کسی چیز کو دیکھتا ہوں سب سے پہلے اس میں اللہ کو دیکھتا ہوں۔

کہ بظہان دل میں جو دوست ہر چہ بینی دلیا کہ مغیرہ دوست

وہ جو اس کے لفظی صاحب بھی ہوتا ہے کسی کو ان آنکھوں سے نظر نہیں آتا جس کی حقیقت ذات اور اکابر اہل عقل سے مجتہد ہے۔ یا اس کو کہ جس طرح سب سے بلند اور اونچا ہے اسی طرح سب سے نیچا بھی وہی ہے۔ وہ جو ہر شے میں آیا ہے کہ اگر ہم کوئی میں ذل و ذل کے ذوق و اللہ ہی پر جا کر پڑے گا۔ اس کے سببی معنی ہیں۔ وہ ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس کے احاطہ سے کوئی باہر نہیں، سب کو گھیرے ہوئے ہے۔ ترجمہ و مسلمہ انجیر نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں ایک عالم کا تعین فرماتا ہے کہ وہ ہے۔

ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے سببی معنی بیان فرمائے ہیں اور یہی تفسیر کی ہے اور اسی طرح احمد و مسلمہ وغیرہ نے

الذمیرہ مرضی اللہ عنہ کی روایت ہے اور ابھی حدیث فقہ کی ہے جس میں ان چاروں مفسطور کے یہی قنی بیان ہوئے ہیں۔

[illegible]

أَمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْقَضُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُتَعَلِّفِينَ فِيهِ، فَالَّذِينَ
أَمِنُوا مِنْكُمْ وَأَنْقَضُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ⑤ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللهِ
وَالرُّسُولِ يُدْعُوكُمْ لِيُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ ⑥ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ

150

اور اس کے لیے ضروری ہے۔

(1)

کے تو قمریہ نے کہا ہے کہ ۱۲۰۰ھ

کے جو مقبلاً والی باغیچہ ہیں۔ ۱۲۔

زندگی گنتی میں تم کو شک خدا اور تمہاری حق تعالیٰ سے تم کو قبول میں ڈال دیا تھا کہ ایسا مال جو اسکی آواز دیکھو یا کسی جائیداد ہو، موات دین یا کسی فکر میں تھے اور شیطان نے خدا تعالیٰ کی طرف سے دعوے میں ڈال رکھا تھا کہ وہ غلطور جم ہے، اہم جو کچھ کرے جس میں عوف کرے گا پائے کہ خدا تعالیٰ کو اس روز کے پر پا کرنے پر قادر ہی نہیں جانتے تھے پائے کہ اس کے شعر تھے اور اہل ابرار و صیحت علی کو مصروف جان رہے تھے۔ آخر وحیہ کی مندرجہ بالا یہ اللہ تعالیٰ کے سب سے حق ہو سکتے ہیں۔ پھر آخر تم نے اور کافروں سے کوئی فائدہ نہ لیا نہ گناہ نہ کوئی نجات نہ کہ کچھ نہ دیا جائے۔ فریاد یا غصہ کی یہ دعا آج کے مذہب و تمدن کی تو بقول ہے نہ وہ یہ نہ لایا نہ پاس ہے۔ مگر کچھ اللہ تعالیٰ تعالیٰ کا انکار نہیں ہے۔ میں نے کچھ ایسی شہادے پاس کی جگہ ہے یا کسی شہرے لائق ہے یا کسی شہر کی جو ہمارے اور کوئی نہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ شیطان، دھوکا دینے والا جو انصاف و عدل ہے جس کے مخالف ہیں دھوکا کھانا پسند کرتے ہیں۔ شیطان آتی قوم اس دھوکے کے تم کو لکھ کر طرف سے غفلت میں ڈال دیتا ہے۔ حرقہ کے نزدیک دھوکہ دہی ہے۔ چنانچہ معرفت و محبت غیبی ہے۔ چنانچہ یہ غفلت اس کی طبیعت و خواہش کی اذیت دہیوں اور عدم امکان کے تحت غفلت متراکب سے نکال کر نہ دیکھیں کہ میں معلوم کے جو بار غفلت تک لے جاتا ہے اور یہ جو ارجحیت و دیگر ارجحیت ہوا دانی کی جگہ ہے اور جن کو یہ یوں مضبوط نہیں ہوا نہیں غفلت سے متحرک اور اس کے اس گہرے غفلت نہ پہنچ سکیں گے اور یہ یہ غفلت جنہوں کی غفلت میں غلو کر ہو سکی پھر وہ اس کی تائید کرتے ہیں جو غفلت سے بھر پور ہے۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ
مِنْ الْحَقِّ وَلَا يَتَّبِعُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ
الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ⑩ إِعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ
يُنْزِلُ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ⑪
إِنَّ الْمُضِدِّقِينَ وَالْمُضِدِّقَاتِ وَآقَرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يَضَعُ لَهُمْ
وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ⑫

نکاح کا عادیوں کے لیے وہ وقت شخص کے گھر ہے کہ ان کے والدین اور مائیں (کلیجہ) سے جبراً کسی نے نکاح کیا ہے دیکھا نہ ہو چکی ہیں اور وہ اپنے اہل کتاب جیسے تہام جی میں جو بدعت دار و کفر رکھتا ہے اس سے تہدلی تہمت ہو سکے اور بہت قرآن میں سے جو اُڑی ہیں۔ جاننا ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے جہنم کا دروازہ کھول دے گا۔ جسے تمہارے لئے کھول کھول کر رکھتا ہے وہ ان کو تہدلی تہمت سے خبردار کرتے دے اسے مردار و خیرات کرنے اہل و عیال اور مصلحتوں سے اللہ کو خوش نہ کرنے قرآن میں ان کو دیکھنا چاہئے گا۔ اور ان کو خود چلنے لگانے۔

ترکیب : الدخان من اتي از مرطبات الجو اجزاء واداءه اى وقت - وقرئ العلم لمن آمن ان يمكن يفتن اتي يفتن - ان تستخدم الجملة في علم بيان
وأنهم يفتنون - واما معنى الذي مرصفت على ان مرصفت على الاخر في نزل خمير يودايب - ولا يكون ان مرصفت على تخلفه واداءه
المنح من مرصفت على ان مرصفت على الاخر في نزل خمير يودايب - ولا يكون ان مرصفت على تخلفه واداءه
وأنه مرصفت على ان مرصفت على الاخر في نزل خمير يودايب - ولا يكون ان مرصفت على تخلفه واداءه

جملہ معترضہ کے۔

حُطَّاءُ، وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ، وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ.

[illegible]

تفسیر: پہلے فرمایا تھا کہ ایک دن آئے والا ہے کہ جہاں ایمان داخل کا نور لائے آئے گا وہاں ان کی رہبری کرے گا اور منافق نور نہ ہوئے گی جب سے حسرت کرے گا۔ اس کے بعد فرمایا تھا کہ کیا آپ دو وقت نہیں آتے پہنچ کر ایمان داروں میں اور غافل نہ ہو جائیں اور صوفیہ و خیرات اذکر و کلمات عمل میں لائیں اور صوفیہ و خیرات دین و دنوں کے لیے، چاہے مرنے اور عظیم کرنے کی بشارت بھی تھی جس سے ظاہر بیرون دنیا پرستی کا خیال جاسکتا تھا کہ جو کچھ ہے وہ یہ ہے چاہے اسی کی خیرات کے بدلے میں اجر عظیم ملے ہے۔ مانی مبادت و ایمان و محبت فی لیلیٰ کو ان پر چمکا ہے اس لیے ان آیات میں ایمان کی خفیلیت اور ایمان داروں کے کور ہات اور کفر و تکذیب کی قربانی کو کافر و تکذیب یا عجز کی خیرات کرتے جان فرما ہے اور اس کے بعد خود فرمایا کہ یہ ثباتی اور اس کی بہ قدری ظاہر فرما ہے کہ معلوم ہو کہ وہی سعادت ایمان ہے یہی اسی کو صوفی و شیعہ علماء جانتا ہے۔ لیکن اگر عظیم کا مستحق اور اس کو نہ مانگ کر دیتا ہے۔ وہ نور ایمان ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ جو نہایت پاک، پاک و جہاں سے اور آفت کی آواز میں بھی رہتا ہے۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ
لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْعَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ
لِنَّاسٍ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ
عَزِيزٌ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النَّبُوَّةَ
وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى
أَنبِيَائِهِمْ بَرْسُلَنَا وَتَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ ۖ
وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهَابَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا
مَا كُنْتُمْ عَلَيْهَا إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا
فَأَتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝

کنہ نے اُردو لکھا ہے اور وہ بھول گئے اور انہ نے مانٹے بہ چیز ماری ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ إِذْ يَخْلُقُ بِمَا يَخْتَارُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا لَمِنَ الْأَوْفَرِ ۚ وَأَنَّا مُنْقِلُونَ ۚ

ہے؟ اور بھی کھل احکام اس سورہ میں ہیں اب ہم آیات کا تفسیر کرتے ہیں۔

اس صدقہ دینے کے حکم میں چند قسمیں ہیں۔ (۱) ایک تو یہی کہ اس حرج کا کفارہ ہے۔ (۲) ایک اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کا اظہار ہے۔ (۳) مجلسین اور غیر مجلسین کا امتحان ہے۔ (۴) سب سے بڑھ کر عملت سرگوشی کا اہتمام ہے۔ پہلے تو مفت مفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فغان میں کہہ دینا آسان بات تھی مگر اب تو صدقہ دینا پڑا اس لیے یہ سرگوشی بہت بھاری لگے اگر اس وقت کے ساتھ کم کرنی؟ دنیا کے مقام، جب کسی بات کی قیمت اداس کا اندہ نہ پتا چھے ہیں تو انھیں اس کے بعد اور مدد کرنے کا حکم نہیں دیتے بلکہ اس پر کوئی ٹیکس یا جرمانہ یا فیس قائم کر دیتے ہیں جس کی صدا بظاہر آج کل سوجھ رہی ہے۔ قرآن و دینی اخلاق تو سب کا حق ہے ورنہ دنیاوی تدابیر کھلیا نہیں کرتا ہے۔ ایک لوگوں نے اس مسئلہ کو اپنے اخلاق و دین کے لیے بہت بڑا ہے اور خوب عموماً مانج پڑا ہے جس کی بزرگ نے اتمام کفر کا کھانا کھانے کی کیفیت یہ کوئی معمولی بات یا کوئی ایسا بدنامہ کلمہ نہ ہے بلکہ کافورات روز سے دیکھوں گا و ایک یا دو روز سے دیکھ کر نفس کو بڑھائی زبان بھی کھل گئی اس طرح عورتوں پر بھی ایسے احکام لگائے گئے ایسے باغدادی اصلاح میں شب و روز سرگرم رہتے ہیں اور یہی جہاد ہے جس نے نفس پر اس کی شہوانی خواہشوں کے روکنے میں شوق پائی اس نے اہل بیت جہاد دینی کو صحت کر دیا۔

فائدہ آیت میں اس صدقہ کی کوئی مقدار بیان نہ ہوئی کہ کس قدر؟ اور نہ تعین کیا گیا ہے اسے اور کس کو دے۔ ان سب باتوں کو مصلحت کے لیے عرف پر چھوڑ دیا اور صدقہ دینا تو اس بات کی طرف اشارہ کر دیا۔ مسئلہ یہ صدقہ کیا واجب تھا یا صدقہ؟ بعض علماء کہتے ہیں واجب تھا بعض کہتے ہیں صدقہ تھا مصلحت کے لیے آخری الفاظ بتا رہے ہیں جیسا کہ فلاں شخص جو صدقہ دینا چاہتا ہے تو اسے خیر جو کہہ کر دینا چاہیے یہ حکم آخر تک پائی رہا تھا یا سنو یہ حکم تھا؟ اگر کوئی کہتا ہے کہ خیر جو کہہ کر دینا چاہیے تو یہ خیر جو کہہ کر دینا چاہیے اور یہ ہے جس فغان میں تجھ کو داغ اورا غم ہے تو اسے سرگوشی کی عادت بھی جانی رہی تھی جو مسلم کہتے ہیں جن حلوں کو خیر قرار دیتے ہیں ان میں کوئی بات پیسے حکم کے مخالف نہیں ہے۔ کیا ہے یا خیر جو کہہ کر داغ کیا گیا؟ بلکہ یہ حکم باقی رہا اس کی وجہ سے یہ فعل بھی جائز ہے اور بہت سے مافوق رفوہ و فطریات سے روکے۔

صدقہ کی نسبت فرمایا تھو لَنْ تَجِدَ لَكَ خَيْرًا مِّنْهُ وَ تَجِدُ لَكَ خَيْرًا مِّنْهُ کہ یہ تھارے لیے بہتر روپاکے بات ہے۔ ہر بہتر میں نہ داخل مصلحتوں کی طرف اشارہ ہے نہ اہل میں پہلی مصلحت کی طرف۔ پھر فرماتا ہے فَاِنَّ لَكَ خَيْرًا مِّنْهُ صدقہ دینے کا مقدار نہ ہو تو غیر معاف ہے ہر اس کی آیت کے تمام مضمون کو سمجھ کر کہہ رہے۔ قَدْ لَمْ تَشْكُرْهُ فَاِنْ تَقْدِرُوا عَلٰی اَنْ تَعْبُدُوْهُ تَعْبُدُوْهُ صدقات کے کیا تمام اپنے مشورے سے پہلے صدقہ دینے سے ڈر گئے؟ یعنی نہ اور صدقہ دے دیتے ہیں بہتری اور پائیزگی ہے فلاں شخص جو کہہ کر صدقہ دینا چاہتا ہے تو صدقہ دینا چاہیے یعنی یہ صدقہ دینے کی وجہ سے صدقہ نہ دے سکے اور تاپ اللہ علیہ السلام کہ صدقہ نہ دے تو کو معاف بھی ایسی حالت میں کر دیا ہے تو اسی وقت الصدقۃ الخ ایک کام کیا کر۔ نماز پڑھو، روزہ رکھو، زکوٰۃ دینا اور اس کے سوا کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے کاموں سے خبر دلو یہ اس پر کوئی بات نئی نہیں۔

فائدہ پہلے تو صدقہ دینا فرمایا تھا جس سے حکم کے وقت ماسر پر کو تھوڑا کھانے میں مٹک کی اہت جانتی ہے کہ یہ تھوڑی سی بات ہے جسے کرنا کوئی محنت نہیں جیسا کہ افراد اعلیٰ نہیں یا افراد اوسط جن کا صدقات اور شرفا ملتا ہے۔ فائدہ بعض علماء فرماتے ہیں خصوصاً جو اس کے مشورے کرنے کے قابل ہیں کہ صدقہ دینا چاہیے وہیں صدقہ دینے سے صدقہ دینے سے خبر دلو یہ اس پر کوئی بات نئی نہیں یا افراد اعلیٰ نہیں یا افراد اوسط جن کا صدقات اور شرفا ملتا ہے۔ فائدہ بعض علماء فرماتے ہیں خصوصاً جو انھوں نے زکوٰۃ دینا فرمایا جس سے کہ مطلق کیا زکوٰۃ دے گا تو تھوڑا سا صدقہ نہ دے گا؟ بلکہ حکم کو سنو کہ کہہ کر اسے کیا کرنا چاہیے کہ وہ صدقہ دینا چاہیے۔ اس فقرہ پر یہ پہلی آیت کی تصریح دینا کہہ کر کہہ دیا۔

مرتب علی القاطنہ بخود ان الجنت حال تفسیر المصنف کا مکمل لکھا۔ آخری ٹرانسکریپشن پر تفسیر وکیل الازواج، مجلس العلم والخریب، لندن۔
تفسیر: چھپے اور ہمیں من لفظ کے فعال ماثرت کا ذکر تھا اس جہ میں ان کے معنی اور وہاں یہودی علاقہ حرکت اور اس کا یہ تفسیر ذکر فرماتا ہے کہ حضرت ہر فصل بعد اللہ۔ ان بات میں اور بھڑان کے بعد، یہ میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ سر زمین نے لایا، یہ ان کیا ہے کہ جب کچھ زبانی میں یہود پر مصائب پڑے تو ان میں سے کچھ میں بھی آ رہے تھے۔ بیشتر عید منورہ کے آس پاس پہنچے تھے۔ اس خیال سے کہ وہ نبی ہستی کی موعی عید السلام نے فری ہے میں آ کر ہے گا اور یہی شہر اس کتاب کا گاہ ہے گا۔ جبکہ ان کے یہ کہنے کے آس پاس ایک ایک فرسنگ کے فاصلے سے دور فرما کر یہود کے تھے۔ ایک کی طرف دوسرے کی تفسیر لکھا تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تو یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف ہو گئے تھے مگر اس کی جنگ میں جو مسلمانوں کا کارفرما تھا اسے عزیمت پہنچی جب سے نبی تفسیر کے دماؤں میں بھی سرکشی کا گاہ بھر گیا۔ اگرچہ اس سے پہلے بد کی لڑائی کے بعد وہ یحییٰ بن مردادہ قریش کو نبی تفسیر کے سردار سلام بن مظہم نے اپنے ہاں جہان رکھا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شب خون مارنے آیا تھا۔ آخر اس کا مدد کی اور ابو یحییٰ نے اس کی مدد سے مدینہ کے بعض مسلمانوں پر جواب دہ کچھوں میں معروف تھے رات کو حملہ کیا، مسلمانوں نے فریاد کیا کہ تعاقب کیا۔ یہ تو قریشی اب ایک اور نبی بات یہ ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گڑھی میں بیٹھ چھ صحابہ جملہ ایسی عہدہ دار اور صحابہ سے کی دوسے ایک مسلمان کو خون بہا دیا تھا اس روپے کے چنڈے میں انکے بھی شریک کر کے تشریف لائے تھے۔ معرفت اللہ سے کہا آپ شریف رکھئے ہم چند دسپتے ہیں اور بہت کچھ دیکھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گڑھی کی آواز سے کر کا کر چنڈے گئے۔ یہود اٹھ گئے، جا کر گھوڑی کی کہ اس کے اس سے ہماری ہجرت زوال اور کر رہا ہے۔ جملہ اہل قاصم اس کی خاطر سے بھلا تم قریش سے اور تم عرب سے بگاڑ کر کہاں رہیں گے؟ جب یہ غلطی سارا ہوئی ہے تو جسکی ہی کینگی کی باتیں سو بھا کرتی ہیں اور غور زما اور دور کر کے نہ پائے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ہر یہودی آپ اللہ کو فرمایا آپ وہاں سے چلے گئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام آپ کے حق میں فرمائی چکے تھے کہ وہ آپ پر گئے گا جو اچھا چرما ہو جائے گا۔ جس پر آپ نہیں سناں تو بھی چرما کر دیں گے۔ یہ وہی اس ہجرت کے ان سزاوارہ وادیوں پر قرآن آئی کہ ہر کر کے پانچ خیر اسلام میں ان آئینی ہدایتوں اور ان فرسوں کو نشانہ گیری کی صلیت اسے سنا تھا؟

وَكُلُوا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ الْجَلَاءَ لَعَلَّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۖ ذَٰلِكُمْ بِأَنَّهُمْ شَاقُوا اللَّهَ وَرُسُلَهُ ، وَمَنْ يَشَاقِ اللَّهَ

خیر کر کے ہے اس پہاں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے یہودی رہنے سے نبی انکار اور نبی قرآن، نبی تفسیر نبوت کی آریب تھے۔ اس
عرب میں تہذیب و تمدن کا وہ بپہاں تھا، تو ہر ایک عہد اور منصب کا کر کے تھے کہ وہاں جہان، ان تہذیبی تہذیب کی جان و دل تھی، تاہم ان کی طائف
کہتے تھے، میں تمہیں بھائیوں سے بھی زیادہ اقدار و عزت ہوئی تھی اس طوائف، انکے کے زمانے کی عزت و جلال اور اس سے پہلے کے ہے اس سے
یہ کہ ان کی طائفہ حصر نہیں ہو سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر وکی قرآن کے بعد انہما جو جہاں میں طائف کیا اور بہت ہی بڑے دور
پر انکا ان اور جہاں کے کچھ کچھ کہ ان قانون کی ہی سزا و دی تھی نبی تفسیر کے لئے نبی قرآن فرما دیا تو عرب کے بعد جو اس اللہ کے بعد ہے اس کا ہے
ہیں وہ اس کی سلاطین اور وزیر کے قانون کی طرح لگ چکے تھے ان کے پاس پاک اور بڑے دور سے دیا گیا کہ ان کے اس وقت کے اس کی کاشمیری کی تو جو
واقعہ ہوا اس کو بھرنے کی رحمتیں رکھیں نبی تفسیر اس سے کہ میں جب تہذیب کو نہایت کوشش کرتا تھا، ان قانون میں ان کے بعد وہ نبی پر تو کہاں ہونا
صلحت و حکمت جاتی ہے تو ان میں یہ کیا سزا میں ہے۔ ۲۰۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی تھی۔ فرما ۴۱ کے کہ یہ لوگ صرف سنی بات نہیں، رحمت کے لیے آئے ہیں لہذا یُخْصَرُونَ اللہ وَرَسُولُہُ اللہ اور وہی سے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ اسلام کا فکرمبرادر جس نے بے ۴۲ کے مردان کثرت کو سیدھا کر دیا انہیں کا قاتل: اُولَئِکَ هُمُ الْمُتَضَلُّوْنَ یہ سچے لوگ ہیں۔ یہاں اُنھے مہاجرین کے کاہن تھے۔ (۱) اچھے کردہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی حاصل کرنے کو اپنے کھربوں کے عورہ بانوں سے جدا کئے گئے اور ان کے گئے ہیں۔ (۲) وہ اللہ اور رسول کے مددگار ہیں۔ (۳) وہ صادقین ہیں۔ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علیؓ علیہم السلام بھی تھا کرتے اور ابو بکر و علیؓ کی محبت میں انہوں نے کشتیشیں کیں ہیں اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور یہ فقرہ بھی ہو گئے تھے۔ مگر وہ کون کی روایت اور کون کونسا ہے جو جو نے انہیں گزرا کر ان کو وہ نام کہہ دیا ہے کہ اس کے لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے وہ ہے کام کے جو طریقہ یہ السنہ کا سخت دشمن بھی نہ کر سکتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ پر وہی اللہ تعالیٰ کے لٹ ادنیٰ اور اعلیٰ بیت پر اُٹھ کر۔ معاذ اللہ ان لوگوں۔ یہ یہ کئی جہت سے ہے ہرگز نہیں کہ۔ لہذا ان کا کھٹا کھڑا ہے کہ یہ کئی۔ چچے اور ان کے جواب میں کہ وہ جہاد ہے۔ اس کے بعد فقرہ و مفہوم کی طرف توجہ ۴۲ ہے۔

[illegible]

میں اس خصلت کا پابان رہے کہ کبھی وہاں کا جھنڈا اٹھا کر اسے نہیں پاتا نہ مقابلے میں نہ اس کے پاس رہتا ہے۔ اہل حق کے مقابلے میں مشہور رہے اور
 ہمیشہ برے گئے۔

اور وہ بات کیا ہے؟ جس سے وہ دن بھر ہنستے۔ اسی بات کے ذیل میں اس کا بیان ملاحظہ فرما کر سب سے اعلیٰ نظیر اور
 فک اور تجربہ رکھنے والے حضرت علیؓ کا خطبہ طبرستان کے لیے نہیں ہوئی تھی جس میں سے آپ نے کئی کئی مہاتواں اور مہاترب کے لیے اور
 کئی کئی دفعہ ازادان طبرستان کے لیے، کئی کئی قادیان و ساسانیوں کے لیے یمن کے لیے لکھا تھا، چنانچہ فک کی آہ نے آپ کو ثابت
 ورواں کے ساتھ مل کر کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب وہ شہنشاہ کی ضرورت تھی تو انہیں مہاجرین و انصار نے یمن کی
 مدد سے قوت مذکور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قادیان لایا۔ اسی وجہ سے چنانچہ وہی لوگ خوب جانتے تھے جو ایک موقع پر
 ان کے وہاں میں یا نہیں تھے۔ اسی لیے ان دنوں سے کہ ایک ہی حضرت اس سے پہلے کے قادیان تھے۔ وہاں کوئی رعیت و اہل کفر
 و فتنہ دیا تو قلعہ نہ تو کس نے کون کی تو سربراہ تو وہی ہیں ان کے پاس کوئی لشکر و خزانہ تھا اور ایسے مہاجرین و انصار ایسے پیدا ہوا تو سامنے
 داسے بھی کب تھے فوراً تو غلط ظاہر کرتے اور سب کے قبضوں پر ہاتھ رکھ لیتے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ یمن کی کسی لیے کئی علیؓ اللہ
 علیہ وسلم کے بعد چائش کا انتہائی حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو تھا اور امامت انہوں نے انتخاب پر موقوف تھی بلکہ اسمانی مہم ہے نبوت
 کے بعد کے۔ کہ برابر کسی کئی قدم مگر مشاہدہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے لیے اس کی سند موجود تھی۔ مگر اس کی سند حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے لیے اس اسمانی سند قبول
 نہیں کی اور نہ وہ مہاجرین و انصار کو معصوم ہوئی کسی لیے کہ اگر معصوم ہوئی تو ہماری کچھ میں نہیں آ سکتا کہ وہ وجود اس اسمانی سند کے اور
 ہمارے کہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ علیہ وسلم کے ہماری اور امامت اور یہ جو ہیں اس کی سند جو ہے اس سے نبوت اور انصاف رکھتے ہو
 و حاکم و ہم اور یہ جو ہیں و انصار کی امتیاز میرت کے خلاف تھا اور یہ جو ہیں کہ حاکم و ہم اور یہ جو ہیں کہ حاکم و ہم اور یہ جو ہیں کہ حاکم
 کوئی ذات کا سامان ان کو کبھی نہ تھا اور یہ جو ہیں کہ حاکم و ہم اور یہ جو ہیں کہ حاکم و ہم اور یہ جو ہیں کہ حاکم و ہم اور یہ جو ہیں کہ حاکم
 تہم ہے کہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی جائش تسلیم کی اور ان کے ساتھ دشمنی و دشمنی کا وار میں شریک رہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ ان میں
 ناراض تھے وہاں رہ کر کرتے تھے، اسی کو تہم کہتے ہیں۔ مگر ایسے بزرگ کی نسبت یہ ظاہر وادری ظاہر ہو اور ہمارے ساتھ منسوب کرنا ان کی شان
 میدون کو کھنڈ ہے۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے سواہر و جہان کے مقابلے میں حضرت حسینؓ رضی اللہ عنہ کے لیے نہ کیا۔ تو یہ بزرگ و
 باہم کئی کی سے اپنے تھے نہ زبان سے جھوٹی باتیں نہ اپنے اور۔ اس میں کچھ اور رکھتے؟ حضرت صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آیا
 و قد پیش ہوا جس میں حضرت قاضی ابوالحسن علیؓ رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں اور خلاف دینی عاید ہوئی یہ تھا کہ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت
 سے جو چیز بعض کچھ حصہ نہ چاہیے۔ جو چیز بہت درست ہو مگر خلافت کی طرف سے یہ جواب دہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات
 میں اس جائیداد کو وقف کر چکے تھے۔ بغیر علیؓ رضی اللہ عنہ کی رضاعت نہ تھی کہ وہ جائیداد اور یہ چیز چھوڑ کر دنیا سے رخصت کریں۔ اسی پر شہادت
 گورنگی و جوشی نے چاہے مگر اس قدر جائیداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے مصارف میں لگا دی تھی خلافت نے ان کو سب کے خرچ و
 خرچات بخانا قرابت و فہم علیہ السلام بہ ستور و جہاد رکھے۔ یعنی منافق و دشمن کے لیے حلیہ و لباس و کھانا و مسکن و کھانا و مسکن و کھانا
 پر حضرت خاتمہ ہزار ہجرت کو ان کو دینے کی ہمت اور برادرانہ و جوش خیال ہو سکتی ہے۔ یہ وہ خلاف ہے۔ اس پر شیعہ کے
 دو زمین نے جس قدر سواہر و مہاتواں تھیں وہی تو تہم کہیں کسی لیے کہ انہیں سواہر و مہاتواں ایسے مواقع پر ہاتھ کرنے والوں کو ہر موقع
 ہاتھ آتا ہے۔ میں ان ہاتھ پر روایت کا ذکر بھی اہل بیت کی اہانت جتھہ ہوں مگر یہ کجبت چاہیے کہ وہ اس کی ذمہ داری کسی ذمہ داری میں
 ہے کہ ہیں وہ ایسے کئی دنیوی معاملات پر ان قدر ذمہ داری نہیں ہے کہ انہیں سے دیکھ کر ایک انسان سے باہر ہے۔ حاکم و ہم اور یہ جو ہیں کہ حاکم

الْمُؤْمِنِ الْمُحْسِنِ الْعَزِيزِ الْمَجْتَازِ الْمُشْكِرِ. سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٥٠﴾
هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى. يُتَبَّعُ لَهُ مَا فِي
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ. وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥١﴾

حقائق سے اس طرح قدم سے ڈال دیا اور کیا کرنے میں غماز کرتے تھے اور ان کی روایات سے ان کے لیے بے لوثی بھی دیکھا گیا اور
 جاتا تھا۔ یہ سب کو کوئی فکر عالم سے نہ کر سکتا اور سب کو یہ تھا کہ ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی
 مختلفیت ملتی اور علیٰ غرض اس صورت میں جو ان کے لیے تھا وہ سب کو یہ تھا کہ ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی
 ایک ہی تھا کہ ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی
 اسی دلیل سے کہ ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی
 رہے۔ بہت سے سادہ لوگوں کو ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی
 ہے۔ ان تمام چیزوں کو جو ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ
 بِالْبُودَةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاهُ
 أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ حَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ
 مَرْضَاتِي تُسْرِخُونَ إِلَيْهِمْ بِالْبُودَةِ وَإِنَّا أَعْلَمُ بِمَا أُخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ
 وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ إِنْ يَتَّقُواكُمْ يَكُونُوا
 نَكْرَةً أَحَدًا ۖ وَيَئِضُّوْا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَسْوَئُهُمْ بِأَشْوَرُ أَوْ ذُوَا
 نُفُتْهُمْ ۚ إِنَّ سَنَعَكُمْ أَرْحَامَكُمْ وَلَا أُولَاؤُكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ يَفْصِلُ
 بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

یہ باتیں ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی
 یہ باتیں ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی
 یہ باتیں ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی
 یہ باتیں ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی
 یہ باتیں ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی
 یہ باتیں ان کے لیے تو حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی اور حق پرستی کے لیے حق پرستی

درمیان نہ تاؤ اور احوال کی کاروائی ہے۔ قتال عسی اللہ اع کہ شاید خدا تر میں اور مجاہدے دشمنوں کا کردار میں کوئی کرے۔ اب آج وہ بڑھو کہ جس معاشرت اور نظام اخلاقی سے بھی تڑپاؤ کہ مرد کوئی ہو جانے کے بعد شرمندہ ہون پڑے۔ یہی مسئلہ سے متعلق دے لیا ہے کہ دشمنی کے وقت اس بات کو بھی غلط نہ کہہ دو کہ جو جانے کے بعد کسی نامناسب بات پر ہر امت نہ اٹھائی پڑے۔ اور کوئی میں بھی دشمنی کے زمانہ کو خیال کرے کوئی ایسی بات نہ کرے کہ ہاتھ میں نہ لے کر دشمن ہو جانے کو چھے یہ ممکن نہ ہے۔

واللہ اعلم بالصواب اور یہ بات پر توجہ ہے اور تہذیبی و فرائض و تقویٰ کے لیے حضور جسم ہے۔ اور شاید ملاپ کی ممانعت سے مسلمانوں پر لازم و واجب کا کچھ نہ کہہ کر شائق بھی گمراہ ہو جائیں کہ انسانی طبیعت نامتعصبی ہے۔ مگر جب وہ لوگ اس نعم کے امتحان میں پورے نکلے تو خدا نے آج وہ دعویٰ قائم ہونے کا ضرور بھی بتا دیا اور اس میں ان کی عقلی کی سعادت بھی کر دی بھلا کہ اللہ عفو ورحیمہ اور اس بظہارت کا ملکہ ظہور بھی ہو گیا۔ حق کہہ کے بعد جس سے لڑائی بھی شیر و شکر ہو گئے۔ پھر اس امر میں یہ اتنی زکریا کیونکہ کہ جو لوگ تم سے لڑے نہیں نہ انہوں نے تم کو گھروں سے باہر کیا ان سے اسباب و اختلاف کرنے کی اندھ خالی ممانعت نہیں کرتا۔ احسان و انصاف ان سے کہہ کر وہ دعویٰ محبت اور پیچھے ہے انہیں۔ اور جنہوں نے تم سے لڑائی کی مگر ان سے نکال دینے میں مدد کی جیسا کہ قریش کے دور ان کے حلیف قبائل ان سے دوستی کرنے کی ممانعت کرتا ہے۔ قولی دوستی یا کئے کر دین (صرح) احسان اور عدل کرنے کی بات ان لوگوں سے کہہ نہیں فرمایا۔ اکثر اہل طبرستان ہیں کہ ان دشمنوں سے اس کی بھی ممانعت ہے۔ آج کا یہ حق و لڑت کر دیا ہے۔ یہ لوگ عربی نکلتے ہیں۔ ان سے بچنے سے مطالبے کے اندر یہ کر جائے اور اس میں اسلوب و نگاہ میں سے صرف ذبیحوں کے ساتھ دوست ہے جو اسلام کے دے یہ مہد میں اہل ہوں جیسا کہ عرب میں قبول فرماؤ۔

فوائد : (۱) عسی اللہ انجیک بظاہر ہر دشمن کو ان میں جس میں منہ اسلام کی ترقی اور اس کے فہم کی طرف اشارہ تھا جس نے ان صادق الہام کی ان نگارے دوستی ہونے کی وجہ اس کے کوئی صورت دشمنی کو یاد دہانہ مسلمان ہو جائیں یا مغلوب ہو کر اسلام کی حاجت اختیار کریں۔ اس آیت کے نزول کے بعد اس کے بعد حق ہوا۔ دہان کے نگارہ مسلمانوں کو محض اسلام کے لیے تکلیف دیتے تھے، مغلوب ہونے اور اسلام لانے کیلئے تھے بھائی بھائی تھے۔ اس سے پہلے علی مرتضیٰ علیہ السلام ان کے نگاہ میں رہی عدالت دشمنی پھر دشمنی ہو گئی۔ الا ستم ان جہنم کو توڑی نظروں سے دیکھتے تھے پھر ایک ہو گئے۔ مسلمانوں کے مسہرہ برداشت و فرماں برداری کا یہ نتیجہ دے دکھایا اس کے فرمان کے موافق اس کی ممانعت چھائی ہو گئی تھی۔

(۲) دشمنوں اسلام کا آجیک غیر مسلم تھا اس کے مطالبے میں اس کے حق و دشمنی کے سب سے اول ضرورت پڑتی کیونکہ اس کی تو اسلام نے دنیا میں ظاہر ہونے سے پہلے ہی کی۔ جس کے ترقی میں جو مسلمانوں کے تہذیب و ادب اور دعویٰ بدھ سے اول متاثر ہوئے اور یہی ہے کہ وہی دوسرے مردوں کے ساتھ ساتھ بلکہ کیا۔ یہی کہ گویا اہل ضرور سانی کا کوئی۔ بعد ان فریب مسلمانوں سے انہیں کھلا کر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان اہل عرب کے نال دے دے جسے حسب دینے کے قبیح ہوئے۔ اور اس فریب سے ممانعت تھی جو نہایت بدنام اور صیب صورت میں ظاہر ہو رہی تھی۔ ہدایت۔ ایسے بیمار کی حالت میں تھی کہ جس میں صدمہ امراض نے گھر کر نہ ہو یہ بھی مثال ہوئی اور شام کی سرزمین پر اس میں اور اسلام میں آفرشتہ دشمنی کی نوبت پہنچی اور پھر ترکوں کے دہانے دہانے کے آگے آئے۔ دے اور قیامت تک لڑتے رہیں گے۔ جبر اور دشمن اور اہل گھنا سہودیت و جہنمیت تھی۔ آخر کار اسلام کے دل کش لفظوں نے دیکھا کہ وہی فریاد کر رہی یا اور یہ بظاہر اسلام کو اب بھی جیسا کیا مائل دیکھ کر نہ ہے میں آتی ہے اس لیے اس کے دشمنوں کے برتاؤ کے لیے خدا نے پاک نے ان آیات میں دستور العمل قائم کر دیا جس کی تفصیل یہ ہے

حلال ہے یا حرام ہے۔ انہیں ان کے کہہ کہہ کر سے مال سے جو کچھ تو نے پیسے لئے لیا وہ آئندہ لے سب کچھ کھانا اور حلال ہے۔ ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بڑھ کر بیان کیا اور فرمایا کیا تو بندہ نہیں بنی ہے اس نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! جو کچھ تو نے پیسے قصور سرزد ہوا معاف کیجئے اللہ آپ کو معاف کرے اس کے بعد آپ نے فرمایا: نہ کرنا کہ بندہ نے کہا کیا یہ پاؤں بھی نہ مارتی ہیں یہ تو چھو کر ہوں اور عین کا فصل ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ بندہ نے یہ کہا کہ میں یہ پاؤں میں سے کسی نے بھی یہ کام نہیں کیا۔ اللہ کے شرف و معصیت نفروں پر عین بھی یہ کام نہایت بد اور خیر سمجھا جاتا تھا۔ نف ہے ان پر کہ میں نہیں سے یہ کام کرتے اور ان کی کوئی چیز ہمہ گیر سے ممکن کرنا بھیجے پھر جتنے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: (۴) لَوْلَا بَعْضُكَ لَوْلَا بَعْضُكَ کیا اپنی اولاد کو توئی نہ کرے۔ عرب میں دستور تھا کہ داد کی کارورحک سے بچوں کو مارا دیتے تھے۔ اس کی بھی مخالفت ہوئی۔ اس پر بندہ نے کہا ہم تو ان کی لڑکیوں میں پرورش کرتی ہیں جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو ان کو مارا دیتے ہیں اب تم جانو وہ جو میں (جنگ چور کے ہتھکڑوں کی طرف اشارہ تھا جن میں اس کا پستانا تھا بھی مارا گیا تھا) اس پر عمر رضی اللہ عنہما کو اس قدر مہر دینی آئی کہ لوٹ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قسم کیا۔ (۵) لَوْلَا بَعْضُكُمْ لَوْلَا بَعْضُكُمْ پھر فرمایا کہ کوئی بھانہ نہ دے۔ یہ لفظ عام ہے ہر قسم کے بھانہ کو شامل ہے خواہ کسی پر چوری کا لگا یا جائے یا زنا کا۔ عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حد وضاحت کی کہ اگر کوئی بھانہ لگا دیتی ہے اس سے نہ بھی منع کیا۔ نہ تو یہ بھانہ لگا دینا تو ایک اور بات تھی ہیں۔ اس میں اس کا کچھ نہیں ہے اس کے یہ بھی ہیں کہ کسی غیر کے بیٹے کو اپنے غلام کی اولاد بنا دے۔ فرما دیتے ہیں عرب میں جو شخص کسی کا بچہ لٹھائی نہیں اور غلام نہ کہہ دیتی تھی کہ میرا بچہ ہے تو تھے۔ وہ بھانہ کو جو اپنے انھوں پاؤں کے سامنے بنا لیا گیا اور یہ اس لیے کہ لڑکا جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو اس کو سامنے ڈال دیتی ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کے سامنے ہوتا ہے عورتوں کے سامنے دیکھنا تو افسوس کے ہیں۔ میں میری کارور ہے اس معنی میں کہ وہ دیکھنا تو کسی پر بھانہ نہ دے۔ یہ بھی سخت جرم ہے۔ اس کے بعد بندہ نے کہا واللہ بھانہ بڑی بات ہے اور آپ محمد و انیس ہزار معاف فرمائی گئے ہیں۔ (۶) لَوْلَا بَعْضُكُمْ لَوْلَا بَعْضُكُمْ پھر فرمایا اور کسی نیک بات میں رسول کی نافرمانی نہ کریں۔ یہ بڑا وسیع لفظ ہے اس میں اور سب محمد و انیس ہزار معاف فرمائی گئے ہیں اور اس پر بہت کرنا آئے ہیں ان کی ہیست قبول کر لے اور ان کے پہلے گناہوں پر اللہ سے معافی مانگ۔ اللہ خود رحم ہے اس بہت بڑے قسم پر بڑے کا یہ صلہ ہے کہ ان کے لیے معاف اور اگلے جہان میں جہان فی زندگانی ہے بیشک آرام ہدی ہے۔

فقہاء۔ آج کل نے طلحہ مورنی روٹی کا بہت کچھ زد و دھڑ ہے اور فی تہذیب یافتہ قومیں جو برائی مذہب کے برائے نام پابند ہیں اس امر میں بہت جھگڑے کرتے ہیں۔ عورتوں کی تعلیم پر ان کی بڑی حدت معروف ہے اور اپنے کالجوں اور سکولوں کی تعلیم یافتہ عورتوں کو فتنہ دینے ہیں اور اسباب خود کے علاوہ اپنا کچھ بھی نکالتے ہیں۔ جو کچھ ہو اگر ان میں یہ باتیں نہیں تو کسی غیر خیر امتدادی کے نزدیک بیکان کا مرتبہ ایک بازاری عورت سے بھی زیادہ نہیں جو بڑی اور عیش و نشاط کے طریقے اپنے غامضی کتبوں میں لکھ کر بیٹھتے ہیں۔ ان چند باتوں کے سوا سب پر وہ اور جو مرد کی باتیں بھی اگر عورت میں اول تو غلطی نور۔ اسلام اپنی تعلیم نسواں میں نہ اہل پر بلکہ بڑے مکملوں پر بھی مقرر کر رکھا ہے۔ زمانہ حال کے غیر جنس تعلیم یافتہ سے واحدہ پہنچتا ہے جو اس کو اپنی ذہنیاتی کی حیثیت اور سرکاری اور غیر مرد کے ساتھ اختلاف کرنے سے روکتا ہے۔ ہندوستان میں ایک جماعت ہے جو غیر عورتوں کی ہر بات میں تنقید کر رہی رہتی جاتی ہے۔ ہر لڑکی تو اپنی آزادی نسواں سے تنگ ہے جس اور یہ اپنی تنگ جہاں کو اپنی طرح آزاد ہونے پر مجبور کرنے ہیں۔ یہ کہتے ہیں یہ کیا کہ بچی گھر میں بیٹھی ہوئی ہے جو بھارے۔ اس کی مرد کی فصل بھی نہیں سمجھتی۔ اس کی فصل میں شرافتی نہیں آئی بلکہ حارے ساتھ بن چمن کرکشی جنمزاں ملک میں طلحہ اور ہارے جو ان جنمزاں دوست اندھ اندھ کرکشی سے معاملہ کریں بغیر اس میں۔ پاک بہت سے ہر بھی لیس اور بھل میں ہاتھ دبا کر کرکشی پر جاننا کہیں اور کوئی دہلی۔

جنتیں برائے ان کی ہوگی چھ ماہ سے ان کی بھلی بھلی باتوں پر سے اٹھائے اور انہوں نے چائے پیئے جانے اور ہلے تھکے بازی دیں یہی روز تمام کر کے آئیں۔ کسی روز اہل بیت میں ہمارا کوئی خاص دوست آئے اور ہمارے اس کو میرا کرنے لے جانے اور جہاں چاہیں پھر آئیں اور جب چاہیں آئیں۔ اور کبھی یہ بھی ہو کہ ہم صاب کے کمرے میں بیٹھ جاتے کوئی دوست بیٹھا ہوا ہے جس کو ہم نہ پہچانتے ہو اور ہم تہذیب کے کام سے ان کے پاس نہ جاسکتے ہوں اور بیک جا ہیں وہ بیٹھے ہیں اور ہم بھلا کر یہ بات کہہ کر نہ نکلیں۔ اپنی باتوں سے وہ ان میں فراموشی ہوجاتی ہے پھر یہ پانچ گھنٹہ اور میں بھی راے دینے کے قابل ہا جائیں گی۔ مگر جس کسی طرح مردوں سے کم نکلیں۔ ہم باتوں میں ان کو مردانہ کام پہلے اور بندہ بنا جائے۔ پرانے خیالات سے ان کو ناپاکیاں الیت بھلا کہتا کہ۔ استغفر اللہ اس کی مدد سے ان کی زبان کو بہت کے پہلے ارشاد کے ساتھ مقابل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوفے بھیہر کا کہاں تک غلبہ ہو گیا۔

ایمان داران

بیعت: شیخ فرید و فریقین۔ اسلام میں یہ بھی ایک قسم کا معاہدہ قوی ہے کہ کسی بزرگ یا سردار قوم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اقرار کیا جاتا ہے جس کی پابندی اشد ضروری خیال ہوتی ہے۔ مگر اس بیعت کرنے والے نے کسی ثواب یا مدد سے اپنی جی میں اس اقرار پر ہار کرنے کے لیے اس بزرگ کی معرفت اپنے نفس سے کیا تھا۔ اس بیعت کی چند قسمیں ہیں۔ اول جو بیعت اسلام میں ہوئی وہ غزوانہ بیعت میں تھی۔ صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اقرار کیا تھا کہ آپ کا ساتھ دیں گے، چھوڑنے سے بھی نہیں گریں گے کسی کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ **وَمَا الَّذِیْنُ یُؤْمِنُونَ اِلَّا بِاَنَّ اللّٰهَ یَدْعُ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ فِی الْاَوَّلِ** اس سے کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ ان کے ہاتھ پر ہاتھ کی طرف سے ہے گویا اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ اس کا نام بیعت رضوان تھا۔ دوم اسلام و جہاد پر بھی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ سوم بیعت ترک معصیت و التزام حسنات پر اس آیت میں بھی بیعت مراد ہے۔ چہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت پر بھی بیعت صدر بنی اکبر رضی اللہ عنہ کی مسند نشینی پر شروع ہوئی۔ یعنی ظہیر علیہ السلام نے اس کے لیے ہاتھ پر ہاتھ رکھے تھے اس کو بیعت خلافت کہتے تھے۔ خلافت اور جہاد ان کے بعد کے خلفاء کے لیے یہ بیعت نہ تھی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں سے جو بیعت خلافت بیعت لیتے تھے یہ بھی اسلام کی قدیم بیعت سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چاہی ہوئی۔ پانچویں قسم بیعت انابت ہے جو یہ ان کی طرف سے کی جاتی ہے۔ دراصل یہ ایک نئی قسم نہیں بلکہ وہی ہے یعنی تیسری قسم کی بیعت ہے جو ترک معصیت و التزام حسنات کے لیے ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی ہوئی تھی مگر اس میں تہذیب و تمدن سے تھیں وہ یہ وہی اسلام و جہاد پر ہاتھ رکھنے کی پابندی اس قدر سے تھیں کہ اس کو بدعت قرار دینا ہی زیادتی ہے۔ یہ بیعت بھی بیعت خلافت کی قسم ہے۔ اسی عہد سے یہ بھی جاری ہے اور بڑی مقدس جماعت میں جاری رہی اور اس کے بعد وہاں گئے اور گئے۔ تہذیب و تمدن کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ رہا۔

مگر آج کل بعض نے تو ان کو بہت ہی بڑا کر دیا ہے۔ یہ بات ہوگی ہے کہ خود بیعت لینے والا چاہل ظرفیت تو درکار و شریعت سے بھی محروم۔ صرف اپنی عقائد کو حاصل ہے کہ وہ کسی بزرگ کی اولاد میں سے ہیں یا کسی خاندان کے موروثی جہاد میں ہیں پھر بیعت بھی ایک نئی بیعت نہیں۔ شریعت کا پورا پورا پابن ہے جس میں صرف شہرہ و کلمہ دے دیا جاتا ہے۔ نہ کسی عمل کا قیہ نہ اوراد و اذکار کی تلقین نہ عاصی کی ترک کا اقرار لیا جاتا ہے۔ پھر بیعت کرنے والے کو تو؟ اکثر کلمہ جہاد و بدکار و مشرک پرست تو ہوں اور قول اور بیعت کس لیے؟ لیکن اس لیے کہ اس کے سب سے ہم صحیح آقا و نبی و پیغمبر ہوں۔ نہ مصلحت نہ ہوا۔ آخرت میں وہ بزرگ کہ جن کی طرف یہ سلسلہ منسوب ہے خود ہم کہہ سکیں کہ اس عہد کے فرشتوں سے بھرا کرت جنت میں لے جائیں گے اور چھوڑ دیں گے اسی خیال کی ترغیب و ترغیب کا حاصل

[illegible]

مردوں سے لیے بیعت اس وقت کہ ہر بیان فرما کر مردوں کو قسم دیتا ہے۔ یہاں پہلی دفعہ اس وقت کہ اسے یہاں والا حاضر
 قوم سے دینی اور مرتبہ نہ کو کہ جس پر خدا تعالیٰ کا غضب ہو چکی ہو تو علی ان سے خدا ہوا خدا ہو اس الذبوة کہ جس سے
 غضب القہور ہو قوم آخرت سے کہ ان امید ہوئی ہے کہ صیبا کا مردوں سے امید ہیں کہ وہ میری گزشتگی سے یہ بھی کہ وہ جو اس
 پر خدا خدا ہو ہے آخرت سے ایسے امید ہیں (نہ تو اب آخرت کی ان کو امید نہیں ہو تو میں نے کہ وہ قوم مجھ پر ہو آخرت سے خدا نے
 کہ لیے کہ یہ ہیں ایک فریق آخرت کا کہ خدا اپنے اہل بد کہ ہے) تو کہ میں صیبا کا خدا صیبا کا خدا ہے میں صیبا
 کے وہ اب سے مگر میں رہ چکا ہوں کہ میرے کہتے ہیں کہ خدا جب قرآن میں داخل ہوتے ہیں تو آخرت ان سے امید ہو رہے ہیں۔ اس لیے
 کہ قرآن اپنے کفر اور باطلی کا چرچہ ان کو امید کی دے کہ وہ اب آخرت کی کیفیت ان کو عظیم ہو چکی ہے اس لیے کہ کوئی جہاں
 نہیں رہتا۔

یہ کون قوم ہے، معلوم نہ کیا گئے ہیں کہ یہ سوار ہیں۔ اور معاذ اللہ جب انسان کو دارا خرت کا خیال نہ رہے تو بجائے اس سے کسی جہان کی سبوتاژ نہ کرے۔ دنیا غریب، بیمار، سب کو کھانا سے بے خبر، اس لیے انسان کی اوقات سے قطع کیا گیا ہو۔ عوام مسکرت۔ اور کئی اوقات نہیں۔

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سَجَّ اللَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبِيرٌ مُفْتَنًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا
تَفْعَلُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقِيمُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًا كَانَهُمْ بَشَرًا

فرضیه (۵)

"مکان در جن کے چہا کے لہذا ان کی تقدیر نہیں ہے۔ یہی اور دو درست قلمت اور ہے سلطانہ اترامی بات کہیں کہ جینے دو جو کہ جن کے جس۔ لہذا نہ ایک
 جی کہ جنہا بات ہے کہ جو کہ اور اس کو کہ جن کے۔ یہ ایک غلط فہم کو کہ جن کے کہ جس کی راہ میں صلب نہ ہو کہ لڑنے میں گویا کہ دو سب پائی ہوئی ہو ہیں۔

ترکیب : ان تھوڑے اہل المدد و فاعل کے مرقعہ فقیر منہ خدا تعالیٰ حق مکر صفا حال کن فاعل یہاں مکر منہ سبیلہ حق ہے۔
 کتبہ اہل کذا کہ حال نہ وہ صفا معنی صاحبین قول صاحب انکشاف لہذا لام اضافہ دخلی، ۱۰۔ خطبہ کے لفظ میں صفا غیر حاکم
 حرف الجزم کو کہ ہم و مکر و مدح و الف و ان و المعروف لہذا مد۔

تفسیر : یہ سورہی بلا خلاف مد سے ہیں مگر اصل ہوئی ہے۔ یہ بھی ایسی ذرے میں اس بات کو کہ جب ملک عرب میں صفا میں ہوئی تھی
 کفار کا مسلمانوں پر ہر طرف سے نہ تھا اور مسلمانوں کی قلیل جماعت کو استحکام و جو نہ رہی سے اپنے دینی دشمنوں کا مقابلہ ضرور تھا اور
 لیے اس سورہ میں اہل باقوی کی بھی ترغیب ہے۔ خدا تعالیٰ سب سے اول اس سورہ میں یہ بات ظاہر فرماتا ہے کہ ہماری مخلوق میں ہر ایک
 چیز ہماری قدرت و یکڑائی کا مومن اور مکر ہے۔ ہر نے کمال کو بعض کا خدائے اس بات کو کہ ابے میں ان کو تسبیح و تہلیل ہے۔ ہر
 اے انسان! ہر طرف غفلت اور افسوس کی لیے جملہ غفلت و شہوات کے عین گزروں میں اور نہ چاہا ہے کہ لیے اس کی تسبیح و تہلیل نہیں کرتا
 اور اس کے ہمارے کو بھی نہیں لانا اور اس لیے لاف زنی کرتا ہے؟ اے مسلمانو! یہ پاکیزہ جماعت! تمہارا مصلح نہ ہو کہ ہر قدرت قدوسی سے
 اعدائے دین سے لڑنا بھی تسبیح و تہلیل ہے جیسا کہ اسانوں پر فرشتے صفا ہر کفار کا ہماری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں اسی طرح زمین پر صفا
 بست ہو کر تمہاری جاں نثاری کر رہا ہے اس لیے ہم کہنا بات یہ ہے۔

مباحثہ : (۱) کفار و مشرکین جن جہاز کی نسبت سے اسے اسے اعتقاد رکھتے تھے اور ان پر مبنی ہوئے تھے اور حضرت انبیاء علیہم السلام سے
 یک دلی ہو کر متبادل کرتے تھے اس لیے شروع سورہ میں فرمایا۔ **يَسْتَعِذُّ بِاللّٰهِ عِبَادِي الَّذِيْنَ هُمْ يَفْهَمُوْنَ** کہ آسمانوں کے فرشتے اور زمین
 کے ایمان دار خدا نے پاک کی تسبیح و تہلیل کرتے ہیں اور ہر ہی باتوں اور صوب سے اس کی ذات کو برآ خیر مانتے ہیں اور اسی طرح ہر چیز اس کی
 مخلوق میں سے جو باطن حال اس کی پائی ہیں کہ وہی ہے ہر مکر و نفاقوں کے صواب مانتے سے کہ وہاں ہے ان کے مقابلے میں ان کی کیا
 متوا اور کیا اعتبار؟ اس کے بعد فرمایا **يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اتَّخَذُوا عُجُتًا مِّنْ دُونِ ذٰلِكَ هُم مِّنْ دُونِ ذٰلِكَ هُم مِّنْ دُونِ ذٰلِكَ** کہ وہ خود بھی مکر و
 یعنی ہر شے پر قاب و حکیم حکمت والا ہے۔ ان انھوں میں بے شمار صفات جلیلہ کے شہوت اور نہی باتوں اور صوب سے ہر ہونے پر
 ولایت ہے اور اسی طرف بھی شہادہ کہ وہ غالب ہے کسی کا مقابلہ اس کی مرضی کو کہ نہیں سکھ اور حکیم ہے۔ اسی صوبہ اللہ سے بنائیں
 رسولوں کو بھیجے۔ (۲) کفار و مشرکین جو بری باتیں ذات پاک کی نسبت مانتے تھے اس پر ان کی کہ وہ اللہ تعالیٰ میں بڑی صوبہ اللہ
 سے عیبہ و مزاح کی گئی مگر اس کے ساتھ ان مسلمانوں پر بھی حیرت کہ اس صوبہ اللہ کے جو کہ باتیں مانتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ
 یہ تسبیح و تہلیل کرنے والوں کی شان سے عیبہ ہے یعنی یہاں کرنے والے اس جماعت میں داخل ہونے کے قابل نہیں۔ اس لیے اس کے بعد
 فرمایا۔ **يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اتَّخَذُوا عُجُتًا مِّنْ دُونِ ذٰلِكَ هُم مِّنْ دُونِ ذٰلِكَ هُم مِّنْ دُونِ ذٰلِكَ** کہ وہ خود بھی مکر و
 مسلمان جو کہ اس کو کہے اسے صرف زبانی لاف زنی سے کہو کہ وہ نہیں۔ علم کہتے ہیں یہ بیت ان لوگوں کی طرف اشارہ کر رہی ہے جو
 زبان سے کہہ کر یہ تسلیم اللہ صوبہ کے ساتھ انہما بیت و طاعت کرتے تھے کہ ہم آپ پر جان نثار کریں گے مگر ان کی لاف زنی میں سے ہاتھ
 اور چہرہ نہ کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں ان مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے کہ جو زبان سے دعویٰ ایمان و جان نثاری کا کرتے تھے مگر وہ نہ کچھ
 بھی نہ تھے۔ تو یہ تمکبات ہے کہ اس میں کسی کی خصوصیت نہیں جو کوئی لاف کرے اس کی نفی ہے۔ اس آیت میں ایک صحت کو کہ ہم کی
 جاس سے لفظی آیت میں آئے وہاں ہے کہ جو کچھ وہ اور اس کے رسول و رسول کے جانشینوں سے ہمہ گروں کو کہہ بھی گیا کہ وہ اس

مذہب اور اخلاق کے لیے جو اصول اور ضابطہ وضع کیا جائے، اس کے تحت ہر فرد کو اپنی زندگی گزارنی پڑے گی۔ اس لیے اس ضابطہ کی بنیاد پر ہر فرد کو اپنی زندگی گزارنی پڑے گی۔ اس لیے اس ضابطہ کی بنیاد پر ہر فرد کو اپنی زندگی گزارنی پڑے گی۔

[illegible][illegible]

فائدہ تھا۔ لہذا یہی کوئی تہمت جو کوئی کہہ رہا ہے فائدہ بھی اٹھائی۔ وزارتِ حبس اپنی کتابِ افکار میں ص ۳۷ میں، رخصت اور بائبل اس کی کتاب سے نقل کرتا ہے۔ اور یہ رخصت اور فرق پرانہ سنت کا جو تعلق ہندوستان میں حکومت کر رہا ہے شیڈ اور مصیبت دین اور مجتہد ہے۔ اور ان فراماتے ہیں یہ ایک کتاب کی تیسری جلد صفحہ ۳۷ میں فرماتا ہے ”ہم نے شیڈ کے راز انھیں سے مونی کو اس لیے نہ دیا صرف یہودیوں کے لیے تھا اور اس کو ہم نے کسی چیز میں جاننا نہیں“۔ پھر دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ ”ہم سوئی کو کوئی نہ کرنا کے لیے نہ کی تو یہ ہے اس لیے کہ وہ ہمیں نہیں ہے“۔ پھر لکھتے ہیں ”سوئی تو ہمارا ہاں ہے“۔ پھر لکھتے ہیں ”تو یہ ہے کہ اس کے اعلیٰ درجہ کی حالت سے پہلے یہی عقیدہ ہو گیا تھا اور اس لیے وہ بدکاروں اور ہر قسم کے گناہوں کے درمیان میں ڈوبے ہوئے تھے۔

دوسری بات : اس سے منکر ہونے والے کا معنی ۱۲۰ کہ اس کا سب کچھ خدا سے کے لیے ایک نیک و درست روح کا قلم کرنے والا نام سے یہ بات کو سامنے لیتے ہو جائیں گے اور ان کے پاس ایسی کتابیں بھی نہ رہیں گی اور وہ کچھ کچھ اور خدا کا بیٹا کہنے لگیں گے آپ کو معلوم کرنا چاہی تو میں لے آؤں یہ دوسری بات اپنی نبوت کے ثبوت میں بیان فرمائی، ”وَمَنْ يَشْكُرْ لِي شُكْرًا كَثِيرًا مِّنْ بَعْدِي فَلِي عَذَابٌ أَلِيمٌ“ کہ میں ایک سال کی خوشخبری بھی دیتوں کہ جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے البتہ ایک ایسے نبی کی پیشین گوئی نبوت کے لیے سلام علیہ ہو رہی تھی لیکن اور ان کی پیشین گوئی تھی کہ اس کا نام محمد ہے حضرت مسیح علیہ السلام کو تو ایسا کیا اور ایسا، سلامی پر کہہ کر خدا کو کھاتے ہو گئے ضرور تھی تاکہ ان سرکشوں کو سزا دینا کہ ان کی اپنی صلابت غارت بھی گئے وہاں سے جہود نے اپنے سیدھے کر دیے۔

اب ہم کہ اس پیشین گوئی کی بابت بحث کرتے ہیں؟ یہاں لکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے جس کی بابت خبر دی تھی اور اس کو کافرا نے سے تعبیر کیا ہے اس سے روحِ مقدس کا نازل ہونا مراد ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد داریوں پر جبکہ وہ ایک مکان میں جمعیۃ میں نازل ہوا تھا اس سے واقف نہ رہا۔ بلکہ وہ لے گئے تھے۔ درجہ ۱۲۱ میں لکھا ہے کہ ”اس کی پیشین گوئی تھی کہ اس کا ایک ایسا اثر ہو کہ یہاں تک کہ نبی کے سر پر شامد یا کوئی شہنشاہ نہ ہو کر رہا ہے اور یہ نہ تو کوئی ایک ملک، یا تھا اس سے مراد کوئی نبی نہیں جیسا کہ علیہ السلام لکھتے ہیں۔ فاروقیہ میں بحث : افسوس کہ اس کے کوشش فاروقیہ کی تحقیق نہ ہو اور اس کے سر پر کچھ اور بھی لکھا ہے جس کی طرف روحِ القدس نے نازل ہونے پر نالیت نہیں کرتے اور روحِ القدس پر یہاں نہیں دیکھتے، دیکھتے ان کو یہاں نہیں کرنا کی دینی کتابوں پر بحث کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد سے جہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بحث تک ان کا ایمان تھا؟ آیا وہ اصل میں تائید نہیں بخیر خیر، احمد علی کے سب جیسے ان میں موجود نہیں پائیں؟

اپنی کتاب میں یہ اسلام کا چار کتابوں کو تہمت لکھتے ہیں اور پھر حضرت یحییٰ بن یحییٰ حضرت مسیح اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے تعریف کردہ کتابوں کو کچھ متنبہ اور انھیں اور بعد از حواریوں کی آمد میں ان کے مکتوبات و مکتوبات کو بعد میں لکھتے ہیں اور بھی عقیدہ کو کہہ رہے ہیں کہ ان میں نہ وہاں نہ صحت بھی کہہ رہے ہیں۔ اب کوئی تہمت کہہ رہے ہیں اور بعد میں وہاں کوئی نہ دیکھتے ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام پر جو کچھ انبیاء ہم تعاقب فرماتے ان کو وہ خود پر ہوا یا دیگر مذاہب و مکتوبات حاصل ہو رہے ہیں کہ ان کو قرآن مجید میں

بادداشت پر محمد متقی کی قتل جی کی۔ پھر بھی سودی اور اٹکل میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جہاد تک بکھر گئے۔ بعد تک تورت اور کتب
 انبیاء کما جاتا تھا اور یہ صرف ایک ہی نسخہ تھا جو بیت المقدس میں دیر انداز کرتا تھا مگر یہ بھی سودی میں درم کا شمار اور یہودیوں کی سرکشی اور
 بعد ہدی کی وجہ سے بڑے ٹکڑے میں کرشمہ و عظم پر چڑھتا تھا اور عمارت کے بعد شہر کو عمارت کیا اور بیت المقدس کو ایک مسافر کر دیا اور یہاں
 لاکھ یہودیوں کو قتل کیا اور بہت کلام بنایا اور کتابوں اور بے شمار مہاسب اور بیت المقدس میں آگ لگادی جس کا شعلہ آسمان تک بھڑک اٹھا
 اور اس فتنے کو اپنے ساتھ دردم میں لے گیا جہاں بعض اہل کتاب کا خیال ہے (مستحق الکتاب دوسرے مصلیٰ ۲۱۔ مضمون سرز پر ۱۸۵۶ء) پھر
 جب تورت بعد کا حال ہوا تو اور کتب انبیاء و عظیم السلام زبور و غیرہ کی گراں حوادث میں ہی درج ہوں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا تورت کی قہم جی کرنا اور عطا فرمایا اور اسی طرح حادیوں کا اس سے سنا لینا کفر
 تواریخ سے ثابت ہے مگر جب اصل تورت دیکھا گیا تو سب سے پہلے یہ دیکھا گیا کہ اس کا جواب جو ہے کہ کسی مصلیٰ تورت کی روایت سے یہ
 ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے ہم عصروں نے یہ شہادت دی کہ یہودی تورت اور مصحف انبیاء و عظیم السلام ہیں اور ان
 میں کسی جگہ تریف و تہنید بھی نہیں ہوئی نہ کی زیادتی اور ہرگز ہرگز وہ حضرات نہیں کہہ سکتے تھے کہ اس لیے کہ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی نہیں
 سطون تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا بیٹا نامداد یہ یویب بن کنان اور اسی طرح اور تائب بن کنان اور چاروں میں کے درمیان ہے مگر وہ بھی اور
 کیا آپ کو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ کتاب استیلا کا اخیر باب اور کتاب بشور کا اخیر باب اور دیگر مقامات کو جن میں ان چیزوں کا ذکر ہے کہ جو
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سینکڑوں برس بعد پیدا ہوئے ہرگز ہرگز موسیٰ علیہ السلام کا کلام نہیں بلکہ بعد میں کسی اور نے ملایا اور اس
 ملانے والے نے حاشیہ و تفسیر کا بھی کوئی امتیاز نہیں کیا اور نہ اپنا نام ظاہر کیا۔ یوں خوش اعتدالی ہے چاہے حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لے کر
 یہ بات چلی طرح زہرات و دیگر مصحف انبیاء کے بعض میں باقی تک ملے اہل کتاب کا اختلاف ہے مگر کہ ان میں کی بات حضرت
 مسیح علیہ السلام نے فیصلہ نہیں کرایا؟ اور ساریوں نے اپنی تورت میں یہی پائی یا جگہ جزیں بنایا اور ہر ایک کو اپنی کتاب کا تورت
 میں ملانے سے سوائے ہے۔ ساری کہتے تھے کہ جزیں پناہ پر حکم ہوا تھا اصلی و مکمل ہادی ہے اور یہودی کہتے تھے کہ یہی مکمل پناہ پر حکم کا
 حکم ہوا تھا اور اصلی و مکمل ہادی ہے۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام نے (جبکہ ایک ساری صورت نے آپ سے اس کا فیصلہ ہو چھا۔ ج ۲۵۔
 باب ۱۵۵) کہ اس کا بھی کوئی فیصلہ نہ کیا اور دونوں میں سے کسی ایک کو بھی جھوٹا یا سچا نہ بتایا۔ اور ان میں سے کہ تورت کی قرینہ اور اصلی حال
 بھی کھول دیا ہو مگر جسے والوں نے نہ دکھایا نہ کہ آپ کی بہت سی باتیں نہیں لکھی جیسا کہ انجیل و کتاب کے ۱۰ باب۔ ۳۰ اور ۱۵ باب ۲۵
 درس میں ضرور ہے۔

اور جبکہ حال کے روشن دماغ تورت کے طرز کلام کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ سیکھتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بہت دنوں بعد
 تورت کے طور پر کسی نے جمع کی ہے۔ چنانچہ لندن میں ایک پشپ (لاپاری) نے تورت کی بات دینی میں اسے ظاہر کی جس پر وہاں مہم
 سے معزول کیا گیا۔ پھر ان کی اہل ان کے کی۔ پھر کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو معلوم نہ ہوا اور جو خصوصاً جبکہ یہودی دینات واری اور یحییٰ
 یہودی اور یحییٰ پوٹی کا ان کو بعد ازاں ان سے یقین کامل ہو گیا تھا اور یہی حال اور جزیں کے عقد سے میں ایک کر دیا۔ ۱۰۰ سے پر خریف کا اثر اب لگا
 رہا تھا۔

طیس کے بعد دوم کے بت پرستوں کی طرف سے جو تورت حادتے اہل کتاب پر چڑھے وہ ایسے تھے کہ ان میں جان پہچان بھی
 مشکل تھا پھر ایسی کتاب کہ جس کے متعدد ٹکڑے نہ ہوں اور سامانی کثرت سے نہ آئے کہ سب ٹکڑوں یا سوائے دیکھا نہ ہو تو یہ بھی ہو کر

اصل جہدِ فانی تکمیلِ مکی کا ہے کیا صلہ لایا ہے دنیا میں نیکان نہیں۔ کسی عکس میں عکس لاد اس کے مفقود ہونے پر تمام جہدِ فانی مشتاق ہیں۔ اب اس کے مفقود ہونے کی جو وجہ خیال کیا ہے وہی اصل و ٹھیک کی کچھ لکھا جا چکا ہے اب رہا ترجمہ لایا کی اول و سترم جہد کا حال عینی طور پر

معلوم نہیں کہ وہ کس کیفیت اور کس دانت کا آدمی تھا؟ پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس میں یہ اس کتاب میں یا اس کتاب کے قریب ہے یا اور کسی کتاب ہے اور یہ بھی نہیں معلوم کہ ترجمہ صحیح ہے یا غلط اور غلط ہے تو کس قدر؟ کیونکہ یہ باتیں اصل میں مطابق کتاب معلوم نہیں ہو سکتی یا اور اصل کا رونا میں نشان بھی ہائی نہیں اور اس کی شکل جو ذی کے اول اور دوسرے باب کو مہیا نہیں کے تعلق ذرا کٹر نہیں وغیرہ اور نیز مہیا میں کا ایک فرق جس کو کوئی نہیں کہتے ہیں الفاظ اور اصل کیے ہیں اور خصوصاً باب اول میں جو نسب عام ہے کج علیہ السلام کا اس میں تو ایسی کجائش ظاہر ہے جو جن کی بابت مفسرین انجیل کو کوئی جواب بھی نہیں دے سکتا اور مہیا کی کوئی مہیا ہی نہ تھی اور اس کے لئے ہیں۔ پھر وہ دیکھ لیں کہ بشارت میں لکھا تھا کہ کوئی کی بابت ہے۔

انجیلِ مرقس : مرقس کتاب تک صحیح حال بھی مہیا ہے اور معلوم نہیں کہ وہ کس ملک میں پیدا ہوا اور کس برس میں مہیا کی جو اس وقت تھی بابت کہتے ہیں کہ انجیل میں جو مذکور ہے اس کا شمار ہے اور اس نے پطرس وغیرہ لوگوں سے اس کی حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات لکھے اور اس کتاب کے میں تالیف بھی عربی معلوم نہیں۔

پادری کا ۱۸۰۶ء و ۱۸۰۷ء میں تفسیر دومین صفحہ ۲۳۹-۲۴۰ میں بتا ہے کہ یہ مہیا معلوم نہیں کہ کس وقت یہ مہیا لکھا گیا مگر یہاں غالب ہے کہ اس کی تصنیف ۵۶ اور ۲۳ کے درمیان ہوئی اور بلا تعلق شروع میں اس نے یہ کتاب تصنیف کی اور وہیں کے لیے لکھی تو اٹلی یعنی رومی زبان میں لکھی تھی کہ اس لیے کہ وہی ان لوگوں کی زبان لکھنی ہے مگر اس اصل سے کتاب تک پانچیں ہاں اس کا ترجمہ عربی موجود ہے۔ اب اولیٰ تو مرقس کی نبوت ۲۴ بت لکھی پھر اہل ہاتھ دو کتاب دوم پطرس اور تیس اس کے رومی ہیں نہیں وہ اپنے شیخ کا ذکر تک بھی نہیں کرتا اور یہ بات پوری شیعہ دیکھنے والی ہے۔ سو اصل کتاب مفقود ہے تو اس میں کلام ہے۔

انجیلِ لوقا : یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال میں سے نہیں بلکہ پطرس کا شیخ و بے نامی شخص کا اور حال دریافت ہوا کہ یہاں کا باشندہ تھا۔ اس کے ہاتھ پر وہ تھی اصل اور اس کی اس زبان میں تھی اور یہ انجیل اس کے کتب لکھی اور کس زبان میں لکھی اور کس جی اور کس کی انجیل تصنیف ہو چکی تھی تو پھر اس کو انہیں باتوں کے قلمبند کرنے کی ضرورت پڑی تھی کیا وہ اس کے نزدیک پانچ نبوت کو نہیں پہچانتے تھے اس کا سن تالیف بھی تو ای طور ۲۴ بیان ہوا ہے۔

یہ کہیں نہیں کہتا کہ میں رسول ہوں اور جو کہتے ہیں اہم۔ یہ لکھتا ہے اس کی روایت بھی مفقود ہے کہ کوک۔ یہ پتہ شیخ کا ذکر تک بھی نہیں کرتا۔

انجیلِ یوحنا : یہ یوحنا سادہ کی طرف منسوب ہے اس کی تالیف کا زمانہ بھی قسماً ہے مہیا تینا سو میں یہ بھی میں یعنی عروج مسیح سے ستر برس بعد۔ مگر یہ بھی اہم اور رسول ہونے کا دعویٰ نہیں۔ اس کے طرز زبان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لکھا گیا اس کے کلام میں ہے چنانچہ یہی انجیل کے ۱۲ باب ۱۵ و ۱۶ میں یہ ہے کہ مسیح کے زمانے کے حالات میں بتائیں کہ میں تو دنیا میں نہ آئیں۔ مگر اگر یہ صحیح نہیں کہ اس لیے کہ وہ کوئی حضرت مسیح خلیفہ کا زمانہ تو نہ ہے تو شک روزہ یہ بھی کہتے اور فرض کرنا کہ ایک روز کے حال سے آپ کتاب میں اور یہ ہوتے تو بھی وہ سب کہنا میں یہ خط میں مانگتی تھیں۔ دنیا تو بڑی اسی ہے اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ ہر سری صوفی میں لوگوں نے انجیل یوحنا کی بابت کلام کیا کہ یہ ان کی تصنیف نہیں۔ اس وقت اندازاً سو چار سو پچاس سال کا وہ کتاب کا شمار تھا اور پوری کتاب کا شمار تھا اس کے مگر اس نے اپنے راز اسناد کی کتاب پر شہادت نہ دی۔ مضمون ہوا کہ اس کو بھی شک تھا اس کے استاد نے ان کو بھی نہیں کیا تھا کہ وہ ایسے موقع پر سکوت کرنا کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔ اس کے سوا کمال جلال کی چوتھی جلد مسطور ۱۸۲۳ء ۱۸۲۵ء میں یہ ہے۔ اس وقت اس نے اپنی کتاب تک لکھی ہے کہ انجیل یوحنا

اور عبادت کو گھٹایا یا بڑھایا ہے تو یہ ازادگی خریف و تبدیل ان سے کیا ہرید ہے؟ انکی کی دہشتی کرنے سے یہاں یوں سے فارغ کیا کرتے تھے کہ روح کا قائل ہوا مگر اس لئے یہ ازاد ہوا جس کا مطلب کفری کرنے کے لئے یہاں تک خیانت کی کہ تمنا میں بیٹی کر کے روح کی قصیر کو بھی ملا دیا۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ بیٹی تو حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک بیٹا نہ ہو سکتا تھا۔ یہ تو بعد میں کسی دہندہ یا داری صاحب نے کارگیری کی کہ جسے مگر بوسہ شرمیلی بات ہے کہ عبادت میں خریف آپ کا داری کے کچھ میں خریف صلی اور داری صاحب میں کہ ان کا ذکر ہے جس سے یہ بیٹی جس کے کھلائی کا دلہن تھے یہ موجود مگر کھلائی کا انکار۔ مگر داری صاحب کے لکھے ہر گواروں کو اپنی کچھ شرمیلی بات میں نہ لے کر وہ اس کو نذر دل و دماغ پر چسپاں کرنے تھے تو خدا کے لئے یہ اس کو کتاب ہی میں سے نکال ڈالنے مگر ان کو یہ پتا خریف کی اس بظہرت میں جوار بھی الفاظ ہیں وہ اس کو نذر دل و دماغ پر چسپاں نہیں ہونے دیں گی اور مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک جہت اثری آ جاتے گی۔

اور ایک تعبیر کی بات ہے کہ ستر برس بعد یہ صاحب داری کو نذر دل و دماغ پر چسپاں کیا اور اس نے اپنی کتاب میں لکھی کہ یہ مگر قس اور مرقس اور لوقا کو ان سے پہلے یاد نہ لائی ان میں سے کسی نے بھی اس کا ذکر نہ کیا کہ وہ یہ کی دہشتی کی بات نہیں تھی بلکہ اپنے سے زیادہ مر جے والے کرتے تھے کی خریف جس پر ایمان لانے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام نے کیا انتہا کیا۔ ہمارا یقین ہے کہ ضرور ذکر کیا ہوگا مگر اس وقت یا ان کے بعد یا ان سے اس کا بانی رکھنا مصلحت نہ سمجھا کہ اس کے ان کی بات تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا چوراہہ ہے ہوگا تاہم اس کی کتاب میں نہ ہوگی۔ اس کتاب میں جوں کی تو کچھ نہیں ہے کہ وہ یہ دیکھ کر کسی قدر افسوس ہے کہ اس نے اس کو کچھ مرقس کی کتاب میں لکھی ہوئی۔ اور ان حالات اور سببوں سے ظہور کے بعد ان کے کھانا ہر سے بیان ہوتے ہیں جو کتب مقدسہ کی بات تھا آپ کو کفری یا عصب ہر کیا ہوگا۔

دوام ہر گز خریف نہیں اول یہ کہ وہ اسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے پہلے تک اس کا قریب کیا کوئی آدمی اور جو اسلام کو تعمیل خیال کرتے تھے کہ ضرور انکے یہاں شخص جو مہینہ صوفی کا مہینہ اردو و گارہ و حضرت مسیح علیہ السلام کا قریب اور طرہ ہر ہوگا اور اس کے بعد دوسری صدی عیسوی میں مسیح عیسائی نے جو پاپہ ریزہ گارہ اور طرہ لکھا یہ دعویٰ کیا تھا کہ جس کے آنے کی حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور انبیا نے کو چک میں ہزاروں عیسائی اس پر ایمان لے گئے۔ (انکے جو تاریخ کتب و علوم میں ہے ۱۸۷۵ء میں کے سواد جیوس، بشمول کئی دہائیوں کے انکے میں سے آدمی ہیں قصیر کے عہد سے لے کر اس ایک بڑا چھوٹا سا ۱۹۸۷ء کے قریب تک فارغ کیا ہونے کا دعویٰ کیا۔) (قصیر دکن مکتب مطبوعہ آہلو مطبعہ ۱۸۹۶ء)۔

مگر کیا ان کو انکے جو بھی معلوم تھی کہ وہ یوں کی بھی تامل سے واقف نہ تھے کہ فارغ کیا ہونے کا دعویٰ ہر ہے کہ انسان۔ ۱۱ویں کچھ میں نہیں آتا کہ جو ایک شے جنوں یا دہشتی سے کسی شخص کو اس کا ان لوگوں نے کیا مگر دعویٰ کر لیا؟ یہ بات ہو کہ وہ وہ اصل اس کا قریب کے صدقات نہ تھے مگر اس زمانے میں یہ بات ہر ایک جہت سے جانتا تھا کہ فارغ کیا کوئی انسان آنے والا ہے جس کا اسلام میں نہ تھی آخر ان کے آنے کی ایک کچھ مشہور خبر ہے کہ جس کو سب جانتے ہیں اس بنا پر آج تک بہت سے ہوالہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مگر مسلمان اس کو نہ جانتے تھے نہ وہ اس کا دعویٰ ہر ہے کہ اس کی فرشتہ کا قائل ہو جائے کہ وہ صاحب جہنم کے عہد میں نازل ہو چکا تو ہر کسی کو بھی اس عہد سے کی جانتا ہوتی۔

سب خود راج کا مصنف کہتے ہیں کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاصر یہودی اور عیسائی ایک نبی کے منتظر تھے۔ اس بات نے محمد (ﷺ) کو فائدہ پہنچا اور آپ نے کہہ دیا وہ میں ہوں"۔ انہی وہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر ہونے کے بعد تک بھی انتظار کیا جاتا تھا۔ دوم بہت سے یہ یہاں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھے اس بات کا اقرار کیا کہ آپ کا ذکر انجیل میں ہے مگر ان کے جوش کا بادشاہ عباسی جو انجیل دہشت کا بڑا عالم تھا جملہ ان کے ہزاروں علماء ہے جو عیسائی اور بڑا عالم تھا انہی قوم کے ساتھ حاضر

خدمت وہ کراسام لایا اور اقرار کیا کہ آپ کا ذکر انجیل میں ہے۔ معلوم ہوا کہ اسی وقت تک یہ پہلا کتاب تھا جس میں اسرائیلیوں میں بدل نہیں کی تھی۔ اب ہم لفظ دھلیکا چاروں رنگ کا لفظ پر مشتمل ہے۔ مطلب یہاں اور عیسائیوں کے شہادت کا جواب دینے کے لیے ہے۔

بہشت اول۔ فاروقیہ : یہ کس زبان کا لفظ ہے اس میں کئی تاویل ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ زبان خلدیہ کا لفظ ہے جو بائبل اور اس کے اطراف کی زبان تھی اور ان کو کلدیہ ہی اور کلدانی بھی کہتے ہیں مگر مجھے اس میں شک ہے کہ اس لیے کہ یہ شہادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زبان مبارک سے فرمائی تھی اور یہ مسلم ہے کہ حضرت کی زبان عبرانی تھی جو ملک یہودیہ کی زبان ہے۔ آپ کلدانی زبان کا لفظ بھی کہنے کی ضرورت تھی۔ مگر یہ ممکن ہے کہ کلدانیوں کے ظاہر سے اور کئی اسرائیلی کے مذہب و دلائل میں رہنے سے اس زبان کے لفظ بھی عبرانی میں شامل ہو گئے اور عیسائیوں کا روز باہونی میں اختلاف ہوا اور یہ بتا ہے۔ اس لفظ پر یہ لفظ قاضی حضرت ملا کے مذہب کا کلدیہ ہوا۔ پہلے یونانی میں یا تو اس کا ترجمہ یہ لکھا کہ کیا تھا کر کے کیا کیا جس کے معنی احمد (خوبنامہ) کے ہیں۔ ایشیا مائنر اس کے قاضی تھے جو عیسائیوں میں مسلم تھیں تھے۔ دوسرا تاویل یہ ہے کہ یہ عبرانی لفظ ہے یعنی ملک سریا یا شام کی زبان کا۔ تیسرا یہ کہ یہ عربی لفظ ہے۔ ایشیا مائنر اور ان دونوں کو بھی۔ مگر یہ زبان عرب میں اس کا نہیں معلوم ہوا۔ یہودی قول وہ ہے کہ جس کو ہم نے پہلے قاضی حضرت ملا کا مذہب کی خدمت اللہ جب مرحوم کی کتاب اخبار اربعی سے نقل کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عبرانی زبان میں پیشین گوئی کی اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی (عجلہ) لایا مگر جب اس کا یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تو اس کے ہم معنی لفظ یہودیوں کو دیکر ان میں کاسرپ فاروقیہ ہوا اور یونانی زبان میں یہی کوئی نہ بولنے کی ایک بڑی دلیل ہے کہ پیشین گوئی نہ ہے جب انجیل کے ترجمہ یونانی زبان میں لکھا مگر اس کا تو یہی کوئی کی جہ پارا کوئی لکھ دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کتاب سے نقل کیا تھا یہی کوئی تھا۔ ذہنی قریروں کا غارت ہونا اس کوئی کی اور بھی مدد کرتا ہے۔ اور عقاید کوئی اور مفسر و مفسر اور انشاء کے استعمال میں آیا ہے جس کے معنی احمد (خوبنامہ) (عجلہ) کا ٹھیک ہم معنی ہے۔

اس کے علاوہ ایک بڑی گمانیہ اور بھی ہے کہ یہ کچھ عبرانی لفظوں میں اب تک انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک موجود ہے۔ دیکھو باہری پاکر مسرت صاحب کی یہ عبارت و باوجود میں کو کیم (از حیات) ۱۱۳۸ م مطبوعہ بریلی ۱۹۶۲ء صفحہ ۸۱-۸۲ ترجمہ باہری کا ذہنی مٹھن صاحب مطبوعہ نون ۱۸۶۹ء)۔

واضح ہو کہ عرب میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد میں یوحنا کی ایک فرقہ تھا جو تاج محل کے پرورش یافتہ اور یہ سن کا حکم سے بھی ملتا تھا وہ مفسر کا فرقہ کہلاتا تھا ان کے پاس ان چاروں انجیلوں کے علاوہ ایک اور بھی انجیل تھی جس کو اب کے عیسائی انجیل طبریہ کہتے ہیں جو ان کی کتب الہامیہ کی فہرست سے خارج شمار ہے۔ نیز یہ جو چاہیں انہیں اس کی تفسیر اور میں عیسائیوں کو بولی ہوگی محدود ہی کو اصل اور الہامی انجیل کہا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کئی انجیل کے متعلق تھے۔ یہ چاروں انجیلیں انہوں نے لکھی تھیں۔ انہیں بھی تھیں مگر جب انہیں نے نہیں دیکھیں تو مسلمانوں نے انہیں صاف حالت میں جو ان پر مسمیٰ کیا ان سے لے لی ہوگی؟ جو کہاں کیا جائے۔ ان سے دیکھ کر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اپنے لیے پیشین گوئی کہی ہوگی۔ یہ گمان محض فائدہ ہے اور بالکل بے اصل بدگمانی ہے۔

عرب کے یہودیوں میں سے اس پیشین گوئی کے انہماک سے پہلے ایسے لوگ اسلام میں داخل ہو چکے تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیشین گوئی کو آپ کے حق میں پورا پورا حقائق پالایا تھا اور اس پیشین گوئی کے انہماک کے بعد ان میں عیسائیوں کو بھی یہ حوسہ نہ ہوا جو کہ اسی اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور اسلام کی تکذیب میں نہایت سرگرم تھے کہ وہ کہتے یہ قلابات ہے۔ نیز کہ حضرت عیسیٰ علیہ

اگر نہ جوں تو نہ سنے گا کیا سنی رکھتا ہے؟ البتہ یہ بات مختصر صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری صادق ہے جس لیے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شہرہ اور تفریق دینی ہے آپ کا دور قرآن سے پہلے اور اس کے بعد ہے۔ (۶۸) دین الحق اگر دنیا کو نہ دے اور اسی اور اللہ کے پیرا سے نہ گناہ۔ یہی سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے جس لیے کہ روح نے کسی کو کچھ سنا تو کیا ظلم بھی نہیں کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر کی تکالیف اللہ تعالیٰ سے لے کر اس کا یہی ثابت نہیں کیا جیسا انتقام میں لیا اور اس فقرے کے لفظ بھی اشارہ کر رہے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام؟ جسے کسی نے شکر و تحمید کے آئے کی خبر دے کر عماروں کو بیرونی جہاں کا رسی اور شہر پروری پر بھیجے تھے ہیں۔ (۶۸) "وَمَا جِئْتُمْ إِلَّا بِتِلْكَ الْأَنْتِظَارِ" (۶۹) روح القدس نے کوئی بات عماروں کو نہیں بتائی۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ نصیحتی اور نصرت تھی۔ (۶۹) جو سنے گا وہی کہے گا۔ "وَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا" (۷۰) روح القدس تو یہ ایمانوں کے نزدیک ہیں خدا کا بڑا وعدہ ہے مگر سنا ہے صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا میں اس کے جوہر اور اپنی طرف سے جو کچھ نہیں کہتے تھے۔ وہ لفظ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دہر آخرت اور عزت کے متعلق جو کچھ بے شک و گمان فرمایا تھا کہ میں ان کی ضرورت تھی مگر یہ نبیوں کے روح القدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دہر دیکھنا نہیں۔

ہاں یہاں ہم سب کو خداوندی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ساتھ بھڑات اور بات دیتا ہے کہ ان کا حال اللہ تعالیٰ نے خداوندی نصرت سے نوازا۔ تو ان کی کراہیوں نے نبی کے لئے اس کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نصرت کے مطابق قبول کرنے میں کہ: "يَا هَذِهِ نَفْسُ مَعْنِي"۔ کر پڑا کھلا ہوا اثر ہے۔ اور صاف ہوا ہے۔

یہ بات عرب کے مشرکین نے بھی کہی تھی اور یہی سالی فرماتے تھے کہ ان کے ہم زبان ہو گئے۔ جہاں وہ نصرت میں یہی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت تھے۔

بعض مشرکین کہتے ہیں خدا جانہ کی نصیر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرف سے بھرتی ہے کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام ان یہود کے پاس بھڑات سے گئے تو کہنے لگے کہ یہ ہوا ہے خدا کا اور مگر یہی ظلم پہلے ہی کی تھی یہ کہتا ہے۔

قیامت کے لقمے کے بعد یہ بھی کہتا ہوں کہ انجیل میں اسے جو عمر نے ذرا لکھی بشارت میں کی وہ اس مقام کے مطابق تھی کہ اس نے اسے سوا سب بھی جس قدر چاہیں گویاں باطل یعنی تو یہ بات انجیل میں صحت انبیاء علیہم السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پائی جاتی ہیں اور کسی کے حق میں نہیں اس کے سوا صمد و ذاتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر آفتاب ہے۔ خدا کا وہی موجود ہیں انہیں گورہ یعنی اور شفاوت نزلی کا کوئی علاج نہیں۔ وہ سب کی طرف سے آنکھوں پر پردہ ڈالنے سے ان کا دل میں انجیلوں میں دینا ہے جو ان پر کھڑے ہیں۔ ہجران و ان گھری گھر یوں کی جنوں میں سے تو ان کو کی طرف لانا ہے۔ مرنے کے بعد بھی ظلمات جہنم میں کریمتہ جہاں ہیں۔

اور انجیل انصاف اور اور بھی ظلم مسلم پر تو یہی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار اور عداوت کی مخالفت نہیں جس لیے کہ آپ اصل جیسی مذہب نے ہم سب کو مخالف نہیں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے منکر اور خدا کی طرف۔ ہاں ان کے خلاف ہیں تو ان ہی پر ہادیوں میں جو تکالیف اسلام کے بعد قبول کرنے والی جیسی کا جو قرار ہے جس اور پھر ہم سے مقلد ہیں کہ ان کی تحقیقات اور کھیلنے میں ہوشیار کرنا ضرور قرار ہے۔ (۷۰) انجیل صلی اللہ علیہ وسلم اور ان جیسی کا صریح جہت ہے۔

دکھائی دے۔ ایک ایک جہت سے پادری۔ یہ سب سب کا تعلق ہے۔ ذاتی شکوک بھی بھڑکتی۔ لکھنا اور لوسیدہ کتاب اور تبلیغ پر بیانیہ شک۔ یہی بدیہی ہے۔ پادری صاحب فرما لیں اور خدا اس سے آفرکار ہر جہت میں آفرم کر دیا کہ یہ حق مسئلہ عماروں کے جہت نہ تھے اور نہ ان پر نجات موقوف ہے۔ اگر ہوئی تو خدا تعالیٰ ان کا کام کو مکمل نہیں اور ان کی نجات یافتہ جماعت پر ضرور خدا کرنا اور انی طریق

اب فرمائیے کہ اس سے بڑا اور کوئی خاصہ نہ ہو گا کہ یہ لانا نہ پرستہ نہ بدستہ نہ لٹی نہ اس کی آیت نہ ہو۔ لہذا اس نے اپنے بیٹا کو دعا فرمائی کہ اس کا حال اس کی برائی کی بدستہ نہ ہو۔ یہ جو کلمہ کہ اس نے فرمایا کہ اس کے لئے کہ وہ

تو فرمائیے کہ اس سے بڑا اور کوئی خاصہ نہ ہو گا کہ یہ لانا نہ پرستہ نہ بدستہ نہ لٹی نہ اس کی آیت نہ ہو۔ لہذا اس نے اپنے بیٹا کو دعا فرمائی کہ اس کا حال اس کی برائی کی بدستہ نہ ہو۔ یہ جو کلمہ کہ اس نے فرمایا کہ اس کے لئے کہ وہ

یہ دستانہ آئی ہے اس میں شیخ رحمہ اللہ کا کتاب ہے ۱۲۸۲ھ میں اس میں اشارہ ہے۔ اس وقت کے کتب خانوں کے پتوں کے

تھیں کہ میں یاہوں کہ مرد کو اس کے باپ اور بیٹے کو اس کی ماں اور بچہ کو اس کی ساس سے جدا کر دوں اور ولی کے دشمن اس کے گھر ہی کے لوگ ہوں گے جو کوئی اس باپ بیٹے کو نہ سمجھتا ہے، وہ میرے ان کی نہیں، جو کوئی اپنی صیبت لگا کر میرے بچے نہیں آتا۔ میرے ان کی نہیں، جو کوئی اپنی جان چاہتا ہے وہ اسے کھوے گا اور جو میرے واسطے سے کھوے گا وہ نہ لے گا۔ جو نہیں قبول کرتا ہے مجھے قبول کرتا ہے۔ اٹھی۔

اسی کے ساتھی ان اعتراضات کو حل کرنے لگے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بعد ملک یہودیہ میں بھی سادگی کرنے پھرے۔ پھر سراسر کے ملاوٹ میں سے گزرتے کہ عام اور دم کے شہروں میں پہنچے اور سڑکی اور لوگوں کی بڑی بڑی مجلسیں لگائی گئیں اور طرز معاشرت بھی اور پیشہ داری قائم کی گئی۔ کھیت کرتے رہتے ان میں اس خصوص کی بدولت خدا تعالیٰ سے کرم آیا۔ ان کی قمیص ان کی دعا سے ہمارا درست ہو جاتے تھے اور ہر طرح کے کلمات و برکات لوگ دیکھتے تھے۔ آخر لوگوں کے ہاتھوں سے قمیص پر عمر بن حبیبی کو خوب پھیلا دیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ **وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ نَبِيِّهِ إِسْرَافًا ذَرَفًا وَكَفَرَتْ كَلْبَةً**۔ کہ بہت سے نبی و سرانگل ایمان آئے اور بہت سے منکر رہے مگر عوارض کی کوشش اور جاننا کسی کا نتیجہ ہوا کہ عری اور بری بہت سے ممالک نے مذہب حبیبی قبول کر لیا اور اس عرصے میں گھر گھر بڑائی اور جنگ کی آغوش بھی شعلہ زبانی ہوئی مگر خدا تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سامنے والوں کو عسکریوں پر غلبہ دینے کے لیے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنْكُمْ قَوْمٌ مُّؤْمِنُونَ**۔ یہ بات اور ہے کہ پھر ان حبیبیوں کو ان کی اصل دین عرفہ ہو گیا۔ ان آیات میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ یحییٰ علیہ السلام کے عوارضوں جیسے ہونے کی ترقیب دلاتا ہے کہ تم بھی ان صاحبہا سلام کے لیے دیکھیں عی کوشش کرو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عوارض میں جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو چھپے ہی تھے جو حضرت یحییٰ عری و ابراہیم علیہم السلام کے رستے کے پھر اور کاٹنے صاف کرنے آئے تھے اور تو میں چراگے انبیاء کی مخالفت تھیں جن اب تو عری و ابراہیم علیہم السلام کے نام لیا یہ وہ نصرتی ہی سب سے چرا کر دشمن ہو گئے کسی لیے کہ حضرت عری و حبیبی علیہما السلام کے بعد جو کچھ دنیا حق میں ان کے درویشوں اور مولویوں نے طوئیل طرکوں پر مرکب کر دیا جو حق کے سراسر خلاف تھا اس کا ترک کرنا ان کے نزدیک جان و بچے سے بھی مشکل تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں تھوڑا چلے اور آپ بیٹے ساس بہو بھی جنگ کرانے آئے۔ چنانچہ مکہ میں عہد اسلام سے لے کر فتح مکہ تک یہی حال رہا۔ وہ کہ لڑائی میں ایک بھائی ایک طرف تو دوسرا دوسری طرف تھا۔ چنانچہ عہد آپ اور عہد اہل بیت میں یہاں اسلام پہنچا اس کے ساتھ اس کے پیروں اور پائے دشمنوں نے کیا کچھ نہیں کیا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور مبارک پرین کی ایک حمد و بزم امت اس کام کے لیے منتخب کی اور پھر ایک حمد و انتہام سے ان کو مختلف خدمات پر مامور کیا۔ کچھ تو اسے کچھ تو عسکریوں میں جا کر کھینچ کرانے تھے اور بہت جنگ سپاہیوں سب ہی تھے۔ یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عوارضین تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی جو کچھ انہوں نے اسلام کے لیے جانا کرنا کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکمیل کے ساتھ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا حُرِّمِينَ** اور **وَالْعِدَّةُ وَالْمَنَاسِكُ** اجمعین (متفق علیہ) کیسے قاصد محبوب کچھ کرنا مانا و لہذا **الْمَشْعَدُ الْعَلَابِ** پر عمل کیا اور تھوڑا سا عہد ایمان اور دین کے بے شمار کلمات و حکم نے دیکھیں اور مگر تاہم دین و فلاح کا یقین کی کوششوں نے اور تھیں اور عہد و افراط کے تمام ایک ایک اور جملہ حکم ایمان و درکنس تک اس سرعت کے ساتھ سلامتی جملہ اللہ کیا جو میرا تھیں اور عوارضوں سے صدیوں تک نہ ہو سکا۔ اس فرق ملک شرقی کو یہ بانی سورج بھی تسلیم

۱. حبیبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے سے خدا کے حکم کے لیے لڑا جاکر گا اور ولی بھی آپ ہی اٹھائے۔ پھر اس سے کوئی اور جیسا کہ کہتے ہیں کہ نہ اس سے باوجود میرے ساتھ آئے۔ ۲۴۰
۲. صحابہ و یقین و یقین سے خاص اسلام کے لیے عرب کے زمینوں سے نقل کر سکی۔ لیکن تھوڑا سا تک پہنچ کر دیکھ دیکھ کر اس کو حلال کرنا۔ ۲۴۱

www.besturdubooks.wordpress.com

ثُمَّ تَرْدُّوْنَ إِلَىٰ عَلِيمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠﴾

طیسر : پہلے فرمایا تھا کہ اس قسم کی عسکت کا اندھا شخص ہی ہے کہ اس نے رسول بھی بائیکاٹ کر دیا کہ لوگ بائیکاٹ کر دے اور علم و حکمت سمجھائے اور یہ رسول عرب میں ظاہر کیا جہاں پر ان کو ہوا تو جسے ۔ یہودی کو تو ہم اپنے علم و دانش کا بڑا محترم تھا اور خاندانی آدمیوں کا سب سے اعلیٰ کو ل جاتا رہتا ہے تو ان میں کچھ باقی رہ گیا کہ اس نے اس کو اس کی عربی مسلمانی اور غیب و علم کے اتباع اور اس کے غور سے مستفید ہونے سے عار ہوا اور کہنے لگے کہ علم و حکمت کا خزانہ جو رہے ہے میں ہے ۔ بڑے بڑے کتابوں کے ذخیرے اور یہاں موجود ہیں ۔ یہ عالموں کے سمجھانے کے لیے ہے نہ کہ ہمارے لیے ۔ اس لیے خدا تعالیٰ اس قوم بنو عرب کی اصلی رسالت بیان فرماتا ہے اور ان کے علم کے عمل کی پوری تحقیر کرتا ہے ۔

تعالیٰ مَعْلُ الْبَیِّنِ وَالْغَیْبِ اس کی مثال میں پر تو ۔ یہ لادنی بھی معنی اس کی پابندی کی تاکیدی بھی گویا تو یہ کہ ان پر سوار کیا گیا یہ حق کی قدرت کے ذمہ اور اضرعائے گئے کیونکہ یہ اصل معنی افغان کے نہیں بلکہ عربی کنفیٹانہ و شان سے ہے (یہ تحقیر کی بات ہے) اور پھر انہوں نے یہودی 3۔ رسداری نہ کی ایک گمراہ کی مثل ہے جس کی پیٹ پر کتا میں لادی ہوں پھر اس گمراہ کو ان کہ ان سے کیا کا تھو، بجز اس کے کہ ان کے بوجھ کی مشقت اٹھا رہا ہے۔

یہی حالت پیدا ہو گئی۔ کہ صاحبِ امانت میں سے بالخصوص بائیس اور چار غرض جانور ہے اس لیے اس سے تشبیہ ہی نہ گھونے خیر گاڑی
 نکلتے سے۔ اور ہندو باجود کا نام نہ لیو کہ یہ فرمایا کہ ان کو کوس کی مثال جس پر چوریت لا دی گئی ایک گھس کی مثال ہے جو کڑا لہا اٹھائے

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقی سہاٹی نہیں۔ اسی طرح جس میں منافقوں کے عزائم ہوں، انھیں ہونا وہم و غلطی کرنا، ایمان میں خلیات کرنا، دیکھ کر دیکھنا، غماز میں سستی کرنا وہ حقیقی سہاٹی نہیں۔ بشرطیکہ دل میں کسی کلمہ کا تعدد جس سے مکر ہو، بری عادتوں کے سبب قیام رکھنا، دل کے دھبہ میں رکنا ہوا ہے۔

ہوئے میں ابتداء اسلام کے وقت چند لوگ ایسے تھے جن کا سرور امیرِ مہد بن ابی قحاص۔ وہ اراکین کا گروہ آپ کے سامنے کرنا بھی گواہی دیتے تھے۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا مُحَمَّدًا ۲۱۔ ان کو بھی بروقت نہیں ملا۔ خوب جانتا ہے کہ تواتر کا اسے محمد (ﷺ) رسول ہے۔ عظیم اللہ کا

نظر عرب کے دو حصہ میں بھی مستقل ہوتا ہے جب اس جلسہ قسم سے تاکید اور زیادہ ہوجائے گی۔ مگر حق کی گواہی دل سے نہیں ملے گی۔

فَقَدْ تَعْلَمُونَ لَكُمُ الْبُيُوتَ کہ جن کو تمہاری رہتا ہے کہ منافق اپنی بیباہوت میں ضرور مجھو نے ہیں۔ منافق کہنے میں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں گو کہ یہ خبر جو تم صادق ہے واضح کے مطابق ہے۔ اور خبر کے صدق و کذب کا ہی پرچار ہے اگر وہ واقع کے مطابق ہے تو صادق اور نہ کذاب۔ خبر کے

اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اگرچہ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ جس طرح شہادت کے حلقہ میں اس واقعہ سے مطابقت ہونے کے ساتھ اعتقاد سے مطابقت ہو، ابھی شرط ہے اس طرح خبر میں کسی بھی لیے کہ شہادت بھی غلط ہے۔ پہلی سو کوئی ہے چونکہ میں کیا خبر اعتقاد کے مطابق ہے، یہی کوئی واقعہ

[illegible]

تھی شہد کو شہید پالیں گا تو جہنم میں امام و خلیفہ شیعہ کے گزاردیک ہیمن اور ملک ہے۔ کیونکہ تم کما کر کہنے پر موقوف نہیں۔^۱
 بحر زمانہ ہے کہ یہ جہنم میں اس لیے کھاتے ہیں، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِهِٖ وَ عَلٰى اَصْحَابِ بَيْتِهِ وَ عَلٰى كُلِّ مَوْفِقٍ اَمَّا بَعْدُ فَاَنْتُمْ سَمِعْتُمْ

شرع سے اس کام کو کہتے ہیں کہ اُصناف اور حرم سے قوی کیا جائے خواہ لفظ اللہ یا اس کے کسی اور نام یا صفات سے صادر ہو جیسا کہ عربی میں

بائبل اللہ یا الرحمن یا رحیم جو اللہ کا ایک کہ کوئی بات کہے۔ اور وہ جس قدر کہی کہ اللہ کی قسم یا اس کو حاضر یا غایب جان کر کہہ جوں۔ ان الفاظ سے جو کہے۔ پھر یحییٰ کی تحنیتیں ہیں۔ اول یحییٰ بن ماری جو کسی گزشتہ بات پر ایسی قسم کھا کر کہے اور مقصود دعوت بہا ہو کہ اللہ یہ بات ہی تھی۔

اور جو جانتا ہے کہ میں اس سنگی، لٹائی اندھی و سقم نے فرمایا جو قبولِ کلمہ کائناتِ خدا سے گور و زح میں داخل کرے گا۔ اس کا بڑھ چوہا و استغفار کے اور کوئی کفار و کفیس۔ متعلق بھی سیکرٹس میں جتا ہے۔ اس سورہ میں آئے ان کے لیے استغفار کی یہ تاکید ہے۔ اقام شافعی میں فرماتے

ہیں گناہ روا ہے۔ دوم یہی شخص متعذر، اگرچہ وہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھائے کہ وہ اس میں گناہ کیا اور گناہوں کے خلاف کرنے میں گناہ روا ہے۔ ہم یہیں انکو کسی گزشتہ بات کی قسم کھا کر خلاف خبریٰ امر پر اس کو وظائف نہیں جاتا۔ بلا یاوں علی الاصول وہ

جہور کے نزدیک شہر کا سچا اور حرم اور آؤش سے ملائی ہو مرنے کے لئے ہے۔ یہاں شہر میں کلاں کا پتھر بنایا۔ کتہ شہادت میں بن کر وہاں آئے اور ان

[illegible]

جہاں تک ہے اس میں جو اس کے لئے ہے وہ اس کے لئے ہے اور جو اس کے لئے ہے وہ اس کے لئے ہے۔

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّاْ رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْنَهُمْ
يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۝ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءِأَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ
لَهُمْ ۚ كُنْ يُغْفَرُ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَلِيمٌ الْعَلِيمُ ۝ فَسَقِيتَ ۝ هُمْ
الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُّوا ۚ وَرَبُّهُ
خَرَّابٌ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ۝ يَقُولُونَ لَئِنْ
رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَنَ ۚ وَلَهُ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ
وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

وَالَّذِي لَمْ يَحْضَنْهُ وَأُولَٰاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۚ ذَٰلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَتَوْكُمُ
إِلَيْكُمْ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكْفِرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ۝
أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ
لِتَضَعْنَ بِهِنَّ ۚ وَإِنْ كُنَّ أُولَٰاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ ۚ وَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَارْزُقُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ ۚ وَأَسْكِنُوهُنَّ بِمَقْرُوفٍ ۚ
وَلَا تَعَاْسَرُنَّ فَرَضَهُنَّ ۚ وَآخِرُ ۝ يَنْفِقُونَ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ۚ وَمَنْ
قَدَّرَ عَلَيْهِمْ رِشْقَهُ فَلْيَنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يَكْفِ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مِمَّا
آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ۝

انہی میں سے جو کوئی ایسی عورت ہے کہ اس کی حیض میں سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
والہذا ایسی عورت ہے جس کی حیض میں سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔

ترکیب : اولاد میں سے جس میں سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
پہلی ابتدا : اولاد میں سے جس میں سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
میں حیث : اولاد میں سے جس میں سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔

تفسیر : اولاد میں سے جس میں سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔
اور جو عورت سے نہ ایک نہ دو بار اس کی کسی عورت کو بیٹھنے کی ضرورت ہو۔

عدت میں غلط اور سگان بھی نہیں دیتے تھے مانا باتوں کو اسلام نے منع کیا۔

(۱) بات قابل بحث باقی رہ گئی کہ عظیم النساء میں خدائے کو کون کون سے مرد ہیں؟ مگر لفظ میں کوئی تخصیص نہیں مگر خبر کا کام آئندہ وہ مرد ہیں جو کسی کو بھیجیں یا جو۔ (صیغہ خبر کا کہ مرد حاملہ ہوں اور ان سے گمراہ کم ایک یا عدت میں بھی کی ہو۔ چنانچہ کہ جس سے عدت نہ کی ہو اس کے لیے طلاق کے بعد عدت سے نہیں جیسا کہ قرآن میں آچکا ہے۔ **مَنْ قَبِلَ لَنْ تُبْطِلَ وَلَهُنَّ فِتْنَةٌ يُلْقِيْنَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِنَّ دَفْعًا فِتْنَهُنَّ**۔ حاملہ اور جن کو بھیجیں یا ان کی عدت بعد میں مذکور ہے۔ **بِقَوْلِهِ الْفِتْنَى** دوسرا۔

اقسام طلاق: طلاق تہی قہر ہے۔ (۱) حسن یہ کہ جس طہر میں دہلی نہیں کی ہو اس میں صرف ایک طلاق دے یہاں تک کہ عدت گزار جائے کس لیے کہ وہ ایک طلاق سے زیادہ دینا پسند نہیں کرتے تھے اور اس میں ہنر حرمی عدت کے اندر مذکور جو احکام لینے کا اختیار باقی رہتا ہے۔

(۲) حسن یہ کہ دہلی کی ہوئی عدت کو طہر میں تین طلاق صرف دے اس کو بھی تین طلاق سنوں نہ کہتے ہیں۔ مگر امام مالک ہیئت اس کو بدعت کہتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک ایک طلاق سے زیادہ دینا کسی حال میں سنت نہیں خود وہ ایک طہر میں ہو خواہ کئی میں۔ مگر امام ابوحنیفہ ہیئت اور ان کے اصحاب ایک طہر میں ایک طلاق سے زیادہ دینا بدعت جانتے ہیں نہ کسی طہر میں۔ اور امام شافعی ہیئت کے نزدیک ایک یا تین طلاق دینے میں شرط ایک طہر میں ہوں کچھ فرق بھی کسی لیے کہ وہ کہتے ہیں طلاق کی تعداد میں بدعت و سنت کو کو بھی ایک بار جانتے ہے۔ پس امام مالک ہیئت صرف ایک طلاق دینا مسنون جانتے ہیں طہر میں اور امام ابوحنیفہ ہیئت کے نزدیک تفریق اور وقت طہر کی رعایت ہے اور امام شافعی ہیئت کے نزدیک صرف وقت طہر کی رعایت ہے۔ (کشاف)

(۳) طلاق چوتھی یہ وہ ہے جو صاحب نہیں میں ہو یا ایک طہر میں ایک سے زیادہ یا اس طہر میں ہو کہ جس میں دہلی کی ہو کو ایک ہی طلاق ہو مگر یہ کہ وہ خود دے یا نہ ہو اور جس کو کھڑا آجری ہو سے نہیں سنا تاہو اس کو ایک ہی طہر میں ایک طلاق سے زیادہ دینا بھی بدعت ہے۔ اسی طرح حاملہ کو بھی ایک ہی طہر میں ایک سے زیادہ طلاق دینا بدعت ہے۔ یہ طلاق دہلی بھی پڑ جاتی ہے مگر طلاق دینے والا مانا بچا ہوتا ہے طہر اندھا ہے۔

الفاظ طلاق: دو قسم ہیں۔ ایک صریح لفظ طلاق استعمال کیا جائے اس سے طلاق داخل ہوتی ہے کہ اس کے بعد رجس کر سکتا ہے اس میں نیت کو نہ دیکھا جائے گا۔ دوسری قسم کنائی ہے کہ کنایہ سے طلاق دے صریح الفاظ کا استعمال نہ کرے لہذا اس میں اس کی نیت دیکھی جائے گی۔ ان الفاظ سے جو ارادہ کیے گا وہی طلاق شرع منظور کرے گی، جہات، کج ان کی گردن پر ہرگز کنایات بھی اور طہر پر ہیں جن لفظ تو ایسے ہیں کہ جن سے طلاق رجعی پڑتی ہے وہ یہ ہیں۔ عدت کو ارجح پاک کہ تو اکیلی ہے۔ اور باقی الفاظ سے طلاق بائن پڑتی ہے کہ بغیر کنایہ بدعتیہ شرع رجس نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ میں نے آچے چھوڑ دیا تو حرام ہے، تیری دہلی چھوڑ دی۔ غیر مذکور۔

احکام: اگر عدت غیر بدعتیہ ہے تو اس کو ایک طلاق کافی ہے۔ لہذا یہاں کی ہرگز رجعی نہیں رہی۔ عدت کے بعد اس کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کرے خواہ اس سے کرے یا غیر سے۔ اسی طرح بدعتیہ کو اگر طلاق بائن دی ہو یا تین طلاق دے چاہے تب بھی کوئی حق

نہیں رہی کی وہ کسی ہی طلاق دینا سنا ہے مگر کسی میں ہو وہ اسی طرح جس کو بھی نہیں؟ اس کو ہرگز عدت ہیئت طلاق رجعی سے اگر چہ دہلی کے بعد بدعتیہ رجعی ہو۔

۱۔ اصل آیت صحت احکام میں ہیں۔ ۲۔ لفظ اللہ عز و جل کا حکم صحت احکام میں ہے۔ ۳۔ لفظ اللہ عز و جل کا حکم صحت احکام میں ہے۔ ۴۔ مسنون قہر حسن بھی ہے مگر اس میں امام مالک ہیئت کا اختلاف ہے وہاں ایک دہلی کہتے ہیں جس لیے علی کا طلاق بائن کہتے ہیں۔ ۵۔

شوہر اول کا نکاح رہا۔ عدت کے بعد اس کو اختیار ہے۔ اس اگر ایک یا دو طلاق دی ہیں تو وہ ایک دفعہ میں خواہ دو ملک زوج کو اختیار ہے کہ عدت سے پہلے رجوع کرے خواہ بعد کی راضی ہو یا نہ ہو۔ اور رجوع یہ ہے کہ زبان سے کہہ دے کہ میں نے رجوع کیا یا دو افعال کرے جن سے زن و شوہر عدتوں سے برسرہ لیا سمجھ کر یا سمجھت سے ہاتھ لگانا وغیرہ۔ امام شافعی نے طلاق دینے میں غیر زبان سے کہے رجوع کرنا معتبر نہ سمجھا۔ رجوع کے لیے دو گواہ کر لینا بہتر ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں واجب ہے۔ اور عدت کے بعد بھی وہ طلاق کے بعد یا رجوع کر سکتا ہے کہ عدت میں طلاق کے بعد طلاق بھی بغیر عدت کے نہیں کر سکتا۔ وہ یہ کہ بیوی پہلے کسی عذر سے نکاح کرے اور وہ اس سے عدت کے بعد رجوع کرے۔ طلاق دے۔ باجماعت کے بعد ورنہ اس نکاح کرے۔ یہ سزا اس لیے مقرر کی کہ جن طلاق دینے سے باز آئے۔ یہ نیت مکرر ہے۔ ایک بار تعین منقطع کر کر شرعاً نے پسند نہیں کیا اس لیے بعد ورنہ طلاق دینے سے منع کیا۔ اگر کسی عذر سے رجوع کرے تو بہتر اور طلاق کے موقع سے پہلے ایسی نجات کے ذریعہ سے طلاق کی یاد کی گئی ہے۔

فائدہ: طلاق راضی کی عدت میں بیوی کا شوہر کے سامنے آنا یا دوسرا کرنا اور عدت کے بعد رجوع کرنا نہیں بلکہ مجہود ہے کہ اس لیے کہ نوز نکاح باقی ہے اور طلاق مقصود ہے اور طلاقوں کی عدت میں یہ حکم نہیں بلکہ عدت سے مراد سات یا انتہا ۱۶۴ م ہے۔

اس کے بعد فرمایا: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كَذَبْتَ وَكَانَ زَوْجُكَ يَكْفُرُ بِالْمِلَّةِ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهِمْ نَادِيًا**۔ یعنی: اے نبی! تو نے جھوٹا کہا کہ تیرا شوہر تیرے گروہ کی جہالت سے ہر عقیدہ کو ذرا اور اس کی مخالفت سے بچتا رہا ہے۔ یہ تو حوالہ ساقط کر دیاں تھے۔ نیز کسی مسرت کے زمانہ میں اس لیے اس کے بعد جسکو بھی بیان فرمایا کہ اللہ کوئن ہے اختیار اور جب جو قوم کو پورے کرنا ہے، ورنہ اس کے سامنے بھی وہی پیدا کرے۔ ہر گز تیار سے جو کلامی کاغذ و مرئی ہے البتہ مرئی اور سخن کی مخالفت سے عام طلاق و نکاح کی جہالت ہے کہ وہ کہیں اپنے یہ انعام بند نہ کرے ایسے اس صورت کا ذکر کیا۔

وَكَايْنٍ مِّنْ قُرْبَىٰ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَجُلٍ وَرَسُولِهِ فَأَسْأَلُهَا حَسَابًا
شَدِيدًا وَعَذَابُهَا عَذَابًا نُّكَرًا ۝ فَمَا أَقْبَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ
عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَا تَقُوا
اللَّهَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ
ذِكْرًا ۖ رُّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَنْ يُؤْمِنْ
بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ۝ اللَّهُ الَّذِي

۱۔ عذر و منصب نہ کرنا یا اس کو کہیں نہ کرنا۔ ورنہ اگر کلام حق ہو تو اس کا کلام علیٰ حق ہے اور اگر کلام باطل ہے تو اس کا کلام باطل ہے۔ اس لیے کہ اس میں اس کا کلام علیٰ حق ہے۔
۲۔ مرئی یا مرئی علیٰ حق ہے۔

نے کھڑے ہو کر خدا کا شکر ادا کیا۔

۱۳۔ دیورڈھ میں حیثیتِ ذلیل و خوار کی جہاں سے گمان بھی نہ ہوگا روز کی زندگی کا دھارملا اور مظلوم اپنے چاکر کا بندہ بن کر رہے ایسے
سایاں پیدا کر رہے تھے کہ جن کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس میں خاندان کوئی بچہ نہ گذرے روز کی کے غم سے غلامی نہ دو نہ غلامی کے بعد نہ ہر دو کی
دراک دیکھو ہم نے گمان روز کی دیتے ہیں۔

بعض مفسرین نے اس کو بھی خاص کیا ہے۔ مسین بن فضلؓ کہتے ہیں کہ جو اللہ سے ڈرے گا اور اسے نذر کرے گا اس کو خدا سے غلامی دے گا اور اس طرح ثواب دے گا کہ اس کو تان بھی نہ ہوگا۔ غصص میں کوئی حد نہیں لکھی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ گناہوں کے جب رذقی سے محروم کیا جاتا ہے اور تھکے ہو کر کاٹے ہوئے درختوں پر روکتی اور ٹرکے زیادتی کا باعث ٹھوٹی سی ہوتی ہے۔ (ردالمحامہ) اس میں کوئی حرج نہیں کہ انہما دونوں کے لیے خدا تعالیٰ گناہوں سے تھکے ہوئے دیتا ہے اور تھکے سے فروغ دیتی اور تھکی اور اسان کرنے والے کی عمر میں نہ کہ برتی ہے اور بندہ جب اللہ سے محروم ہوتا ہے تو مٹا کر دے، اولیٰ مسیت کو مل دیتا ہے۔ قرابت میں جا بھائی اسرا اعلیٰ کی جسد سی نور فرما بھائی کو ان کی ٹھوکا دی، بدکاری پر توبہ کر کے ہے۔ ہاں کبھی انہی بد رفتوں اور کفار کو ان کی سرکشی اور بدکاری پر بھی افزائش مل دیا کرتا ہے۔ یا اس کو اخوان و اعدا ہے۔ آخر کار دنیا میں بھی ایک روز بدکار قوم کو قبول و عزت ہو کر نصرت کرنا پڑتا ہے اور نصرت و بد رفتی کا نہ دیکھنا پڑتا ہے۔ غلط حال اس بات کو بھی لہجہ و لہجہ اور پراخیال سمجھتا ہے اس لیے پاکدامنی و خدا پرستی ان کے نزدیک ایک عبت کام ہے جس پر وہ غصے لگتے ہیں۔ مختلف بن مختلف ان پر غصے نہیں لگتے۔

اس کے بعد تو کئی کئی افراد اور اس کی تائید فرماتا ہے۔ "وَمَنْ يَخُذْ كَلِمَاتِي عَلَى فَمِهِ يَخُذْهَا" جو اللہ کے لفظ اس کے لیے کافی ہوتا ہے۔ تو کل غنڈہ پر احترام اور اسباب کی طرف اس میں وہاں پر کامیابی سب کو اسی کے وسیع قدرت میں کھسا جس میں یہ عظمت پر ابھرجاتی ہے تو یہی جو افرادی سے معافیت میں لوگوں سے پیش کرتا ہے، میری پیشی کرتا ہے جو اس کی عزت و حرمت نہ جانے کا عمدہ ذریعہ ہے اور جو کوئی معصیت بھی اس پر آجاتی ہے تو اس کو کھسائی کچھ کہوں میں بخیر اسی پر دیا نہیں ہے بے رونا۔ باب شادمانی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ یہ ہے خدا تعالیٰ کا اس کے لیے کافی ہونا اور میں بھی غیب سے ایسے لوگوں کے کام میں پایا کرتے ہیں۔ مسبب الاسباب اسباب پیدا کر دیا کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ توکل اور تقویٰ روح کو سوسر کرنے والی چیز ہے اس سے کلمات بے ہولایہ ہواں کے دور خالق کے درمیان غائب کر دیں اٹھ جاتے ہیں۔ پھر شروع کا بد گلوں قدس تک پہنچا اور وہاں سے قوت پا ہوا دنیا میں۔ ایسے حیرت انگیز کاموں کا باعث ہو جاتا ہے جنہیں محترمہ زوجہ کے دماغ خلاف قانون قدرت کچھ کر خواتین کا انکار کرتے ہیں۔ یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے حیرت افرا کام اور ان کے زکات اناجیل میں نہیں؟ پھر کوئی عیسائی انکار کر سکتا ہے؟ اسی طرح صحابہ کرام علیہم السلام بیت عظام و بیت خود و خود میں حضرت اولیاء اللہ سے کلمات اس قدر ہیں کہ جن کا انکار اب نہیں سکتا۔

فائدہ: اس میں شوہر کو قتل ہے کہ فائدہ پر مجبور ہو سکھو۔ چار مسائل کی تہ کر دو تہیاد سے لیے کافی بندہ راست ترو سے گا۔ ہر معاملہ میں راجی اختیار کرنے کے لیے اس اعتقاد سے بلا کہ کوئی اور چیز متحرک نہیں۔ اس طرف کتر ترو ہے کہ وہ قتل کا خیال جا سکتا تھا کہ خدا ہے کیا ہو، عالم اسباب میں مکر کیا سکتا ہے۔ کار خانات دنیا اسباب پر مبنی ہے میرا کہ تو یا اور آج کل کے دشمن و مبالغہ پر مبنی کہتے ہیں اس لیے ان کے اطمینان کے لیے فرماتا ہے۔ ان اقلہ بالغہ امور کا کہنا اچھا کام پیدا کر کے علی دبا کرنا ہے۔ اس کے بعد قدرت کو کوئی دراک نہیں سکتا کس لیے کہ قدرت جعل اللہ لکل شے قعدہ۔ ہر چیز کا اس نے اندازہ کر رکھا ہے جو صحائف پر مبنی ہے۔ نہت جملی آئے دایوں کر آج سے پہلے مسلمانوں کو معلوم ہو چکی تھی کہ وہ لائق قہر و تہیں یعنی جہنم میں جہنم میں آتا ہو یا وہ نہت یا تم ہونے کے سبب جہنم کے سبب۔

دوسرا حکم: وَلَا تَتَّبِعُوا دُورًا مَنِ اتَّبَعْتُمْ يَفْتَقِرُوا عَلَىٰ آلِهِمْ۔ خدا نے پاک ملت پر بھی کر کے ضرر پہنچانے سے منع کرتا ہے کہ مکان اور کھانے پینے کی جگہیں غلطی نہ کرنا کہ تنگ اور کھل جائے اور ہر قسم کی ایذا سے نمائند ہے۔ سخت کلاں کی بخاؤنی جھگڑاؤں اور روٹی۔ اور یہ بھی ہے کہ جب حد سے تمام ہونے کو نہ شلفا دور نہ باقی رہ جائیں پھر جو خرچ کر لے اور پھر ملائی دے تاکہ اور حدت بڑھا جائے۔ اس سے بھی منع کیا۔ عرب ایسے ایسے ظالمانہ معاملات جو بدترین سے کرتے تھے جن سے اسلام نے دھک دیا اور تہذیب و دانش گاہی سکھ دی۔ معاملات مگر مہذب رہنے کی بات ہے۔

سوال: جب ہر قسم کے خلاف میں خواہ ناخواہ داخل ہو جاؤ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے موافق مکان کے سردار غلام کا واجب ہے تو ان کئی قیودات میں سے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟

جواب: اس سے کہ اصل کی حدت معمولی حدت سے زیادہ ہوتی ہے۔ کوئی چیز نہ کھائے نہ پئے نہ ٹھیکہ لے لے کر نہ جائے بلکہ اس سے یہ ذکر کرنا اور

[illegible]

فائدہ: اور اگر اور صورت نہ ملے یا بعد وہ اور کان نہ پئے تو صورت کو بچھڑا دو وہ پلا اور اگر دستور کے موافق اجرت دی جائے گی۔
 ۵۸ کنوا: غیر حلقہ جہاں پئے بچھڑا دو وہ پلا وے اس کی اجرت جہاں خانہ پر واجب ہے کہ ٹیکسی؟ اس کا کوئی ٹیکس فرقہ نہیں مجید ہے۔ جہر امت
 نہیں۔ جو کچھ ہو تو ہی ٹیکس ہوگا۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول: "مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَكَفَرْنَا بِهِ" (جو شخص اپنا دین بدلتا ہے، ہم نے اس سے کفر قرار دیا ہے)۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۰۰)۔

مگر اگرچہ یہ قول صحیح ہے، مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو شخص اسلام قبول کرے اور پھر کفر کرے، وہ کافر ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اسلام قبول کرے اور پھر کفر کرے، وہ کافر ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۰۰)۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول: "مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَكَفَرْنَا بِهِ" (جو شخص اپنا دین بدلتا ہے، ہم نے اس سے کفر قرار دیا ہے)۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۰۰)۔

مگر اگرچہ یہ قول صحیح ہے، مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو شخص اسلام قبول کرے اور پھر کفر کرے، وہ کافر ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اسلام قبول کرے اور پھر کفر کرے، وہ کافر ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۰۰)۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ إِنَّا تَجَازَوْنَا مَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُونَ ﴿١٠٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا
عَنِ رَبِّكُمْ أَنْ تُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْذِي اللَّهُ الشَّيْءَ وَالَّذِينَ
آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ يَدَيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ
رَبَّنَا آتِنَا لَنَا نُورًا وَاعْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠١﴾

اسے انوارِ شمس کہا جائے گا، ہم نے یہاں تو دو خزاں دریا جاری کر دیے ہیں، ان کے کنارے کوئی دریا نہ بہتا تھا، اب وہاں پر دریا بہنے لگا ہے۔

ترکیب الیوم مشروب الایقظ و الانصوب الخجون و تریشی علی الدوام بعد یقال ان مشربها فی فیاض و انما فی الی
 . کما انما یقال فی دلی الثانی هو صمد و غیره من فکرو الخجون و تریشی او تریشی من الحنف لای یجوز فی الیوم و لای یجوز فی الیوم
 مشروب علی الیوم مشروب و یسهل فی الیوم مشروب و تریشی علی الدوام و تریشی علی الدوام و تریشی علی الدوام و تریشی علی الدوام
 و یسهل فی الیوم مشروب و یسهل فی الیوم مشروب و تریشی علی الدوام و تریشی علی الدوام و تریشی علی الدوام و تریشی علی الدوام
 یقولون فی الیوم مشروب و یسهل فی الیوم مشروب و تریشی علی الدوام و تریشی علی الدوام و تریشی علی الدوام و تریشی علی الدوام

[illegible]

مسموٰی انکار ہے کہ اس کے رسول ﷺ انہیں مایا یاں کے احکام کو نہ ماننا تھا نہ وہ حدیث کے خلاف اعتقاد کیا۔ انہیں باقر کے مکتبہ کو
 کا فر کیا جاتا تھا شرک بھی اسی میں آ گیا۔ دوسرا سرے سے اس کی ذات کا انکار کرتا کہ خدا تعالیٰ ہی انہیں پیدا کر دیا ہے کہ یہ کہتے ہیں یہ سب جو کافر
 کہے جاتے ہیں اور اس کی نعمتوں کی ناشکری اور نیکو کردہ نیکوئی بھی ناپاک قسم کا کفر یا کفران ہے اپنے ایک مذہب جنم ہے جو ہدیٰ نہ ہو۔
 اس کے بعد لادھوا سے لے کر فضاۃ الاحصاب الشجرہ تک جنم دار چینیوں کے کچھ حالات فرخاک بیان فرما رہا ہے۔ (۱) کہ
 جب یہ کتاب اس میں ایلے جا کر پہلے تو جوائے فخر مقدمہ مردادہ ادا سلا کے جنم کی آواز میں سن کے جواس کے جوش سے تھکی ہوں گی۔ جب
 آگ زیادہ گرم اور تیز ہوئی ہے تو اس کے شعلوں میں ستائیک مہیب صمد آیا کرتی ہے اسی طرح جنم کی آواز ہوئی۔ دوسرے جب زیادہ گرم ہوگا
 جس کو جوش اور فخر کرنے اور مٹنے سے بچنے نہ کہ استعارہ تعبیر کیا ہے تو اس کی دور دور سے ہیبت ناک آوازیں آئیں گی العزیز بقدر۔
 (۲) کہتا ہے۔ جب جنم میں ایک گرمہ اعلیٰ ہوگا تو اس سے جنم کے داروغہ یعنی فرشتے پوچھیں گے کہ کیا دنیا میں تیرا ہے یا نہ کی
 نذر (۳) دہانے والا انہیں آیا اور تم کو اس نراری سے نہیں روکا جس کے جب آخ اس پل میں کرنا ہوئے؟ (نذر خدا کا رسولہ اور اس کی کتاب
 یا اس کے نائب علما و مفتیان۔ اور جہاں تک یہ آئیں اور ہاں انکا ہر شریہ پر مؤذو فکس وہاں نذر عقل و فکر اور آیت خداوندی میں غور و فکر
 ہی نہ رہے جرحہ اعتقادی کی اور ادائیت کا حکم دیتا ہے ہاں صرف توحید ہی کافی ہے۔ اور مکرکا تبدیل حادثات و دیر موت اقران و احاطا بھی خدا کا
 نذر ہے جو بعد از خواب خلعت سے بیدار کر کے عالم جاودانی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ مگر یہ غفلت و شغلات کے ایسے کرناں تو دوسرے جہاں
 ہے کہ سر بھی نہیں اٹھا سکتا۔) انکار فرشتوں کے جواب میں کہیں گے ہاں کیوں نہیں بتدہا نا نندھو۔ بے شک وہاں سے پس نہ آیا۔
 نکلیا لیکن ہم نے غفلت دیا۔

فائدہ: ہر نذر کی کھڑی یہ اسی کے موافق ہے۔ رسول اور کتابوں کی کھڑی یہ ان کو نہ ماننا یا ان کے احکام و ہدایت کو قبول نہ کرنا جیسا کہ انکار
 کرتے تھے۔ اسے دنیا میں جو ہادی و صلاح کرنے والے لوگوں سے پھلوں کی جہد ان کی مادی کا سنبھالنے والے یا کھنڈہ قحقی الفضل
 علیہ السلام جن رسول اللہ کا نذر ہے کہ نہ ہو تو نہ۔ ان کے انہوں معرات طرہ و گرام کی کھڑی یہ ان کو نہ ماننا اور اس سے تسخر کرنا ان کی مہیب
 جونی کرنا ان پر بہتوں کا کہوں کے کہتا میں فرق دانا وغیرہ نہ رہے بلکہ کھڑی یہ آیت الہیہ و خداوند ہر میں خود و نہ کرنا اور توحید و
 خدا پرستی پر نہ چلنا و رسوم و شجاعت میں نہ آنا و ہاں بہت پرستی و بدکاری سے باز نہ آنا۔ مگر کے تبدیل موت اقران و احاطا نہ دیر کے نہ پر کی
 کھڑی یہ صرحت نہ کرنا۔ عالم جاودانی سے عاجز رہنا اس ہی اور خالی جہان کی چیزوں پر متغیر ہونا ہے۔ ہائے افسوس اس نذر کو ہم کس
 طرہ سمجھا رہے ہیں۔ بیماری یا مصیبت خدا تعالیٰ کا ایک نذر یا تھا اس کے بعد مجرم انہیں غفلت میں مبتلا ہو گئے۔ اقارب و احباب
 سامنے کرتے ہیں، تو بھی ایک نذر ہے جو میں بکا رکھ کر کہہ رہا ہے۔

قصہ میں ہے چلی عدم کی منزل۔ جس میں کھٹا قدم قدم ہے
 نسیم چاکو کر کو پتھر و اٹھا ہستہ دلت کم ہے
 مگر ہم سمجھتے ہیں کہ کبھی سرے کے اردو یا میں بلان کا مہستان مٹ گیا، بھلا ہم کب سرے والے ہیں۔

دقتنا۔۔۔ کھٹا گھٹکے کے ام سے صرف جھکا رہی نہیں بلکہ یہ بھی کہہ دیا۔ مَنْ زَانَى اللّٰهَ تَعَالٰی خِمْرٌ کہ خدا کے کوئی چیز بھی نازل نہیں کی نہ

نکلا، اسی طرح اس سے معلوم ہوا کہ تہہ ہودنی ایک مرد زانی میں نہیں لانے چاہیے کہ ہر ایک کہہ کر اور ہر نذر ایک ملک کے ایک خداوند کے با
 ایک مذہب کے لیے ہودہ کے اہل ہوں گے اور ہر ایک کہہ کر وہی مذہب مراد ہے بلکہ شہید ہوگا اور ان کے شرعہ کرنے کے لیے مانگہ یہ سوال کریں
 گے اور وہ جواب دینے کے۔ ۲۰

ترکیب : الذین موصول بمتشون الجملة صلت بالیوب متعلق بظنون ویسکن من کیوں صلاک میسر یخشون اکی غایک مفعلة مبتدأ واجر کثیر معوض علیہ لہو فرمہم الجملة خبر ان وایسکول واصلت اسکا۔ واجر واخراجه متاخر منسوق لیون سادک لاسرار واکھر بسبب انی ہم مدعوا انہ انجمہ الخلیل بقدر ایا قہما۔ من خلق من لی موضع رفع کامل بعدہ والافتول مبتدأ انی الام یعلم انی خلق خلقہ واکمل الخاط من مفعول انی الام یعلم انہ خلقہ وهو اللطف الخیر من من کا فعل یعلم۔

تفسیر : مسئلہ سواری بہت گروہ عقیدہ کا مال بیان فرما رہا ہے۔ نکال اپنا انہیں یخشون زہد پناہ غیب۔ کہہ دو اپنے رب سے ڈرنے میں غیب میں پائی ویا میں یہاں آخر تک عذاب و ثواب ان کی آنکھوں سے غیب ہے۔ کھنجر صادق علیہا سلام کے کہنے پر ایمان لاکر آئے وہی مصیبتوں سے ڈرتے اور خدا کی فرمائشوں سے بچتے ہیں۔ یا میں کہہ کہ لوگوں کے سامنے تو ہر ایک پر میری جنتا یا کرتا ہے مگر ان کے عیب میں۔ یعنی ظلمت میں اللہ سے ڈرنے والے ہی راضی پر میرے ہیں۔

واعظان کیں جلوہ برخراب و منیر ی کند

چوں شخصوت کی روانہ آں کار وگر منکھ

خدا سے ڈرنا دراصل پیغمبر کی دعا میں وارد ہے۔ اس کے یہی نہیں کہ پیغمبر میں تو خدا سے ڈرنا اور ظاہر میں نہ ڈرے۔ وہ خود قاسم بنا رہے۔ اُنھوں نے مفلحاً واکھر کثیر دینا کے لیے معافی اور بھلائی ہے۔ اگر بشریت سے ان سے کوئی گنہ مرزدہی ہو اس میں پر بعد میں اظہار امت کی کیا تو ان کے لیے معفرت ہے۔ اور اگر ہے جتنی بدکردار معافی اور معافی اور دہاں کے نعم کو شل ہے اور وہ بھی کیا؟ اگر کبھی یقین ہے اب خدا ہمیشہ کے لیے۔

فایہ: حوالہ پیچہ گروہ کا ہے چاہا تھا کہ ان الذین یخشون زہد کہتے ہیں جیسا کہ تفسیر کے بدو میں فرمایا تھا۔ ان الذین یخشون وہو کیونکہ کفر کا مقابلہ شکر سے نہ ہوتا۔ اس لیے کہ وہ نہ یخشون کہ یخشون نہ کہا؟ جواب شکر معنی محبت کا اظہار و تعریف یا اس کا بدکردار زبان سے فروغ نہ پاؤں سے خواہوں ست۔ اور سورہ کا یہ قیاس اظہار ان شہادت ہے کہ وہ ایمان اور ایسا شہادت متعلق ہے اس کے لیے زنا اور غم و نیاز سے چنی آسانی مناسب ہے اور جو خدا سے ڈرے گا وہ شکر کرے گی جو بدچاہی ہوئی کرے گا۔ شکر گزینی غوریت و شکر نہیں ثابت کرتی جیسا کہ ان کا خدا کا نجات کرتا ہے شکر گزاری ہمارا دانا بھی اپنے مسد کی وجہ کے ضمن کی کر سکتا ہے اور اس جہد مجرور یا زنا اور مرغوب ہے جو شخصیت میں رکھ ہوا ہے۔ شکر گزاری بھی عمدہ چیز ہے مگر ہر ایک بات کا ایک گل ہے یہاں ڈرنا ہی مناسب مقام ہے۔

فرمایا تھا کہ غایتنا سے ڈرنا چاہیے کہ جس کے لیے ظاہر و باطن وقت سے فطری کی جوہر اور دردی برابر پر واقف ہو چکا ہو فہم نہیں اور خدا تعالیٰ کو ہر بات کی خبر ہے۔ وَأَمَّا دَعْوُ الْكَافِرِ لَوْ يُجِوؤا بہ۔ خواہم اس بات کو ظاہر کر رہے پیغمبر اس لیے کہ اِنَّ غَلْبُہُ بِذَاتِ الْعُدَّةِ کہ وہ سینوں کی باتیں یا سنا ہے کہ کہیں نہ ہے۔ اَلَّذِیْ یُعْذِرُ مِّنْ خَلْقٍ وہ خالق ہے اور خالق کو اپنی مخلوق کا علم ضرور ہے اگر علم نہ ہو تو اور اور اختیار سے پہلے کہ اس کے اور قطع نظر خالق ہونے کے وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِيرُ واللطف ہے خبرات اور وحائیا کا علم دینا ہے اس لیے اس کے کہ جسمانیات کے حجاب مائل نہیں لیکن وہ ان سے بھی زیادہ اللطف ہے جو اس کے علم کی کیا حد ہے۔ خبر دولت و مدح غایت کی صرف توجہ اور معلوم کرنے کے لیے مٹا دیا اور وہ جو اس کا رہنمائی کے اختیار میں ہے۔ برخلاف اس کے کہ وہ وغیرہ ہے ہر ذرا انی مرے انتقام و توجہ رکھتا ہے جس کے لیے کہ مخلوق کے لئے ہمارے اس خالق کا اہل ہے اور اس کی کچھیں ہوتا ہے اس نے ہر چیز کی خبر رکھتا ہے۔

اشقیٰ کہ اسرار امتیاز کی بڑائی بہت کچھ عجب نہیں کہ یہ لوگوں کا یہ نہ ملے کہ وہ وہ جزا ہر ایک کے امتیاز اور اصول جو ہے اور یاد رکھئے

ساٹنے آئے گی۔ یہ بھی مسئلہ نبوت کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہاں یہ بات ہے کہ بعد از انبات قدرت کاملہ چراغیہ لائے شروع کرتا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہو جائے کہ مرنے کے بعد یا مرنے کو نہ مرنے کے بھی دو مواقع ہیں کسی نے انکار عرب مشرکین سے منکر تھے اور ان انکار معمولی کمالات سے روکنے والا اور نبوت پر کسی برجستہ دلائل سے واقف تھا۔

دوسرا اشارہ: اہل شیعہ اپنے گمراہ عقائد اب دوسرا اشارہ کر رہا ہے۔ فقہانہ فلولی فتا کھڑے ہوئے لکن الشیعہ ولا یحکموا ولا یفتوا۔ اہل شیعہ قلیلاً ما یفتوا کثراً کون کہ وہی تو ہے کہ جس نے تم کو یہ دیکھا، جست سے بہت میں لایا اور اس نے بعد تمہارے لیے صفوں اور کھینچے کوہ تمہیں اور کھینچے کے لیے دل ہائے، پر تم تم شکر کرتے ہو۔ پہلے اصل میں پرندہ دل کا ہوا میں تھ حزنہ وہ تھا جس کی تہہ دست کا ایک عجیب کرشمہ ہے۔ یہاں انسان کی یہ فلول اور اس کی صفات پر غور کیا جائے گا کہ یہ ایک عجیب حیرت بخش مسئلہ ہے جس میں کسی تہہ و غور کرتے جاؤ ہزاروں اسرار تھ کچھ کھینچے جاتے جائیں گے۔ غرض اور اس کا غیہ ہو کر بھی کہہ دیتا ہے۔ غنڈک اللہ اعصم العاصم۔ اس پر ہلن میں کئی باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ (۱) یہ کہ جس نے تم کو یہ دیکھا اور جس نے تم کو کھینچا۔ اس کا ہوش و حواس حوا کی اس ہوجھا کر اور کی طرف مٹتا کس قدر اضافی ہے۔ (۲) یہ کہ جس نے تم کو یہ ہوجھا کر دیکھا جس نے تم کو اس سے یکے کی بھی قیمت کوئی نہیں دے سکتا نہ کسی طرح مولیٰ لے جاسکتے ہیں۔ ہر وہ تہہ و غور، حواجات و فلولیات میں تہہ و غور، ہاتھ نہ ہوں کہ اس کے لئے کھائے، پھر اور کی طرف جاتے ہو کیا یہی شکر گزاری ہے؟ (۳) تم نے دنیا میں آنے کو اور انہیں کھانا کھانے کے تم کو کائنات دے گئے۔ پھر ان سے من کرکھتے اور انہیں بھی ہوئی تھیں کہ اس کی کلوکات میں نخر کر کے عورت سے حاصل کرتے اور جانے کہ یہ لوگ کس جہان میں آئے اور جہان راہ کر چلے جاتے ہیں، کیا بات ہے؟ آنکھوں سے بھی تم نے کام نہ لیا، دل بھی بے حسے کہ کثرت و غور کرتے ہو انہی کے نیچے نحران سے بھی فاسم نہ۔ ان کو ان کو تہہ و غور دیا، تہہ و غور سے ہر دے آنے کے لیے نیچے کی جانی نہ تھی، پھر ان جیہہ دل کی بھی شکر گزاری ہے کچھ ہے قلیلاً ما یفتوا کثراً۔ (۴) جس نے تم کو اہل پارہیں صومے کے تہہ و غور دیا، تہہ و غور سے تم کے ہر اک کو ان کی تہہ و غور سے تیسے تہہ و غور دیا، اور اگر تم کہہ سکتے تھے کہ حذر کو نہیں کر سکتے؟

قیصر اشفاق اس کے بعد تیسرا شاہد بیان فرماتا ہے جس میں یہاں آنے والوں کو کسی قدر غائب کیا ہے نہ کسی کے پاس جا رہے ہو مگر کچھ کہنے کے باوجود اقبال ہوا لڑائی خدا نخواستہ جی فوجیں و ریلوے تحفظ کو۔ کہ ان سے تم کو روز ملن پر یہ یاد دینا۔ توئی ملک نہیں کہ جہاں ہوا! حضرت آدم علیہ السلام نے جو قوموں میں حضرت آدم علیہ السلام کی سنس دن پھر میں جمیل تھی۔ یہ حرکت اتنی بڑی تھا کہ ہے پھر جس نے چلایا یا وہی قوم کو صحت کرانے یا اس کا روز جمع کر لے گا۔

واضح ہو کہ یہ دلائل محض دعویت و شہادت کے لئے تھے تاکہ وہ آزمائش صحیح بھی جائے جس کا دل سب سے بڑا تھا۔ یہاں تک کہ یہ دلائل محض دعویت و شہادت کے لئے تھے تاکہ وہ آزمائش صحیح بھی جائے جس کا دل سب سے بڑا تھا۔ یہاں تک کہ یہ دلائل محض دعویت و شہادت کے لئے تھے تاکہ وہ آزمائش صحیح بھی جائے جس کا دل سب سے بڑا تھا۔

کوئی ضروری نہیں ہاں اس کاظم ضروری ہے جو خیر کے لیے کافی ہے اور جو حاصل ہے خود اس کا بھی کمال یقین ہے مگر جب دولت آئے گا کہ میں کا کوئی تعین نہیں جانتے کب آجائے تو کہاں روگا۔

[illegible]

معادۃ الصغیریت کا وقت بھی ہر وقت ہوتا ہے خصوصاً اس کا کوئی عداوت نہ ہو سکے جب دوسرے آقا معلوم ہو جاتا ہے تو ہوش و حواس باقی نہیں رہتے اور دل و تکلیف، صیبت و دھشت کا آواز چرے پر ایسے نمایاں ہوتے ہیں کہ چہرہ مگلا جاتا ہے۔ جب ایسی صغیریت آئے والی ہو اور اس کے آئے میں کچھ بھی نہ ہو تو اس سے بے خبر نہ رہتے۔ ذی کرہ کی کئی شکایات اور کئی دلی بے خبری ہے۔

ان آیات میں مسندِ حشر کی ہونا تک کیفیت بیان کی تھی جو رسالت کا ایک مقصدِ اعظم ہے جس لیے کہ یہی انسان کے فہم الٰہی خیالات کو بہت کرنے والی چیز ہے۔

فقار کا دُعا: خیر خصلی کا قافیہ وقت ممکن ہے کہ آسمانِ زمیں جتنی ہے عالمِ آسمانی کا جو کرم عالمِ خلقی ظہور کرے گا اور وہاں اس عالم کی ہر چیز اپنا مناسب صورتوں میں ظاہر ہوگی اور ہر مادی مادہ خدا تعالیٰ کے پاؤں حاضر کئے جائیں گے، جزا اور سزا کے لیے اور میں نے ازا ہے اس جہان میں آنے کا جس کو پہلے لیبو کہہ ایک کہ احسن عیلا میں بیان فرمایا تھا کرم نے کئے جو بھی خدا کے پاس اور اور جزا اور سزا کے لیے حاضر کیا جاتی ہیں اور اس کو قیامت مغربی کہتے ہیں اور یہی سچا قول ہے۔ من مات فعدہ مت قیامت کہ جو مر گیا اس کی قیامت پر پڑا ہوگی۔ یہ قیامت کبریٰ کا روز اور ہے اور یہی مسجد بھی کہی ہے تاکہ نظامِ عالم میں خلل نہ آئے اور نہ رک جہودت و مشرکیت ہے اور یہی کفر و غی و طغیانی ہے اور یہی کوئی آسمانی حادثہ یا یکہ یا پڑا ہے کہ جس سے ہزاروں لاکھوں بیکار کی ملک و دم میں کٹ جاتے ہیں۔ ان باتوں کی طرف بھی وجہ بحث و در میں حاضر تھا کہ اگر مشرک کی قوت ظہور اور عملہ دونوں خراب ہو چکی تھیں وہ اس کی بابت بھی وقت کی نہیں پوچھتے تھے کہ وہ حادثہ کسی کو ہر محض خدا کی طرف سے اپنے کفر و ارتداد پرستی کی سزا بھی سمجھیں اب آئے گا یہ بڑا آسمانی حادثہ جو ملے گا۔ اس عالم میں مسلمانوں کے حالات پہلے گزر چکے جن کے آثار و نشانات سے اسے پتہ چلتا ہے کہ وہ گزر رہے ہیں۔ مگر ان کی باجمہ سوال کرنا کہ وہ کب ہوں گے بڑی بیوقوفانہ بات ہے جس کا جواب بھی ہے۔ پس اس کو سامنے آتے دیکھیں گے قوسہ گز جائیں گے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنِ أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمَنَا، فَمَنْ يُجِزِلِ الْكَافِرِينَ

مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ أَمَّنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۝

فَسْتَعْمَلُونَ مِمَّنْ هُوَ فِي صَلَاتٍ مُبِينٍ ﴿٥٠﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ

مَا أَؤْتِيكُمْ غَوْرًا فَمَنِ يَأْتِيكُمْ بِسَاءٍ مَعِينٍ ﴿٦٠﴾

کہ: محلہ کچھوڑ کی رائے نہ تھی۔ یہاں تو اہل حق و باطل پرستی کے ایک گروہ کی رائے تھی۔ ان کے گروں کا کہنا تھا کہ: یہاں تو اہل حق و باطل پرستی کے ایک گروہ کی رائے تھی۔ ان کے گروں کا کہنا تھا کہ: یہاں تو اہل حق و باطل پرستی کے ایک گروہ کی رائے تھی۔

[illegible]

بائیں دھند کا ستہ، چائیں کی اور کاکیاں کھینچی ہیں۔ بعض کہتے ہیں میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورہ کی آیات میں انجیل جو دونوں ہے جیسا کہ بلاغاً لفظاً اور اول خطاً کو یہ ہے جس پر کہ۔ پہلی اہم کی روایف ہوگی۔ ان سب سورتوں میں قون حروف میں سے ایک حرف کجی مراد ہوگا۔ بعض کہتے ہیں سون سے مراد مچھلی ہے۔ بحر بعض کہتے ہیں دو مچھلی کہ جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو قعر پر تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مچھلی جس کی پشت پر زمین ہے جس کا نام رکھتو یا جوت ہے۔ بحر اس کی تحصیل میں ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ جب خدا نے آسمان اور زمین اور عرش سے فرشتہ بھیج جس نے زمین کو اپنے سوا حصوں پر اور لیا مگر فرشتہ کے پاؤں نکلے کی جگہ زخمی خدا نے دیکھ کر اٹھ بیجا جس کے پاؤں جس پر زمین سے اور چائیں پر پاؤں تھے۔ نکل کے کہاں پر زمین کی چوکی مچھلی اس پر فرشتہ نے پاؤں رکھے مگر بحر نکل کے پاؤں نکلنے کی جگہ نہ تھا۔ نہ لیے یکے پر بحر پیدا کیا جس پر وہ نکل اٹھا اور عرش نے سینک زمین میں سے پر نکل آئے ہیں دونوں کے تختے سمندر میں رہے۔ جب اس کو لینا ہے تو سمندر کا پانی زیادہ مر جائے گا۔ کتب بھی یہ ہے کہ جب ہم مچھلیاں پھونچنے کو پانی میں ڈالتے ہیں۔ پانی ہڈی ہڈی ہڈی کے سانس سے بڑھتا رہتا ہے۔ اور وہ بحر جس پر نکل کھڑا ہے ایک مچھلی پر ہے جس کا یہاں ذکر ہے اور وہ مچھلی پانی پر ہے اور پانی ہوا پر ہے جس سے شاد ہے۔ چنانچہ بیضا ہوا پر ہے۔ پھر اس مچھلی اور نکل کی روایت بجانب وغیراب روایات مذکور ہیں۔ یہ روایت ابن اسیر، راجعین حمید اور حاتم مروی ہے کہ میں اور تباہ و سد کی روایت کل و مرہ و ہوائی، عطا فراس کی کہی وغیرہ سے بھی منظور ہیں۔ یہ روایات مختلف تھیں مگر نزدیک ہے اصل میں اس لیے لکھا ہے کہ ان روایات کو اپنی کتابوں میں لکھیں۔ اس میں غریب و معومات نہیں آئے۔

شب اس علیہ السلام میں گونڈی کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت علیؑ جو قریب مسیح و علیہ السلام حضرت علیؑ غیہ و سمری بابت کہ جس نے علیؑ کا کتاب و حجاب و
سلاخون میں آپ صبح ذکر ہے۔ کہ کہ "اللہ و سمری جو کہ وہی آتی اور وہاں کے جلال ہے کہ تمہارے علم کا کیا۔" ۱۰۱

[illegible]

انہ سے پہلے آپ کو نہ تھی۔ وَلَئِكَ فَضَّلَ اللَّهُ بِنُصْرَتِهِ آلَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ کوئی خوش نصیب نہ تھا۔ جب کسی نے لایا تو آپ نے یہ فرمایا، بلکہ یعنی ماضیہ میں جو ہر کسی کو بار بار گالی دی، نہ وقت کا ہی سے جیسا کہ میں نے اس سے پہلے کہتے ہیں کہ وہی جیسا کہ میں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کام کے کرنے پر نہ فرمایا کہ کیوں کیا اور نہ کرنے پر نہ فرمایا کہ کیا کیا نہ کیا؟ کتبہ شام اور یرشلم سے زیادہ آپ کے مکارم اخلاق ذکر ہیں۔

آج کل بھٹو، بڑی اور قس کوئی اور ہے جاوے گی اور اسی کا نام ملحق رکھا ہے۔ السورۃ
فائدہ: علی کا لقب استقلال کے لیے عرب میں مشتق ہوتا ہے۔ علی حلقی کہنے میں یہ اشارہ ہے کہ آپ ان اخلاق عہدہ پر مادی اور غائب ہیں اور عظیم کے لفظ نے اور بھی معنی میں وسعت پیدا کر دی کہ علی کے لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلے انبیاء عظیم السلام کے اقتداء و اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ قَوْلُهُ اُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ الْكَافِرُ الَّذِي يَرِىْ مَا يَفْعَلُ النَّاسُ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ كَافِرٌ۔ اور یہ ظاہر کہ معرفت الہی اور احکام شریع میں یہ افتدائیں تو لاخلاق ان کے اخلاق میں قدامت نہ ہو جو ہر ایک نبی علیہ السلام کے اخلاق تھے ان سب کا مجموعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں قائم ہوا اس لیے آپ کا خلق عظیم تھا۔ نبی خوب کہا ہے خسرو نہ۔ ویرس نے

انچ خوبیاں ہم داندہ قرتھا داری
یہ تین باقی تین چیزوں کی قسم تھا کہ جان فرما میں نے ہر ایک کو اور سی۔ سے سب سے بہتر ہے اور پھر ہر ایک کو ہر ایک چیز سے کہ جس کی قسم کھائی ہے جب نہ سب سے بہتر ہے اور مجموعہ مجموعہ سے مناسب ہے۔ یہ کمال بلاغت ہے۔ اور لطف ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں۔ انہی جدا جدا بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی انہی ہیں اور مجموعہ مرکب اور ترکیب جس کی اکثر اراہاں صافیہ پر چھوڑتا ہے۔

تشریح گوئی: اس پر ان کا طبع کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا پتہ دے دے وہ انسانی سے پورا طہیلاں والا ہے۔ یہ اور ایک تشریح گوئی کرتا ہے جس کو انہی کہنے بہت جلد منکوں سے دیکھ لیا۔ قَدْ اَفْضَحُوا مَعْصِيَتَهُمْ كَرَاهِيَةً (صلی اللہ علیہ وسلم) ابھی آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے کہ کیا دیکھ میں گئے بعض ملکہ کہتے ہیں وہی کی سزا جو وہ کہنے اور ایک قلیل عظیم سے فریق کو ملی جس کے لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کی تھی۔ بعض فرماتے ہیں، یہ غلبہ عزت کی طرف اشارہ ہے کہ مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ جس کو لکھا ہوا ہے کہ اسے توفیق۔ ہر دن کا منکوں سے بد مذہب جب یہ معنی لائے کہ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ تم میں سے کون حق ہے میں پڑا ہے۔ ایمان یا مشہور ہے چنانچہ چند برسوں کے بعد جب آقا کے مہمان اور بلند ہوا تو تمام عرب نے جان لیا کہ ہم مگر ان میں تھے حق منکر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا متنازعہ کرتے تھے۔ لوہے پاں اور غلام اور غلام اور بچے شریف اور ضعیف سب کی آنکھوں میں ان کی وہ چمکا ہوا۔ عزت پرستی اور ہر قسم کی بدکاری تھی ہندل اونگی۔ یہ کوئی تعزیری بات نہیں، کوئی شخص جو راصل خدا نے تعالیٰ کا فرستادہ ہو اور اس کو اپنے خیر یا ظن یا تخریب کا پورا پورا ممانہ ہو انہی جاہل بہت پرست منکر و بدکار تو کسی نسبت پر مبنی ہو سکتا ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے قوم کی انہی جلد کا پتہ دینے کا پورا اظہار فرمایا ہے۔ اس اجماع سے بڑھ کر دنیا میں کسی نبی نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا اس لیے اس کے جعفر خاں سے ملتا رہتا تھا اَنْظُرْ مَعِيَ خُذْ عَنِّي سَبِيْلًا فَاَوْفُواْ بَعْدَ مَا نَبُأْتُكُمْ۔ کہ حیرت آپ خوب جانتا ہے کہ کون ان کے دست سے بجا ہو اور کون مانتے پر ہے؟ جو گمراہ ہے اور گمراہی کو ہدایت جانتا ہے اس سے بڑھ کر کون دانت ہے اور بدایت پانے والے سے جو سچا دیا، پلاہ دیا ہے کون ٹھنڈ ہے؟ اس میں اشارہ ہے کہ وہی گمراہ ہیں اور وہی دوجانے ہیں۔ ان کے دوجانے ہونے کی گمراہی ہے اور آپ کے شخص کے عالمی ہونے کی دلیل ہدایت پر ہوتا ہے۔ یا وہی کہو کہ وہ بد اپنے آپ کو عاقل اور آپ کو بھلا نہ کہتے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ کس ہے کہ وہ ہدایت پر اور وہ گمراہی پر ہیں۔ اور امتیاز جو ہدایت اور گمراہی سے حاصل

مکمل اس سب کے درمیں ولید بن المغیرہؓ نے اپنی ذات ختم اس کی بزدلی پر کر دی جو دیات بات پر نہیں سمجھتا تھا۔ چنانچہ غور، نیک کاموں سے دو کئے والا بد مزاج سرکش خراج تھا۔ والد اور داد کا بڑا محنت تھا۔ وہ اپنی دولت اور ریاست کے کشمکش میں حضرت علیؓ اور مسلمانوں کو حقیر سمجھتا تھا اور اپنی حکمرانی کی کوشش کرتا تھا کہ میرا کتنا مایہ امداد ملے گی نہ کریں۔ اس کو حیدر اعظمی سے باز آئے ہیں اس لیے بالخصوص اس کی اطاعت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کیا گیا۔ آپؐ فرمائی اس کی اطاعت کرنے والے نہیں سمجھتے تھے کہ کیا اہم دین اور اس کا نام نہیں لیا۔ اس کے اوصاف وہ پلید بیان کر دیتے تھے کہ لوگوں کو ایسے اوصاف سے نفرت ہو اور ترک کریں اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ ایسے اوصاف بہ نقص اس کا اثر نہیں کر سکتی کی کوئی اطاعت کرے۔ فقال لا تطیعوا کل حذاری کہ آپؐ بڑے بہت خشمی تھے اس لیے کہ ان کی نہ مایہ بات بات پر خشمی کھانا زالت کا وہ یہ ہو۔ ترکی دیکھیں۔ یہ۔ معین، دلیل عقلی کو یہی باتوں پر صحت ہوتا۔ خشمی کھانا بھل کر دیتا ہے جس سے اس کی پست ہستی اور بظاہر ثابت ہوتا ہے۔ اس کے سوا دوسری بات بھی ہو۔ ہمارے وطن کرنے والا لوگوں کو برا کہنے والا لوگوں کے حسب و نسب، اطاعت صورت یہ بات میں ہمارے کر کے کوئی کوئی دینے والا۔ مشاء بسمیہ چشما خور ایک کدو سے لڑا دینے والا۔ مناء للعبیر نیکے سے منع کرنے والا۔ اس میں کوئی اور دینے والا۔ اس میں سے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تو دھوکا کھا کھا ہند ٹروں گا۔ معتد، ظالم لوگوں کے حقوق کھنڈ کرنے والا۔ مذہب سے کام لیا، مادیت پر نگاہ دیا۔ انہم بدکار شراب پینے والا مذاہم ادا کرتے ہیں۔ عیسیٰ سرکش اولیٰ بد مزاج کسی کی بات خود پسندی سے نہ مانتے والا۔ بعد ھذا دن سب بیہوش کے بعد زیور ہذا کرنا۔ حرام کا نفع، بیشتر اخلاقی، رایل کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ اہلہ کا شمار اس کے بعد اس کے باپ نے کہا تھا کہ یہ میرے نفع سے ہے۔ حرامی اولاد میں خیر و برکت شجاعت و ہمت نہ ہوتی ہے۔ جنس والہاں ملک نے بیٹا دیکھ کر شرمش وال کر حرامی اولاد ڈھونڈنا۔ ان میں شجاعت و ہمت نہ ہوتی جتنی ہے نہ ریاست و سیاست کی فہمیت ہوتی ہے۔ مراد چھوڑنے کا کارکنین پرست۔ جو میں نے حدیث کا خزانہ بار بار دیکھا۔

نظری میں ضرور ایک نیک وادار ہوتا ہے۔ مادہ و صحت و دھرم بہ منائی کے طالبی حرامی ہونے کا بھی ایک اثر ضرور نکالتا ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ میں آچکا ہے۔ مذہم کے سنی قسمی نے شرع کے بھی بیان کئے ہیں۔ تحریر میں اس میں ایسا ہے نقل کرتے ہیں کہ اس کے مذہم ہونے کے یہ سکتی ہیں کہ اس کی کردت میں دینی قسمی جس سے وہ پچھلا جاتا تھا اور لغت میں زہر کے معنی زیادہ کے ہیں اور برکتی کے کان چر دھاتے ہیں اور دوسرے کرکٹ مارتے ہیں تو ان کو زہر و شائد کہتے ہیں۔ معاذ اللہ جس میں ان باتوں میں سے ایک بھی ہو وہ بھی کامل لغت ہے اس کی اطاعت کسی اچے جانیکہ اس میں اس قدر صیب ہوں۔ ان کلن ذلک و یسین۔ اس لیے کہ وہ ال اور انوں والا ہے مغرور اور غرمان ہوا۔ ہمارا اس حال ان پر یہ صفت پا کر شرع زاری نہیں کرتا۔ مگر انسانی علیہ یسینا قل ان یسین۔ جب اس کو داری آجیں مائی جوت ہیں کہ ان کے ساتھ اطاعت درست کرے۔ ہمارا خوف، جو غرور و دین کر یہ کہتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں کی کیا نیال ہیں، حکام الہی نہیں۔ اس لیے اس دھرم کے لیے اس میں ہی مائی سزا دی جائے گی کہ جس کے گرد و گرد کو سزا دے۔ وہ کہہ سنبھہ علی الخو طوبہ کہ ہمارا بھی اس کی تاک پر جوڑی اور ہے ذیل ہونے کے سبب ہاتھی کی سوز جیس ہے داغ اور نشان لگا دیں گے۔ چنانچہ ایسا عمل ہوا کہ بدر کی لڑائی میں کسی انصاری کی تلواری اس کی آگ پر چمکا گئے۔ کئے جس آگ میں پر چمکا گیا چھائی نہ ہوا ایک داغ ہو گیا اور افسانہ میں سخت نئی الفاظ کر میرا جہنم میں کیا۔

فواکھ: (۱) اس بد بخت۔ نہ نبی علیہ سلام ہو۔ چنانچہ کہ نہیں سے مقصود نبوت کا ابطال تھا۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو ہے واضح و اعلیٰ سے ثابت کی اور دلائل میں آپ کے اخلاقی صیہ اور اجر آخرت ثابت کر کے نہ صرف جنوں کی نئی کی بلکہ نبوت کی اور آپ کے خلقِ عظیم سے منہ بدمش اس بد بخت کے اس صیب جان فرمائے جس سے بالخاصہ اخلاقی صیہ کی شرع بھی

میں نے اپنے ہاتھوں سے سب کچھ کر دیا، لیکن وہاں خواتین کی توجہ بھی مل گئی۔ ان کے دل بھی ہل گئے۔

[illegible]

(۳) اس منظر کو دیکھ کر میں رات بے سہارا ہو گیا۔ کیا یہ ان کے تجویز پر نہ تھی؟ کیا یہ خود وہی مکان ہے جسے میں صرف مہینہ پہلے وہاں پہنچ کر دیکھ کر حیرت میں مبتلا ہو گیا تھا؟ یہاں تو اب وہی مکان تھا جسے میں نے پہلے سے دیکھا تھا۔

[illegible]

۱۰۸۱ اِنْ يَكُونُ مِنْكُمْ مِائَةٌ فَسُيْلَ فَيَكُونُ اَلْاَقْلَىٰ ۝۱۰۸۲
 ۱۰۸۳ اِنْ يَكُونُ مِنْكُمْ مِائَةٌ فَسُيْلَ فَيَكُونُ اَلْاَقْلَىٰ ۝۱۰۸۴
 ۱۰۸۵ اِنْ يَكُونُ مِنْكُمْ مِائَةٌ فَسُيْلَ فَيَكُونُ اَلْاَقْلَىٰ ۝۱۰۸۶
 ۱۰۸۷ اِنْ يَكُونُ مِنْكُمْ مِائَةٌ فَسُيْلَ فَيَكُونُ اَلْاَقْلَىٰ ۝۱۰۸۸
 ۱۰۸۹ اِنْ يَكُونُ مِنْكُمْ مِائَةٌ فَسُيْلَ فَيَكُونُ اَلْاَقْلَىٰ ۝۱۰۹۰
 ۱۰۹۱ اِنْ يَكُونُ مِنْكُمْ مِائَةٌ فَسُيْلَ فَيَكُونُ اَلْاَقْلَىٰ ۝۱۰۹۲
 ۱۰۹۳ اِنْ يَكُونُ مِنْكُمْ مِائَةٌ فَسُيْلَ فَيَكُونُ اَلْاَقْلَىٰ ۝۱۰۹۴
 ۱۰۹۵ اِنْ يَكُونُ مِنْكُمْ مِائَةٌ فَسُيْلَ فَيَكُونُ اَلْاَقْلَىٰ ۝۱۰۹۶
 ۱۰۹۷ اِنْ يَكُونُ مِنْكُمْ مِائَةٌ فَسُيْلَ فَيَكُونُ اَلْاَقْلَىٰ ۝۱۰۹۸
 ۱۰۹۹ اِنْ يَكُونُ مِنْكُمْ مِائَةٌ فَسُيْلَ فَيَكُونُ اَلْاَقْلَىٰ ۝۱۱۰۰

۱۹۷۵ء میں قاتل جمال نیکیہ ایل ٹی کے قریب حالت ہوشی اور دروازے نہ لٹکیں گے۔ ۱۰۵: ہفت میں ۲۰ جنوری میں کھینچا گیا تھا۔

ان تمام کئی نتیجے میں پہنچیں گے کہ ان تمام عجیب و غریب باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمیں بھی ایسی ہی کئی باتیں یاد کرنی چاہیے ہیں۔

اس لمح میں چھوٹے جیسے وہ کھڑا دنیا میں رہنے جاتے تھے اور وہ ان کی حالت میں تھے چھوٹے جیسے وہ کھڑا دنیا میں رہنے جاتے تھے۔

الہی طہر انصاف الی معتبر ہیں کہ نیت میں غیبت کا سامع مراد نہیں کیونکہ اس روزِ حیات و جد و جہد نہیں بلکہ قریب میں سے اعمال کا بدلہ دینا

بلکہ مراد یہ ہے کہ انسان کے اندر ایسا نیک و صالحہ خصلتیں ہوتی ہیں جو اس کے لیے نیک و صالحہ اعمال کی راہ ہوتی ہیں۔ اسی وقت خدا تعالیٰ اس کے لیے نیک و صالحہ اعمال کی راہ ہوتی ہیں۔ اسی وقت خدا تعالیٰ اس کے لیے نیک و صالحہ اعمال کی راہ ہوتی ہیں۔

بلاتے تھے جس آقا صاحب بجز نسبت کے اور کچھ نہیں، جو اسے اپنے پاس عرض کا دواقد۔ مگر کہانی اور حدیث میں جو مائتہ کا وقت تھا خدا تعالیٰ کے

تھیں جس لئے ہم لوگ بارہ تھے۔ تھیں نہ آج تھے اور نہ میں چور تھے۔ اب جو ماما اور بابا کی طرف آئی، خود اس کی طرف تھیں اور ماما اور بابا

و انہوں نے کی قدرت نہیں، بلکہ یہ ہم اہل ملکن کے مگر یہ جہان کا نعمت جو محمد بنی فک نہیں کہہ سکتے کہ ہم محمد بنی فک کے نہیں کہہ

جو: ہتھ میں دھریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیان میں دو غلط فہمیاں کرتے تھے اور آپ کو غلط فہمی میں آتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ اس سے

آپ کو کمال، ایمان کی برہمائی اور سرافرازی پہنچے۔ تمہیں ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و راحت۔ فقال منذر: واما یکتذب بعد

الحیثیت کو چھوڑ دیجئے اور اسے اپنی بات کو اختیار دے مانت لے لیں آپ تھوڑے کے غلام ذکر میں اس بات کو قبول فرمائیے۔ یہ سب سے حق و سچ ہے۔

۱۱۔ اعلیٰ تعلیم: مسلمانوں کو اعلیٰ تعلیم پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے ذریعہ ہی انسان کو اپنی زندگی میں بہتری حاصل ہو سکتی ہے۔

یہاں کے حالات سے دور سے دل کی طرف نظر کرنا کہتے ہیں۔ اتنے دیر غور نہ کرنا کہی، تو غریب ماحول و قہر افسانہ و رمانی تصور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا استمداد مانگتے ہیں۔۔۔ یہی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہر بندے کو عطا فرماتا ہے۔ ہر بندے کو اللہ تعالیٰ کے ہر بندے کو عطا فرماتا ہے۔ ہر بندے کو اللہ تعالیٰ کے ہر بندے کو عطا فرماتا ہے۔

تک نہ مٹتی ہوئے جہڑ ڈوب رہے، چراگاہیں، ابر بوجھ، ہلکا کھوت تو مٹانے، لوہا لٹکنی مصیبت تھے۔ سرگودھا، اٹک،

[illegible][illegible]

عزیز میری گرامی سلام کہو کہ اسی وقت کوئی نے کہا کہ وہ میرے پاس آئے اور مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

مجلس شورای اسلامی

الدرجہ امتحان کے لئے طلبہ کو درجہ اولیٰ میں داخلہ دیا جائے گا۔

(۱) اگر کسی کو اپنے دوستوں سے کچھ عیب ہو تو اسے ان کے ساتھ مل کر رہنا چاہیے۔

ان کے لئے کہ وہ ان کی زندگی میں ان کی تعلیم کو جاری رکھیں اور ان کی تعلیم کو جاری رکھیں۔

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا بَيْنَ أَيْمَانِهِ هَذِهِ وَأَيْمَانِ ذُو الْأُنْثَىٰ هَذِهِ ۚ فَيَقْبِضُوا عَلَىٰ الْأُتَادِ ۚ فَاحْمِلُوا الصُّلَابَ ۚ فَيُنْزِلُهُمْ فِي بِحَارٍ عَمَّا صَفَىٰ ۚ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ ظَالِمٌ ۚ

[illegible][illegible][illegible][illegible][illegible]

اکو سترین کثیر تقوٰتک پانہ خیرہ کے یہ بھی سنی بیان کرتے ہیں کہ وہ خیر اور نصیر مری کاہوں سے آپ کو بچنے تھے اور اس سے آپ کو مقام پر دستوال سے پہلا نہ پڑے تھے اور کام میں اس قسم کی خیر اور نصیر مری کاہ کو دینے والی، کھانے والی کہتے ہیں۔
 ایاہ لعم نظریاتی نظروا یکندہ صرعی ویکانہ کلشی سبے یرا رابا، یکتا ہے جیسا کہ مجھے کھانے کا یا کمرے کا ایک شرم میں یہ
 مضمون آیا ہے۔

بیتار صون نا التلوا فی موطی

نظر لیز۔ موطی الاقدار

اور میں نہیں دیکھتا، ایسے گل پر ایک شہر چڑھ ہے۔

نظروا الی یاعین محترہ

نظر القوس الی شفا لاجاز

(کبیر)

مگر اہل روایت کے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب کوہکنے دیکھا کہ آپ کی نبوت کے ابطال میں کوئی تدبیر کاہر نہ ہوئی تو نبی اسد کے قبیلے میں سے جنظرہ کے لڑکے میں مشہور تھا ایک شخص کو لائے جس کی نیچے میں بھی ملازمت اور وہ جب غنیمت روز بھوکا رہ کر کسی چیز کو کھا اور یہ لکھا تھا کہ وہ کیا خوب ہے تو اس میں فوراً اثر ہو جاتا تھا۔ اس کو بہت کچھ بھیج دی اور میں نے تمہیں روز کا کھانا دیا اور جہاں آپ قرآن مجید پڑھتے تھے وہاں گیا اور آپ کو دیکھ کر اسے یہ بتایا کہ وہ کیا خوب ہے اور میں نے آپ پر اس کا کچھ بھی مڑ نہیں ہوا اور اچھا نہ لے کر چلا گیا۔ ان آیات میں ہی قطع کی طرف اشارہ ہے۔

اب قابل بحث یہ بات ہے کہ آیا دراصل نظر میں کوئی ایسا اثر ہے کہ جس کو دیکھا جائے اس پر کوئی برا اثر پہنچے جس کو اس وقت میں کہتے ہیں؟ معتزل کہتے ہیں نہیں، اسی لیے کہ ایک جسم کا اثر دوسرے تک بغیر ملامت کے پہنچ بھی سکتا اور نظر میں یہ بات ہوتی نہیں۔ پھر عقل و ایم ہاں ہے جس کا اثر منہم و کسوں ہوتا ہے اور تو حیات کا اثر انسان پر محسوس ہوتا ہے لیکن بات ہے۔ شخص کا کل ہیں کہ اثر ہوتا ہے کہ عداوت نہایت اجسام کے تقاضوں میں بھی ایک نہ مہر ہے جس کو دوسرے تقاضوں قبول کر لیتے ہیں جس کی نظر میں صریح سمجھ رہے ہیں۔ وہاں اثر جسمانی اثر سے بڑے قوی ہوتے ہیں۔ درج طبابت کے تیار محلات آسمان ہیں۔ اور وہ ضعیف کا اثر وید علی غیبت ہوتا ہے۔ پھر اس اثر کی ہفت انگشت ہو کوئی کہتے ہے نظر کرنے والے کی آنکھ میں اجڑا نہ کچھ ہوتا ہے جس جو شعاع بھری کے ساتھ ٹک کر مری پر، اثر کرتے ہیں مگر یہ خلیک نہیں۔ اب تک کوئی طاعت نہیں ہوئی ہے۔ احادیث سے بھی ظہر یہ کا اثر ثابت ہوتا ہے۔ حضرت امام بصری بیضا فرماتے ہیں انہیں آیت وان یکذبا کا چڑھ کر دم کرنا بہت سرج اثر علانی ہے۔ اور جسم کی عمر بکا اثر پہنچا ہے جس کے ساتھ باؤں و اعضا و اعضاء کو پانی سے مرہض نظر کو تسلیم رہنا بھی عداوت ہے۔ لیکن ظہر دے کے اثر کی فی بھی لے کر آگ میں ڈالتے ہیں۔ لیکن سرنا مرہض آگ میں جھانکتے ہیں۔ ہلاکتی خیالات نے اس کو ازاد ترقی دیا ہے۔ پھر لیکن ظہر کے لیے نہ اثر دیتے ہیں، لیکن کمال کھاتے ہیں۔ لیکن یاد کیجئے کہاتے ہیں اور کیا کیا کرتے ہیں۔ جائز قوسوں میں بہت بظہر اس کا زیادہ پڑ چاہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَاقَةُ ۝ مَا الْحَاقَةُ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْحَاقَةُ ۝ كَذَبْتَ شَوْءٌ وَعَادُ

اب اس کا یہ کہ آپ ان کے سنگتوں اہل پہل پر ملاحظہ کر لیجئے۔ خود ان دوح آدم اور اخیوتینا کی برادری انہی اسرائیلی پر رہا۔ غیرہ شاہوں کا تسلیم میں منظور نہ ہو گئے۔ حضرت دنیال علیہ السلام بھی اس طرح کی قید میں رہا تھا۔ یہی نہیں نظر نہ کر آتی مجید سے بارہ بعدوں کو یاد دلانے کے لئے یہی قیدی تھے۔ اور اس سزا کو نہ کہنے میں جو کسی کے لئے نہیں تھی اور یہ انتقام الہی اخیر پر ہوتا ہے جہاں عذاب کی ہمت نہ انتقام کی فرصت ملتی ہے اور اس کے بعد عذاب سے رحمت ہو کہ عالم پر بارگاہ حقید خانہ ہے یہ قیامت کا تازیانہ اس میں ایک لوگ شامل نہیں ہوتے ان کو عذاب سے پاک ہر طور محفوظ ہے۔ کہتا ہے جس کی مہانت کا یہ خاصہ تھیں۔

سورۃ نون میں کہتا ہے کہ کواکب سے اڑا گیا تھا رباٹ اہل ان کا قصہ بھی وہاں آیا تھا ان کو نکلنے کے لئے کھولنا کھنڈت تھیں۔ جس کی کھنڈت کی سزا تھی کہ وہ انھیں صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کہتے تھے جیسا کہ صحابہ اہل بیت کی بدنامی میں ان کو قیدی کر کے کے کفار ان کے دلوں پر عذاب ہے مگر قیدی تھی ان کا جو رحمت میں کا قضا تھا اور وہ بھی صبر تھے تب خاطر میں آئے۔ اے تھے۔ اس کے بعد بھی وہ ایسے ہی سخت دل رہے اور ذمہ داری سے سخت عذاب آنے کے خوف نگہا ہوئے۔ ان سے اس سورۃ مبارکہ میں عذاب بیان فرماتا ہے جو پیشتر قیامت میں ہو گا کہ بھی غیرت الہی وہاں میں بھی نازل کر دیتی ہے اور یہی انہوں پر ہوا یہاں ساتھ نازل ہو۔ ان کی اس کے سطر واقعہ سے غور دیتا ہے۔

فَاللَّهُ الْغَفُورُ الْكَرِيمُ مَذْهَبُہ۔ یہ وہاں کے بعد کہ ان کو نکلنے کے لئے کھولنا کھنڈت تھیں۔ یہ وہاں کے عذاب سے نکلنے کے لئے آپ جیسا کہ کہتے ہیں ذرا ذرا کر نہ کر رہا ہے۔ مگر یہ کہتے ہیں عذاب سے مراد یہاں قیامت ہے۔ مگر اس کے فطرتی حق میں چند اقوال ہیں۔ اول یہ کہ حق یعنی ذات سے ہے مگر یہ کہ حق کے فطرتی میں یہاں عذاب ہوا ہے۔ ثانیہ۔ دوم یہ کہ رحمت ہے کہ جس میں سب رحمت معلوم ہو جائے گی اور بھی اقوال ہیں۔ وہاں ان میں غالب بالخصوص حضرت کی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بلکہ یہ غلبہ روحان کی حقیقت سے ہے جب واقعہ نہ تھے۔ اس لیے عذاب ان کہنا ہے یا نہیں اور کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں غالب ہوئی اور بھی عذاب کی کھنڈت جانتے تھے مگر یہ کہ حق کی ہے یہ ملاحظہ ہو جبکہ اس لیے آپ کی بہت عذاب عذاب کی بنا اور انہیں۔

فانکروا کئی عذاب ملے۔ یہ قیامت میں رہا۔ یہاں وہاں آپ سے بھی کھلی کھلی ہے۔ وہی باقی۔

اب اس کے بعد چند کھنڈت عذاب کے بیان فرماتا ہے۔ یہاں بھی فرماتا ہے کہ انہیں نازل ہوئی۔ ۱۔ امارہ و شہور کی بنا سے جو رب کے ملک میں ہوئی اور وہ ایک سو ترہ رات تھی جس کا کوئی عرب انکار نہیں کر سکتا تھا۔ ۲۔ قارون کا بیان تھا کہ کذب و کذب و عذاب و عذاب سے فرمادہ جو رب کے شاہ و غروب کے حصے میں آتی تھی۔ یہاں ان میں تھے جو کہ اب تک یادگار ہیں اور ان میں سلطان سے پہلے قوم ہلاک کرنے جو رحمت میں رہتے تھے قارون یعنی قیامت کو عذاب کر دیا۔ ۳۔ ان کی تمام باتوں کو بھی نہ کر کہ رحمت کی تکذیب ایک ایسا فعل ہے جو انسان کو دیکھ کر تمام امور سعادت سے روک دیتا ہے۔ اس لیے بالخصوص اس کا مل جل کر اور قوم کو ہلاک کر کے ان کو قربان کر کے انھیں موت اور عذاب سے نکلنے ہیں۔ ۴۔ قیامت بھی یہاں عذاب کا واقعہ ہے کہ ان کو اپنی زبان و رشت سے ہلاک کر کے ان کے اس کی ہولناکی عذاب یاد دلاتے ہے یہاں عذاب کے لفظ سے تعبیر کیا اور وہ قارون کا وہاں رات میں ایک روز نہ تھا بھی دیکھتے ہیں جو حکم قرآن ہے کہ وہ بھی عذاب دے رہے ہیں۔ بعض کہتے ہیں القدر سے مراد اس قیامت میں جو عذاب نازل ہوا اور عذاب سے روکنے والی اور دل کو ہلاک دینے والی تھی جس میں جو ان کے انجا و ہم السلام حضرت صالح و حضرت ہود علیہ السلام نے بیان

کہا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کا مال ہوتا۔ دوسرا مسئلہ سدا کا قیامت پر یا ہوگی اور وہاں یہ ہوگا۔ اس کے بعد آپ تیسرے مسئلہ نبوت کی ثابت کرتا ہے جس پر دونوں مسلمانوں کی بنیاد ہے۔ کسی لیے کہ پچھلے واقعات کو محسوس تھے مگر ان کو حال اسباب پر مبنی کرتے تھے۔ اس کے بعد قیامت کا واقعہ ہے جو آنکھوں سے غائب ہے اب زیادہ وارد و ارتقل پر رہا ہے اس لیے لنگر کا احکام ضرور ہوا۔ خطابی نے انکے ہندو مت پر کون و فساد کو ٹھیکر کون کہ میں قسم لگاؤں ان چیزوں کی کہ جن کو ہم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی جن کو ہم نہیں دیکھتے۔ مصر میں بننے اسباب میں متعدد اقوال بیان فرمائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں بعد متصوروں سے عربو عالم شہادۂ محسوسات آسمان و زمیں وغیرہ اور ملا متصوروں سے عالم روحانیت و عالم جن و ملائکہ۔ اب دونوں کو کراہت ہے چیریں آئیں، خالق و مخلوق و بنیادۂ خیرات اجسام اور ارواح انسانی و جنی خواہ باہر یا داخلہ۔ بعض کہتے ہیں امتہاں سے سر اور اوٹھا جو کشہ کر جن کے آثار اب تک تہجداری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ سو عدلا تصوروں سے مراد قیامت کا واقعہ جو نظر میں سے غائب ہے۔ بعض کہتے ہیں متصوروں سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو آثار کے سامنے تھے اور متصوروں سے مراد جو شکل علیہ السلام جو ان کو دکھائی نہیں دیتے تھے۔ قرآن شریف کے آیتوں میں بھی دو ایسے ہیں۔ اس لیے ان کی قسم لگا کر جو فائدہ کے ذریعہ محرم تھے۔ یہ بیان فرماتا ہے کہ لعل رسول کیو۔ بعض مصر میں کہتے ہیں ملائکہ میں ملائکہ کے لیے ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کہ مجھے ان چیزوں کی قسم لگانے کی حاجت نہیں کسی لیے کہ بات ذریعہ وہ دیکھ لکھ لعل ملائکہ کہ یہ قرآن کریم کا قول ہے۔ رسول کریم سے یہاں مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو کافر شرعاً دیکھ کر کہتے تھے جو برکت کے لیے کہ ان کی نسبت وہ یہ نہیں کہتے چنانچہ سورہ اذالہ الحس کورت میں لعل لعل رسول کیو۔ سر اور جو برکت علیہ السلام ہیں۔ کسی کہتے کہ اس کے بعد ہے وہ مافوق بقول شیطان رچیو کا جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لگ کریم کا کام ہے نہ شیطان و دجیم کا۔ اسی طرح اس کو کفر مانا ہے وہ مافوق بقول شاعر کہ یہ شاعر کا کام نہیں جیسا کہ اب بھی کہتا ہے۔ کسی کے کہ لعل تو شعراء کو وزن و بحر لازم ہے اور قرآن مجید میں یہ بات نہیں۔ دوام شعراء تجربا سے بے اصل مبالغہ و کفر۔ یہی قرآن مجید میں۔ بالکل نہیں بلکہ قرآن میں حق تعالیٰ و معارف بدلائل ثابت کئے گئے ہیں۔ دونوں حکاموں میں بدین فرق ہے لیکن قیام قیامت میں نہایت کم بہت کم سامنے جو چھ رت دھری کر رہے ہو۔ وہ بقول کتبوں اور نہ یہ کسی کو دین کا کام ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ہے۔

کاکن عرب میں ان کو کہتے تھے نڈھ جنہ اور چلیپوں کی نڈھوں کا کیا کرتے تھے اور کبھی اردو لاج غریب ان پر مسلط ہو کر عالم محسوس کے واقعات مقلی اور سنگ عمارت میں بیان کیا کرتے تھے کہ کلاں مسافر غلام منزل پر ہے۔ اس وقت یہ کہہ رہا ہے یا کلاں شخص کا مہل چور ہو کر کلاں چوک لگ گیا ہے۔ اور دیگر ملک جیسا کہ سندھستان میں پھل لوگ بھتیوں اور غریب کنڈوڑ سے انکا یا تمہیں بتا کر کرتے ہیں۔ کوئی شیخ سودا سے پوچھا کرتا ہے کسی کے سر پر ہوا آتے ہیں، کسی کے سر پر خلی خان، کسی کے گھیرد، کسی کے چوہاں۔

قرآن مجید میں اور ایسے کام میں بہت بڑا فرق ہے۔ کوئی تو ایسے لوگ مکارم اخلاق، اصلاح معاش و معاہدے کو زمین کی تعلیم کیا جائیں۔ جن کو عالم آخرت کے اعمال سے خبر نہ واقعات پر غرضی کی گنج صحیح خبر نہ شروع کو نہ دھوکے والے علوم نہ حکام اخلاق کی تعلیم پر غلط فہمی کے قرآن مجید میں یہ سب باتیں ہیں۔ وہم وہ بھوت و جنات پانی نہ خود فانی کا تکیہ کرتے ہیں اور تو جس انسان پر خدا ہوتے ہیں۔ پر غلط فہمی اس کے قرآن مجید میں ان باتوں کی برائی اور بہت بڑی اور ان خباثت کی نہ مت ہے بلکہ پانی خباثت پانی برائی آپ کے ہیں اور انہی کو روکنے کے لیے اللہ عزوجل نے ان کو روکنے کے لیے جو حکم دیے ہیں۔

بعض مسرین کہتے ہیں کہ ایمان لاتے ہو، انکم کہتے ہو کہ سنی ہیں، یہ بالکل نہیں لائے، یہ بالکل نہیں سمجھتے کس لیے کہ عبادا ہے، جب کوئی نہیں آتا تو اس کو کہتے ہیں تم آتے ہو۔ اسی طرح عرب کا یہ عبادا ہے۔

اب ایک بات یہ باتی رہ گئی کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جیسا کہ آپ ہی فرماتا ہے: **تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ** کہ یہ رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔ لہذا وہ اپنے ظہری کی شان خود بیان کر دیتا ہے۔ شہادت پرستوں، علمائوں کا کلام دیکھ کر یہ ہے۔ بادشاہوں کے کلام میں شان و شوکت نمایاں ہوتی ہے۔ عیسویں کے کلام میں حکمت کے افروز چٹکا کرتے ہیں۔ اب قرآن کا شان و اعزاز دیکھ دیتا ہے کہ یہ رب العالمین کا کلام ہے۔ فرقہ مہر ملک کے لوگوں کو اس شان و بویہ سے ماسور کرتا ہے۔ بلافاصلہ شریف خاندانی دور رسندی پر ایک کو انہیں بزرگی بھرے انصاف سے معذرت کا وعدہ اور سزا کی خبر دیتا ہے۔ پھر جب یہ اہل کلام ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جبریل علیہ السلام کا کلام کیونکر کہہ دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اضافات کے لیے اولیٰ الایمان اور تھوڑا سا حلاق بھی کافی ہوتا ہے۔ خود بادشاہوں کو کہہ دیا کرتا ہے، تم اپنے ملک میں ایسا کرو، اپنے گھوڑوں کو یوں، کھانا کھاؤ، اور گھوڑے بادشاہ کے ہوتے ہیں۔ قرآن مجید و اس کلام الہی ہے مگر ہام حکومت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کے لیے جبریل علیہ السلام واسطہ ہیں۔ لہذا ان کا کلام کہہ دینا ٹھیک ہے۔ وہی اپنی زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے اسات کو سناتے ہیں اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام کہہ دینا ٹھیک ہے یا نہیں۔

ایک خبر پڑھا ہو سکتی تھا کہ مکس ہے رسول الہی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ ہاں وہ اس کا وصف کرتا ہے: **وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقْبَالِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ** اگر وہ ہم پر اپنی طرف سے کوئی بات بھی کہتا تو ہم اس کا ہاتھ پکڑ کر لے لیتے۔ عرب میں دستور تھا کہ جب غلام کو کھل کر دے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے کہ وہ نہ کہہ کر سکے۔ اس کی گردن لاد دیتے تھے۔ اس طریقے کے موافق رسول کی نسبت کلام کیا گیا۔ (ابن جریر) قرآن وہی خوب و بد و جان کہتے ہیں یحییٰ کے معنی ہیں قوت کے یعنی میں اس کو مضبوطی سے پکڑ کر کھینچتا ہوں۔ **لَا تَقُولُ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ يَوْمَ الْيَوْمِ** کہہ دیتے ہیں کہ جاکر دیتے۔ وہاں گردن لاد دیا تو وہ نکلتا۔ وہیں ان میں اس کا علاج کہتے ہیں کہ وہ دل کی رگ ہے۔ بعض کہتے ہیں شاد و گمراہ ہے جو گردن میں لٹا رہا ہے۔ عظیم کے قریب اس کے کٹ جانے سے آدمی کا جسم سبک خداوند کے جتن اُٹھ چکا ہے۔ پھر تم سے کوئی بھی اس کو پہچان نہ سکے۔ خدا صمد ہے کیا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی طرف سے کہہ دیتے اور ہماری طرف منسوب کرتے جیسا کہ مگر میں نبوت کا شہر ہے تو ہم اپنے قدیم قانون کے موافق جس کا حکم سے تو یہ بات میں آگئی ذکر کیا ہے ضرور ہلاک کر دیتے۔ اگر میرے ہونے چاہتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دوسری دلیل یہ آیت اور دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لیے ہے جس کی طرف توجہ میں ادا ہے۔ یہ توجہ مفسر امت کے افکار و رویہ باب میں ہے۔ **فَلْيَنْصَرِفْ** یعنی وہی جو انکی حکمتی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا اور مسموہوں کے نام سے کہے تو وہی نہیں کیا جائے۔ زیادتی بادشاہان میں اس کا حکم ہٹا ہی جاتی جس کرنے والے یا جو نے دعویٰ کو نظر انعام ملکیت نہیں چھوڑتے تو مگر خداوند عالم ہند کے باب میں جو نے دعویٰ کو کب سلامت چھوڑتے اور اس کو سر جڑ ہی ہونے دیجئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انھما ہند کے بعد سر سبز ہوتے تھے روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ ان کے حلقہ کے بعد میں عرب۔ کہہ دیتے ہیں سے نکل کر مشرق و مغرب میں کسی شان و شوکت اور آہائی پرست کے ساتھ اسلام پھیلا اور اہل دشمنی قوسوں پر سایہ آگیاں ہوا۔ اور جس نے اس کو پس پا، بہت جلد وہ خود وہاں کی زبان سے کہہ دیا: **إِنَّا أَتَيْنَا مِنْ خِطِّ الْمَدِينِ** کہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ قرآن پر سبز گاروی ادا اس لوگوں کے لیے صحبت و ہند ہے۔ اس میں کہ نہ ہمارا شاعری اور شہر کی کوئی بات ہے۔

جو تو میں سخت دشمن اور دشمنوں میں پھر جو وہ جنت پلے کا پست ہو گئیں۔ سبذ و ہذا پرست و باخدا و حق و نور و ہدیٰ، یعنی، اور فاعلہم، و لہم سلمہ میں جسکے ان کے نے اس چند ہمارے کو اور کون کی کتاب تھی؟ تو وہی دیر کے لیے عرب کے لیے اس کی جاہلیت کی پر نیچے۔ اس کے

فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَبُذِّلَ مُهْطِعِينَ ۝ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ
عِزِينَ ۝ أَطِيعُوا كُلَّ أَمْرٍ فَهُمْ أَنْ يَدْخُلَ جَنَّةُ نَعِيمٍ ۝ كَلَّا إِنَّا
خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْبُدُونَ ۝ فَلَا أَقْبَمُ رَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِنَّا لَنَقِيرُونَ ۝
عَلَى أَنْ تُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝ فَذَرْنَهُمْ يَخُوضُوا
وَيَلْعَبُوا حَتَّى يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝ يَوْمَ يُخْرِجُونَ مِنَ
الْأَجْدَاثِ سِرَاجًا كَانَتْهُمْ إِلَى نَصَبٍ يُوقِضُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ
تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۝ ذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝

یہاں کہوں تو کیا جواب کی ضرورت ہے۔ چنانچہ میں دیکھوں کہ یہی (جانب) ہے پرانہ جسے تم نے کہا تھا کہ یہ ایک جگہ ہے۔ اور
نہت سے بائیں میں، اسی لیے اسے کہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس جگہ سے لایا جائے کہ جس کی جگہ میں ہمیشہ میں مشرق اور مغربوں سے
اس کی طرف سے ہیں (مثلاً وہاں کی آفتاب سے) جس میں وہاں کہیں۔ اس کے بعد میں دیکھوں کہ یہی (جانب) ہے پرانہ جسے تم نے کہا تھا کہ یہ ایک جگہ ہے۔
یہ ایک جگہ ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ جس میں ان کے بعد میں سے کہیں۔ اس کے بعد میں دیکھوں کہ یہی (جانب) ہے پرانہ جسے تم نے کہا تھا کہ یہ ایک جگہ ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔

ترکیب: مہطعین، اس کے معنی: ہلکے، کمزور، عاجز۔ اور وہاں کہیں۔ اس کے بعد میں دیکھوں کہ یہی (جانب) ہے پرانہ جسے تم نے کہا تھا کہ یہ ایک جگہ ہے۔
اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔

تفسیر: اہل بیت کا اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔
یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔ یہاں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب ہے۔

نہیں جڑ سے پیدا کیا ہے وہ بھی جانتے ہیں یعنی تم سے جو نہایت فقیر ہے۔ بھرا اس عالم قدس میں ہزاروں کے کہ اس دنیا کی کئی تار بہیمہ
قوائے روحانیہ و فکریہ کو ایمان و احوال صالحہ سے علاء سے کر دے۔ اس طرح سے جا سکتا ہے۔ انہی کثیرا کی فقیر میں وہ آیات کے وں حور
سے ملتی بیان کرتے ہیں کہ ان کفار کو کیا ہو گیا جو ہمیں نے جہنمیں میرے پاس سے مخلوقات کو دیکر کہا کہ جہنم سے چلے جاتے ہیں خود انہیں
فقیر نے اور ان کا کہیں سنتے جیسا کہ ایک جگہ فرمایا ہے: *تَعْلَمُونَ عَنِ الذِّكْرِ شَيْءًا مِّنْ دُونِ مَا يُنْزِلُ فِيهِ مِن تِلْكَ لَئِي يَكْفِرَ لَكُم مِّنْ ذُنُوبِكُمْ*۔ اور پھر اس کی تائید میں حضرت جبریل علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے۔ حق ہے انسان گندہ جب تک ایمان اور حسن صالح سے دور نہایت اور پاکیزگی
مائل نہ کرے بعض مال دنیاوی محنت و مشرت کی وجہ سے اس عالم قدس تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہ پاک جگہ پاکوں کے قریب نہیں۔ امام احمد
ابن حنبلہ و شیخ ابی یوسف وغیرہ محدثین سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت *عَمَّا لَدُنَّ الْمَلِئِکِیْنِ اِذَا مَعَاہِدُہُمْ عَلٰی سَکَرٍ* پڑھی پھر اپنے ہاتھ پر
تھوک کر اس پر ہاتھ لگایا اور فرمایا کہ ان فرشتوں نے اسے ایمان آدم کیا تو مجھے عاجز کر دے وہ نہ لاکر میں نے تجھے انہی چیز سے پیدا کیا یہاں تک
کہ تیرے ہاتھ پاؤں بالائے تو کچھ سے بہن کر بھر نہ لگا۔ زمین کا ایک دوڑ تجھے بند ہوتا ہے۔ صبح کرنا تاکھنا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تجھے
میں رہا کیا تو کہنے کا مجھے سہوہ دینے کی سہلت دی جائے۔ فسان نسب و دل عارضی چیز کا کیا فخر کرتا ہے سب کی ایک اس ایک باپ ہے۔
ایک حق غلط سے پیدا ہوا ہے۔ سب ایک راہ سے آئے ہیں۔ سب خاک ہو جائیں گے۔ میں میں شاد و کھوا سب برابر ہیں۔ اللہ کی یاد اور
اس کی تلقین سے جو صفائی حاصل ہوئی ہے بہت دور ایک امتیاز کی چیز ہے۔

کہ کے کفار حشر کے منکر تے اور محنت سرگئی کیا کرتے تھے اس لیے ان کو ستایا جاتا ہے۔ *فَلَا تَقْبِضُوا يَدَیْکُمْ فِی الْاَعْقَابِ*
وَاَنۡتَابِیْزُوۡنَ اٰیۡتِیۡکُمْ کو مطارق و مغارب کے رب کی یعنی اپنی ذات کی قسم کھاتے ہیں کہ ہم تم سے بجز لطف بڑے نہ کر دینے پر قادر
ہیں۔ ہم بدلہ دیتے ہیں اور اس سے عاجز نہیں ہم کو نجات کر کے اور آئندہ نہیں غمہ پیدا کر سکتے ہیں۔ اور جگہ بھی یہی معنی آتا ہے۔
فیستس اللہ بقوہ ارج بعض مفسرین کہتے ہیں۔ خدا نے تمہارے دوز میں و شغرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (ان پر کاروں کے ہلاک و
بر باد ہو جانے کے بعد) ایسی طلاق اور نیک قوم و طاق کی جو دنیا بھر میں واقعی پھیلانے کے لیے آمادہ ہو گئی اور خدا تعالیٰ کے وہی مرض
کے وہی عامل و یمن ہوئے۔ ان کو میں طریح اطلاق اور دینی مسکنیں ملیں گی اسی طرح ظاہری مسکنیں بھی مل جائیں گی جیسا کہ حضرت
برہما و علیہ السلام نے خبر دی تھی۔ اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نقلی اور ان کا چہاروں سے و کراماتی کا حکم دیتا ہے۔ *فَلَمَّا
فَقَدَیۡتُمْ فِیۡہِمْ حُجُوۡبَہُمُۃَ اٰیۡتِیۡکُمْ* دے دے یا ہر قسم کی بدکاری میں مچھنے دے۔ وہ بے پروا اور کھیلنے دے۔ اور ان کو مال و زان و
فرز و سب ایک کھیل و لاش ہے جو انسان کو اس کے منزل مقصود سے روکتا ہے یہاں تک کہ اپنے موجودوں کو پائیں یعنی قیامت کو اور
اس سے پہلے موت کو ہر قیامت کے دن قبروں سے زندہ ہو کر کچھ رب العالمین کی طرف اسی طرح دوڑے چلے آئیں گے جیسا کہ
کوئی شر و بد نہیں کرے ہوئے تک جلد جلد دوڑا ہے۔ یا یہ کہ جس طرح دنیا میں اپنے بھائی اور خدائی سببوں کی طرف دوڑتے
ہیں اسی طرح قبروں سے نکل کر میرا ہر مشر میں تنظیم تہ پر قیام رب العالمین کی طرف دوڑیں گے۔ انہیں شرمندگی کے مارے تین

مطابق مشرق کی پنج آفتاب نکلتے ہیں مگر ہر مغرب کی پنج آفتاب غروب ہونے کی جگہ مشرق اور مغرب کی گری اور سوائے کے سواں کے لے و
سے جو آفتاب و آمد و گاہ کا ہے مشرق اور مغرب کر سکتے ہیں۔ جائز ہے جس جانب کی طرف سے کسی شے کے قریب ہو کر آفتاب نکلا ہے
اسی طرح غروب ہوگا۔ سب پر مغرب تین ادب اور تین آیت ہے مگر ہر روز آفتاب کا ہوا غروب و لڑا جاتا ہے اس لیے حشر و مطہر ب کیے جاتے
ہیں۔ ان کا ایک جس کے حکم سے ہر روز اپنے رب و شادق و اللہ ب ہے جو کہ نہ رت دکھا ہے اس لیے رب اللہ تعالیٰ اللہ ب کی نعمت پر ہر روز قسم
کھا کر اپنی کائنات رت دکھا اور جفا ہے۔ چاہے جو کچھ ہو۔

ہم نے کرام فرماتے ہیں صرف زبان سے استغفر اللہ کہہ کافی نہیں بلکہ گناہوں سے باز رہنا اور اس سے باز رہنے کی کوشش کرنا اور مجاہدہ بخیر و طہارت سے استفادہ کرنا۔ دنیا میں اس کی یہ باتیں ہیں کہ خیرت شرا بہت ہے۔ کسی سے کہ طبع بہت کی شرا میں آیا ہے۔ وہ بلا سزا رہے۔ ہستفقروں کہ ہم نے کہتے تھا کہ سفاکی مانگا کرتے تھے اور اہم ویت لکھو بھی استفادہ کے بہت سے فوائد بیان ہوئے ہیں۔ لہٰذا اگر وہ بھی صریح استغفر اللہ العلی لا الہ الا اللہ ہو جائے تو بے لایہ حاکم سے۔ مگر وہ بے بد نصیب قوم نہیں بھی تو یہ طریق اسلام کا کہنا نہ جائز ہے۔ یاد رکھنا کہ صرف کلمات سے اللہ سے کہہ

مِنْهَا سُبُلًا فَبَاجِئًا ۝

[illegible]

نعمہ ارباب کا جو سے باہر دنیا کو چوک نہ کرنا ہی ہے۔

سوال: یہ کبھی کافروں پر اس کے گھرنے اور ان کیوں کے گھرنے کا کیا حکم ہے؟
جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ بعض کافروں پر ایسے ہوتے ہیں کہ نوح ان کی اصلی فطرت مسلم ہوتی ہے اس لیے کبھی وہ بھی
جنت چاہتے ہیں اور بوجہ عقارت کبھی فطرت کا نور ان پر غالب ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ خود کج فطرت نہ ہوتے ہیں بلکہ ان کے
نفس سے نکلے اور باخدا اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی اس کے قہم میں اور براہ فہمنی نہ کرنا ہے۔ یہ نفس اس سے کبھی نکلے اور باخدا اوصاف
بعض لوگوں پر اسے ایک فطرت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ فتنائے کفر سے یہ سمجھ میں سے ہلکے تر ہوتے
کرنا چاہتی ہے اس لیے اس کے غلطی سے جو کچھ وہاں ہوتا ہے اور وہ بھی۔ پانچ سو ہے اور وہ وہاں عمل خلی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس میں
سے دن اور دن میں سے رات اور رات میں سے ظلمت اور ظلمت میں سے نور زندہ ہے مرده اور مرده سے زندہ ہے اگر کہے۔ اور اس میں
رہیں میں بکرا اور انہیں کا غنیم کا زمین جانے الوقت العزیز۔

اس کے ساتھ ہی حضرت نوح علیہ السلام نے جب کبھی اپنے غلطی سے ہوتے، ان کے لیے تو اس کی شان کی کبریائی اور بے پناہی سے ڈرتے اور
خود پانی سے بھی اور کبھی ان کی شان کی شان سے ڈرتے اور اپنے اللہ میں سے لے لے دے کرتے گئے۔ رب انظر لی کہ کوئی مجھے بخشے۔ جو
کوئی بھرتے سے چوک ہو گئی ہے اس کا انتقام نہ لے لو لہذا اور سے۔ اس باب کو بھی اور اور برحق ہے کہ اس باب کے لیے دعا ہے
خیر کرے۔ پہلا آپ منظور ہو لے کہ اس کا سبب مودود آپ کے والدین میں مودود اور باخدا ہے۔ ولین داخل جہنم ہو گا اور۔ جو کوئی فتنان
کفر سے گھر میں آئے ہیں کبھی ہیں۔ کسی کے لیے کہ یہ حرم کی پناہ کی جڑ سے اور ان کے والدین میں۔ ولین داخل جہنم ہو گا اور۔ جو کوئی فتنان
مرد اور عورت ہوں کبھی ہیں۔ ان لوگوں کی زمانے میں ہوں سب کو سنا کر۔ ولین داخل جہنم ہو گا اور۔ جو کوئی فتنان
ہر بھرتے نہ لیں۔

فائدہ: حضرت نوح علیہ السلام نے تمام مومنوں کے لیے دعائے خیر کی۔ پھر جس طرح ان کی ہر وہ کلمہ کہ ہر پڑا کوئی نہ بھلا۔ مقبول ہو گئی
تو دعائے خیر کے مقبول ہونے میں کیا کام ہے لیکن مومن کا چاہیے۔ اور ان کا بڑا جباری دعائے خیر کے خیر کا بدلہ میں بھی یہ پانچوں
بہت مومن ہیں ان سے بھی دور ہے۔ وہ ان پر مولیٰ عزت خدا کی ہے کہ وہ ہے۔ اور ان میں کی مشقت۔ جو جس کے لیے لذت و مشق و آرام
میں فرق ہے اس لیے تکلیف دہ ہے۔ یہ کلمہ اور ترقی و طاعت میں قصور کرتا ہے۔ بندہ ان کے اعقاب، دو چہرہ نور زہرہ برادر ہیں جن
کی مدد پر بھولا ہوا ہے جن کی کوئی میں حکم خدا اور مولیٰ کو نہیں پشت ڈال دیتا ہے۔ اور ان کی اہم پر مہربان ہے۔ جو ان میں کامل و اسباب
ہے اس کو نہ تو وہ صدقات سے روک رہا ہے اور وہی ضرورت اس کی وہ وہ پڑا اور اس نے اور خدا۔ یہ فاضل ہے۔ اسے اس کا شیطانی
ہے جو جس دفعہ کے دلوں بازوں سے دفعہ ان کو آتا ہے اور نیک۔ یہ کی ہر وہ کلمہ کہ وہ ہے اور وہ اس اور ان کی لذت کا سہارا ہے کہ ان میں
ڈال کر ہر روز ہر صبح کے وقت اس کے کلمہ کہ خدا ہے اور چھٹا ہے۔ ان پانچوں میں سے ایک چھٹا چاہیے کہ وہ ان کا شہر ہو اور
حضرت نوح علیہ السلام کی دعائے خیر ہے۔

طوفان تمام دین پر آیا تھا کہ بعض جگہ: نعمہ انہیں بھی کتب ہیں کی طوفان تمام دیار یا قیام کس لیے کہ اس وقت دنیا میں
میں وہ دین کی کوئی گم اور معرفت تو یہ اسلام کی نسل کے وہ دین ہیں اور کوئی نہ۔ یہ ان میں رہی ہے۔ یہی ایک دلیل ہے۔ اور یہ حق ان
بجہ کی آیات میں ولین داخل جہنم ہو گا اور۔ جو جس کے لیے لذت و مشق و آرام میں فرق ہے اس لیے تکلیف دہ ہے۔ یہ کلمہ اور ترقی و طاعت میں قصور کرتا ہے۔ بندہ ان کے اعقاب، دو چہرہ نور زہرہ برادر ہیں جن
کی مدد پر بھولا ہوا ہے جن کی کوئی میں حکم خدا اور مولیٰ کو نہیں پشت ڈال دیتا ہے۔ اور ان کی اہم پر مہربان ہے۔ جو ان میں کامل و اسباب
ہے اس کو نہ تو وہ صدقات سے روک رہا ہے اور وہی ضرورت اس کی وہ وہ پڑا اور اس نے اور خدا۔ یہ فاضل ہے۔ اسے اس کا شیطانی
ہے جو جس دفعہ کے دلوں بازوں سے دفعہ ان کو آتا ہے اور نیک۔ یہ کی ہر وہ کلمہ کہ وہ ہے اور وہ اس اور ان کی لذت کا سہارا ہے کہ ان میں
ڈال کر ہر روز ہر صبح کے وقت اس کے کلمہ کہ خدا ہے اور چھٹا ہے۔ ان پانچوں میں سے ایک چھٹا چاہیے کہ وہ ان کا شہر ہو اور
حضرت نوح علیہ السلام کی دعائے خیر ہے۔

ایک گروہ پر مصائب و نباد و خیرت کا ازل سے مقرر ہے پھر اس کے بچاؤ کا اور اس کی بد حالت سے درست گارنٹی کا یہی قانون ہے کہ مَنُفُ لَمَنْ تَوَلَّوْا فَاُولَٰئِكَ نَعْتَدُ وَ اُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاكِبُونَ کہ جو ان سے ملے آیا اور اس کا تم پر ہوا ہو گیا تو اس نے دنیا و آخرت کے لیے ہر دستہ تلاش کر لیا اور ہر ایک صحیحہ سے بچنے کے لیے اس دنیا کا حکم قضا و محرو کیا۔ وَ اَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا اور جو جفا کار بدکار ہے ایمان خلاف سے افسوس و جزا کا پند میں نہیں ہے۔

فائدہ (۱): پہلے جو مَنُفُ الصَّالِحُونَ وَمَنَّا كُنْتُ ذَلِكُمْ کہ وہ اسلام سے پہلے کی حالت بیان کی تھیں اس لیے کہ اسلام سے پہلے بھی جنگ و جدوجہد تھی کیونکہ ظلم و بدکاری کی برائی عاقل عقل سے بھی دریافت کر سکتا ہے اور لطف پرکھالوں کے مقابلہ میں دونوں تک اتار دینا نہایت لافظ میں کر دیا کہ ان بدکاروں کی سرایت سے رنج نہ معلوم ہو۔ اب مَنُفُ الصَّالِحُونَ وَمَنَّا كُنْتُ ذَلِكُمْ کہ وہ نبوت کا ذکر ہے اور بدکاروں کی بدی جنم سے بچنے کے لیے صاف صاف بیان کرنے کی ضرورت پڑی۔

فائدہ (۲): قسط عدل بحر حبس اس کا استعمال ثانی مجرد سے ہو گا تو اس کے معنی علم کے ہوں گے اور حبس باب افعال میں آگیا کہ تو انصاف و عدل کے معنی پہنچاؤں گے اس لیے قسط عالم قسط عادل ہو گا۔

فائدہ (۳): یہاں تک ان جنوں کی گفتگو تمام ہوئی اب بدکاروں کے قصہ بیان نہیں فرمایا کہ قوم ایمان لائے یا نہیں۔ حادثہ ثابت ہے کہ لائے اور ان جملوں میں کفار کہہ کر تعریف ہے۔

وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَّاءً عَذًّا ۝ لِيُغَيِّثَهُمْ فِيهِ ۝ وَمَنْ يَمْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ ۚ وَانَّ الْمُسْجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ احَدًا ۝ ۚ وَانْتَهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لَبَدًّا ۝ ۚ

ہو بھی (یہی طرفہ ہی کیا گیا) کہ اگر وہ (اہل مکہ) سیدھے رست پر چلے تو ہمیں کوئی کی ریل جیل سے حیران کر دے تا کہ اس (مردمانی) میں ان کا احسان کریں اور جس نے اپنے رب کی راہ سے سر ہوا تو وہ اس کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا اور یہ بھی جی کی کہ کہیں وہ نہ دے۔ پھر اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارا اور یہ بھی کہ جب اللہ کا بندہ (مذہبی) اس کو پکارے گا کہ آؤ جہاد کرو گے اس پر شہد کرے گا۔

ترکیب : وان لو استقاموا على الطريقه لاسقينهم ماء عذدا ۝ لغيتهم فيه ۝ ومن يمرض عن ذكر ربه يسلكه عذابا صعدا ۝ وان المسجد لله فلا تدعوا مع الله احدا ۝ وانته لما قام عبد الله يدعوه كادوا يكونون عليه لبدا ۝

۱۔ اس لیے کہ جن جنوں کا تم جہاد سے باز رہا ہے ان کا یہ حال ہے کہ تم ان کے گھمنے پھرنے سے باز رہو اور ان کیوں بھی نہ کرے کہ تم کو اس میں بے ہوا اور ان کو پکارتے ہو اور پھر یہ بیان بھی ہے تو جسے کالیاس نہیں پہنچتا۔ ۱۰۰

تغیر چلی۔ ملو ملو۔ ۱۸۱۱ء۔ پارہ ۲۰۔ المیزان صفحہ ۱۰۰

پاک راکت کے بعد حصلاً ایک راکت اور ملا دیے۔ طاقی کرنے کے لیے درانی کوتر تھپکے میں۔ اس سے پورگیس پلا گیا۔ پورگیس کی ایک راکت بدلتا تھا۔ پورگیس ہے۔ مساحق کے بعد جس کی اور راکت چڑھا کر ذرا رایت جاتے تو پھر غلاموں کو چڑھا ئے اور کبھی کبھی طاقی تک برباد ہوا۔ چڑھتے رہتے تھے۔ تھوہ میں ہر ایک مسلم جو زید بن خالد غنی سے لڑتا ہے یہ تو راکت سج و ترکے ثابت ہوئی ہیں۔ اور اکثر صمدیہ پورگیس کی روایت میں جس کو کھڑی اور مسلم نے قتل کیا ہے یہ راکت بھی ثابت ہیں۔ اور کبھی کھڑے ہو کر کبھی چل کر کبھی نہ تھوہ چڑھتے تھے اور کبھی کھڑا کے وقت اللہ کر کوں تھوہ کرتے تھے۔ کوئی غلامی اور دھڑلہ نہیں تھی۔ کب غلام تھوہ میں رست، کیا کرتے تھے۔ اور قرآن مجید کبھی آواز نہ لگتی آہستہ پڑھتے تھے۔ اور کبھی تھوہ میں اور راکت اول جنوری تمام کرتے بعد کوٹوال اپنے۔ اور نہ میں اٹھنے سے پہلے بہت دعا میں پڑھتے تھے جو کتب حدیث میں مذکور ہیں۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۖ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنَ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخَذًا وَبِيلًا ۖ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۚ ۝ السَّمَاءُ مُنْقَطِرَةٌ بِهِ ۖ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۚ ۝ إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۚ

[illegible]

ترکیب : شہداء اصف لڑ سولا سپہ سالار لا بخش شدہ : وب قال ان من ہن و ہن مطر علی و صامہ بنی زانانہ لا تفر و یوما فاعول
تتقون فی کیف تنزلون یو وال لغز تم و کل مفعول کفو تنزل حمل الجملہ مفعول متبوعہ غیب و اصل فی ثمن شیبہ قسم و کسرت فیانہ و ہا
مستطربہ و ہا و سببہ و یکن ان کون یعنی فی۔ و اما قال مستطربہ ام یکر مستطربہ تہذیب اسما منزول الی وجہ ہر من مستطربہ کاس الفرو
اسما و ہر کوزہ نشت۔

[illegible]

[illegible]

اور فخر لیلی اچھے آئے جس کو ڈیڑے

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي الَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَ
طَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَنْ لَنْ
تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ أَنْ
سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَىٰ ۖ وَأَخْرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَلْتَمِعُونَ مِنْ
فَضْلِ اللَّهِ ۖ وَأُخْرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ
مِنْهُ ۖ وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاقْرَءُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا
تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ ۚ وَأَعْظَمَ أَجْرًا
وَأَسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

[illegible]

[illegible][illegible]

ذکرِ مہم جو کوئی قصور و غور نہ جائے تو معاف کیا جائے آخر کار ہمارے فضل پر مدار ہے۔

فائدہ: علماء اصول نے مافوق مذکورہ کتب میں اَلْعَزَّوَجَلَّ پر ایک: نجس بحث کی ہے وہ یہ کہ امام ابو حنیفہؒ کے نقطہ کو عام کر کے فرماتے ہیں نماز میں قرأت قرآن مطلقاً فرض ہے کوئی آیت اور کوئی سورہ اور چوتھ: سورہ بقرہ کی آیات آگیا ہے اور اصولاً اَلْعَزَّوَجَلَّ کتاب کی الحمد بغیر نماز میں لاس لیے الحمد کا پڑھنا اس کے ساتھ اور کوئی سورہ یا آیت مطلقاً جیسا کہ اور حدیث سے ثابت ہے بعد از جب اپنے فرض اور دونوں میں ایک باریک مافرق ہے۔ اور مثنوی میں لکھتے فرماتے ہیں کہ باتیس کے موم سے بقرینہ کا عادیعت ممکن سورہ فاتحہ مراد ہے اس لیے سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور ممکن باتیس میں القرآن ہے۔

فائدہ: اس سوردوشہ رسالت اور قیامت اور نیز توحید کا کامل ثبوت محجبِ ہر ایہ میں کیا گیا اور دارا آخرت میں کار آمدہ فنون کی پاکیزہ اور تعلیم بھی کردی کہ شبِ ہدیہ کی کردار چار صومہ خیرات دہو۔ مگر یہاں تاہم اہلکار ہاں ہیں خود مخالفوں کی ایذا صبر اور عقل کر دیکس لیے کہ دنیا کی حقیقت ہی محسوس ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ یہ دین دو دنیا میں پھیل کر رہے گا غرض ان کی شد زوری جیسے مونی حلیہ السلام کے مقابلہ میں کچھ نہ چلی ہی طریقہ کار عرب کی بھیج نہ ملے گی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۖ قُمْ فَأَنذِرْ ۚ وَرَبُّكَ فَكَبِيرٌ ۝ وَيُنَادِيكَ فَطَهُورٌ ۝ وَالرُّجُزُ

فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمَنَّ ثَمَنُكَ تَكْثُرُ ۝ وَلِيْرِكَ فَاصْبِرْ ۝

اے کُڑے میں لپٹے ہوئے، گھڑ سے تھوڑا سا تکانور ہے، وہ بکری کے جی جان ہو کر اپنے کُڑے کے ایک دھوکا دھکیل کر چل دیں اور کھڑا ہونے کے لیے غرض سے اصحاب سے کہتے ہیں: تم لو! اور اپنے غور سے کہتے ہیں: تم لو! اور اپنے غور سے کہتے ہیں: تم لو!

ترکیب - انھنکو مصر البحر ثر او غلبہ زہار فی ابدال الحماستہ وقرہ الجہود بالادغام - وقرہ ما یس فوق الصغار وقلعہ ما یلی الجہود وستر قوی علیہ السلام الاغیرہ شعار والنس ودارہ فاندو القاء فیہ فیما جسدہ لادقہ صغی الشرط کا کہہ جائیں کہ شی - فاندو وکیر - و قال انی حقی صغیر کک زید و غریب فی الخاوندہ وند وریک و شہاہت والجزء منسوب بخلل عمدہ وقت غمرہ و بعدہ سننیکہ و رفیع علی وصال و الجہود علی اند خراب الصغیر واند علی قدرہ لکلک وکل علی قدرہ ان ویدہ عمادہ

تفسیر : عارفِ مسلم غیر جانے نقل کیا ہے کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہا جب سے پہلے پایا اللہ شانِ ازل ہوئی اس پر تجلی ہوئی تھی۔
 نے کہا کہ لوگ جب سے لول و قمر کا ازل ہوا بیان کرتے ہیں۔ ابو سلمہ نے کہا میں نے بھی یہ بات جابر بن عبد اللہ رحمہ سے سنی تھی جس
 اس نے کہا میں آپ کو وہی بات سن چکا ہوں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنائی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے عمار بن یاسر کو یہی بات سننا
 کہ اتر آواز آتی تھی میں نے انہیں بائیں پیچھے دیکھا تو کچھ بھی نظر نہ آیا جب اوپر کوبرا اٹھا، اُتر دیکھا تو وہی فرشتہ جو مرا میں نظر آتا تھا یہاں کڑی پر
 بیٹھا دکھائی دیا، آسمان و زمین کے درمیان۔ اس سے مجھے دہشت معلوم ہوئی اور گھبرایا کہ یہ کب کدورتی ہوئی ہو، ازل و آخر کا کچھ
 ازل و آخر جب رحمت ازل ہوئی۔ **وَاُولَئِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ**۔

علاء نے احادیث میں خود کر کے فہم کروایا ہے کہ سب سے اول سورہ اقرہ نازل ہوئی۔ مکہ کی حالت تک اور پھر مدینہ میں آئی، پھر سورہ مدثر نازل ہوئی۔ اس کے بعد حزقہ لکھی گئی۔ حزقہ میں حزقہ نازل ۳۱ نے کے بعد مدثر نازل ہوئی۔ مگر یہ بالتحقیق ہے کہ یہ سورہ بھی مکہ میں

نازل ہوئی اور اس میں بھی روحی جوید وغیرہ کے مطالب ہیں۔

مناجبت اس سورہ کی سورہ عزرا سے یہ ہے کہ سورہ عزل میں اپنے آراء سے کرنے کا قہم تھا کہ رات کی نماز و تلاوت سے پہلے خود کمال ہو جاؤ اس کے بعد اس سورہ میں لوگوں کو کمال کرنے کا قہم دیا گیا۔ بقولہ فاعلموا کہ جس نے کمال نہ ہوں تو دوسروں کی تعجیل کا اندازہ وغیرہ سے بیڑ و اٹھا تو جانتیں اس کے سوا دونوں کے مطالب میں بھی بہت کچھ مناسبت ہے۔ وہاں ابتدا و پایا اہل منزل کے ساتھ تھی یہاں یا ایہ الذر کے ساتھ ہے اور دونوں کے معنی قریب قریب ہیں وہاں رات میں نماز و تلاوت کا قہم تھا یہاں اس کے شرائط پکڑے اور جسم کی پاکیزگی، کمالی ہاں اس کی قیامت کا درجہ کا اضافہ بیان کرتا ہوں کہ لڑکوں کو بڑھا کر دینے والا دینے والا ہے۔ یہاں اس کی نسبت فرمایا گیا **مَوْءَدٌ حَسْبُوهٖ مَلٰئِکَۃٌ مُّخَوِّضُوْنَ حَسْبُوهٖ نَارٌ** کہ وہ دن بڑا سخت ہے کہ آفریں پر آسمان ٹھکن وہاں قاتلہ میں تھلنے غفور و حیدر اس سے بخشش مانگی یہاں بھی خاتر میں ہے اہل التوحید و اہل المصلوٰۃ کا اس سے ڈرنا چاہیے اور وہ بخشش دلا ہے۔

فَقَالِ : یا علیہ الصلوٰۃ کہ اسے پکڑا اپنے ہوئے۔ شعاد اس پکڑے کو سمجھتے ہیں جو جسم سے ملا ہو اور اس کے قوم جو پکڑا ہوا اس کو تار کہتے ہیں اور ایسے پکڑے ناز سے ہوئے خود کہ تمام مشرین اس کے ظاہری معنی سراوی لیتے ہیں کہ آپ سرودی کی وجہ سے پکڑاؤڑھے ہوئے تھے اسی نام سے چارے سے پکڑا۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک باطنی پر سوسے ہوئے تھے کہ آپ نے چارے سے فرمایا تم ایسا کرنا۔

و چونکہ شراب اس پکڑے کوڑھنے کے چند جوہر ملائے جان فرمائے ہیں۔ (۱) غرض کہ کوکچہ کوکچہ کھوت ہوئی تھی اور اس سے سر دی معلوم ہوئی تھی جس لیے پکڑاؤڑھے ہوئے تھے اس حالت میں تھے کہ یہ صورت نازل ہوئی اور اسی حالت پر محبت سے خطاب کیا گیا۔ (۲) کھار تریش نے جمع ہو کر لوگوں کو آپ سے بدگمان کرنے کے لیے فضا ماحرہ جو پکڑا اور پکا دیا تو اس سے آپ کو رہی ہوا اور طبع مبارک پر عمل طاری ہوا جس لیے پکڑا اڑھا کر پڑے ہوئے تھے کہ اسی حالت پر ہی غضب کر کے فرمایا اے پکڑا اڑھنے والے کھارے ہو۔ (۳) آپ پکڑاؤڑھے سورہ ہے جسے اسی حالت میں یہ سورہ نازل ہوئی جس میں جلا جلا جاتا ہے کہ پکڑاؤڑھے اسے اور اور نیت سے ہوشیار ہو اور مصعب نبوت پر قائم رہی آراء ہو۔ ایک گروہ ملاو کا یہ کہتا ہے کہ ظاہری پکڑاؤڑھے ہمارا نہیں بلکہ یہ عراق ہے۔ (۱) یہ کہ اسے نبوت و رسالت کی چادر اوڑھنے والے کھارے جیسا کہ کہتے ہیں اہل اللہ میں استخوانی و زینہ و روم و اعظم۔ (۲) یہ کہ پکڑاؤڑھنے سے آدمی غلی ہو جاتا ہے اس سے عراق ہے کہ اسے غلط و گمراہ نشینی کی چادر اوڑھنے والے کب تک غلی ہو جائے گا کھارے اور لوگوں کو مستہ کر۔ کس ہے کہ دنیا گناہوں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ (۳) یہ کہ اسے غلی عظیم اور مصعب مائیں کی چادر اوڑھنے والے اس لباس کو پہن کر چپ کیوں بیٹھے ہو کھارے ہو اور لوگوں کو مستہ کر دین حق کی ستاری کرو۔

فَعَدَّ ذَرْوٰتِہٖمْ کھارے جیسی اس مرتبہ پر مستحکم آراء ہو یا خوب گاہ سے اٹھ۔ تم کے پکڑاؤڑھے معنی ہو سکتے ہیں۔ پھر کھارے ہو کر کیا کر۔ خاخر و لوگوں کو ذرا جیسے کہ آپ مذہب سے خارج بھی تھے مگر بدالی حالت میں بشارت کا صوبہ دیکھا جس لیے کہ دنیا بکادی اور بت پرستی کے گرداب میں پڑی ہوئی تھی اس لیے مقدم میکن بابت تھی کہ ان کو بلاکت کے کاسوس سے ڈرایا اور بچایا جائے اس کے بعد اصولی حقائق پر قائم ہونے سے بشارت کا صوبہ آئے گا۔

اور لوگوں کو عند التعلانی کی طرف سے آراء اور مذہب آخرت اور مصعب دنیا کی خبر دینا (جو پکڑاؤڑھے بدبت پرستی کا اثر ہوتا ہے) بغیر اس کے کاظمین کے زائیں نہیں نہیں ہوا کہ خدا وہ عالم کی محفل و جبروت، جان کی جانے اس لیے قہم ہو **لَوْ اَنَّکَ فَعَلِیْکَہٗ** کہ اپنے رب کی محفلت و شوکت بیان کر اور اس کے آثار جبروت و قدرت و اظہار کرنا کہ مشرکین کے دلوں سے (اس کی قدرت) نکلائی کہ انہوں اور ذیلی مہیوہوں کی وقعت کم ہو اور وہ توحید کی طرف آئیں، دوسرا یہ بھی سمجھ لیں کہ تافانی پر تو ملا آئے گی اس کا ہمارے مہیوہوش نہ کر سکیں گے۔

(۱) یہ کہ کپڑوں کے بناری، مٹی اور طہارت کے جتنی لیے ہو نہیں کپڑو، اسے تپ کی ذات، صفات و اخلاق میں ہیں کڑا پ کی نکاح سے دور رکھیں۔ کپڑا ہوا میں گھس کر ہوا میں عمارت ہے عرب کہتے ہیں انگریزی میں یہ بڑے عمارت کے لیے لگتی شوب ہیں یا کہ کہتے ہیں یا کہ اس اپنے بدن کا شیعہ وغیرہ سے پاک رکھیں اور بال، زنی وغیرہ سے پاک رکھیں کہ عورت طہارت کی ذریعہ کو صیانت ملے اور اثر ہو۔ (چندام) آدمیوں کے مٹی بناری کیلئے ہو نہیں سب یہ مٹی، ہوا کے کہنے دل کو صفا نہ کرے اس سے پاک رکھ، یا اس لیے قربانی کہ سب کو دے تپ کو اس کا لقب دیا اور آپ ہو کر جو یہ عقلی اور انعام کا منتخبات تھا جس سے مسبب اندہ میں لڑنے کی بات کا موقع تھا۔ اس لیے آپ کو عہدہ یا کہ آپ کی مسافت سے اخلاقی چیزیں اور ان کے اخلاق و مایہ اور عقلی کمال میں جگہ تھیں۔ اور یہ علم اس سے پاک ال میں آپ کو مذہبی اور اخلاقی اور دوا میں اور کپڑوں کو کہتے ہیں۔ اس لیے اشارہ دیا کہ عہدہ آپ پہنے ہوئے ہیں اس جگہ نہ ہو کہ اس اشارہ ہوں سے پاک رکھیں تا کہ عہدہ کا اثر نہاں ہو اور عہدہ کا منتخبات جس کی ہے۔ کسی نے کہ کہیں سحرانی کا سب سے اول نمبر کہنے والے کے ل اور اخلاق پر اثر ہو گا جس سے اس کا جگہ اس بات شہوت و لذت اور غلبہ کبر کے کہوں سے پاک ہو جائے اور ذی بات ہے۔

تس ہیں اس کے مدغم ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸

۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰

فَإِذَا نَفَخَ فِي النُّافِثَةِ ۖ فَذَٰلِكَ يَوْمُ الْغِيَا ۖ عَلَى الْكَافِرِينَ عَذَابٌ
يَسِيرٌ ۖ ذُرِّي وَمَنْ خَلَقْتَ وَحِيدًا ۖ وَجَعَلْتَ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ۖ وَبَيْنَ
سُجُودًا ۖ وَمَهَّدْتَ لَهُ تَمْهِيدًا ۖ ثُمَّ يَطْعَمُ أَنْ أَزِيدَ ۖ كَلَّا إِنَّهُ
كَانَ لِإِيتِنَا عَمِيْدًا ۖ سَاهِقُهُ مَعُودًا ۖ إِنَّهُ فُكِّرَ وَقَدَّرَ ۖ فَقِيلَ كَيْفَ
قَدَّرَ ۖ ثُمَّ قِيلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۖ ثُمَّ نَظَرَ ۖ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۖ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۖ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا بَعْرٌ يُوشَعُ ۖ إِنْ هَٰذَا إِلَّا فُكْلٌ يُبْشَرُ ۖ
سَٰصِلِيهِ سَفَرٌ ۖ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَفَرُ ۖ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ۖ لَوَاحَةٌ
لِّلْبَشْرِ ۖ عَلَيْهَا تِسْعَةُ عَشْرَ ۖ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۖ
وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا ۖ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا
الْكِتَابَ وَيَزِدَّ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۖ وَلَا يَرْثَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ وَلَيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ
اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۖ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنِ يَشَاءُ ۖ وَيَهْدِي مَنِ يَشَاءُ ۖ
وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۖ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْبَشْرِ ۖ

خلاف رہا ہے۔ کسی لیے کہ جب قریش نے اس سے پوچھا کہ تم (خلیفہ) اس کے لیے کون سا لقب تجویز فرماتے ہو تو کہہ کر ہم نے جس جولوگ آئیں یہ سن کر اسے دور رہیں تو اس نے سوچ کر کہا کہ اوشا و شعیب کسی لیے کہ میں شعیب سے واقف ہوں اور وہ مجھ سے کسی لیے کہ وہ مکہ پہ پہنچوں گا کام نہیں اور اس کا کہنا ہے کہ کسی لیے کہ اس کی کوئی بات جھوٹی کوئی جی ہوتی ہے اس کی تمام باتیں سچ نکلتی ہیں اور جو دور بھی نہیں کسی لیے کہ اس کے سوا اس کو پیشہ عمل ہوتے ہیں اور پھر اس میں یہ فواد اور نقیہ کہاں وہ نہ رہا اور کلام عام ہوتے ہیں اس کا شوق و کلامی کوئی ہو جس طرح اس کے پاس بھی نہیں پہنچتی اور نیز جادو کرنا پاک اور سب باطل ہوتا ہے یہ بیان کے الفاظ باطل اس کے چہرہ پر چمکتے ہیں مگر جب قریش نے اس امر کو اپنی توقع سے سوچ کر مانتا نہ کرکہ یہ مسلمان ہو گیا وہ جادو کر ہے مگر یہ وہ نہیں بلکہ خبری عن کسی سے اس کے تھک لے یا ہے کسی نے کہ یہ جادو کی کتاب ہے کہ باپ سے بیٹے کو دے بیٹے سے باپ کو خاندان کی جی سے اور بیٹی کو خاندان سے اور بھائی کو بھائی سے جدا کر دیتا ہے۔ وہ جو دیکھ کر قاری فرید کو من اللہ جانتا تھا مگر جان کر اس کے مناسے میں کوشش کرتا تھا کہ وہ ایسے شخص کو دیکھ کہتے ہیں جس کے خدا کا بدلہ بنائے کسی کی جگہ نہ کر کے اس کو یہ ملے لائن کہ حقیقتاً خدا کا ہمہ بھی اس کو مصیبت سے پہنچا رہا تھا میں نے مسٹرین کہتے ہیں یہ ایک کاروبار ہے تکلیف اور مصیبت میں مبتلا کرنے کا جیسا کہ اس آیت میں پس لکھ عذلبا صعدا ہم کہتے ہیں مصوہ بنیم میں جسے انھیں بازار ہے اس پر بڑھایا جائے گا اس کی دنیا کی عزت و نامدی کے مقابلہ میں جس کی اس نے فکر نہ کر لی تھی۔ جس حد میں مصوہ کو بہنم کا پہاڑ بیان کیا ہے اس کو اللہ ارتضیٰ دین جریہ و این اذہ و اس الی حاتم ابن عبدان و صاحبان اس مراد یہ بتاتی ہے کہ اس بات کیا ہے۔ قریش نے کہا ہے یہ وہ ہے قریش ہے اس کو ان کا نفع ہے دراج سے روایہ کیا ہے اور کسی سے تا۔ نہیں۔ اور اس اعتبار جریہ کی روایت میں کلام کرتے ہیں۔

[illegible]

اول قوس۔ لاشعقی و لذت بخشہ کسی جنس کو جو اس میں داخل ہوئے تھے اس میں ہے۔ جتنی نہیں چھوڑے گی یا یہ کہ بڑی اور کوشش ہر سہ کو باقی نہ چھوڑے گی، بلکہ اس میں اور چھوڑا نے سہا چھوٹ نہ جائے گی۔ بار در بار ہم تار ہو گا اور غلطی کا اندازہ اپنی معافی سے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

[illegible][illegible]

قصیر قتال جلد ہفتم ۳۰۲ ۲۹۰۱۶ الفیضہ ۷۵

کرتے ہیں کیونکہ ان کو ہم بصیرت ہے۔ بے بسے میں اختیار کرتے ہیں، انہیں کسی سے اثر کوئی قصیر ہو جاتا ہے تو خود راہم بھی نہ جانتے ہیں۔ ان کا اندھے جانور کی طرح اس پہ اثر نہ نہیں۔ اسی طرح یہ اندھے اس روز صبر و دوامت کریں گے کیونکہ اس روز انہیں جس کی وہ ہمیں مل جائیں گی۔ (فُكُفُّوا عَنْكُمْ عَطَايَاكُمْ فَاصْبِرْوا اَیُّوہا حیدر!) اس روز وہ نہیں گے اور تم جیسے گے مگر کیا پانا مارہ آئے؟ تم راہتے اور نہ صبر کرتے تو پانا مارہ تھے۔

نفس سے مراد جان وادراستی ہے اور اس کے درجہ ہے دروش دراصل انسان ہے اور یہ جسم، کساہ، کمالات کے لیے اس کا قیام یا
تجسید یا اوزار ہے پھر نفسی انسانیت یعنی استعداد و لبائے ان کے لحاظ سے گئی قسم ہیں۔ حضرات انبیاء و عظیم السلاطین نے کرام کے نفس تہ یہ
مستطاب ہیں کہ ان کو حق سجاد کی قربت سے مطمئن و وسوسہ حاصل ہوتا ہے۔ (الایمان کو اللہ تعالیٰ تعظیمن، تعظیوب)۔ ان کے بعد صوفیوں میں
ان کے قلوب و مگر زبر میں سے عظیمان ہے مگر ان کا ارادہ ان میں ایسی تعصبات پر ملاست کرنے کی دہشت غالب ہے اس لیے ان کے نفس و
نفسی اوزار کیجئے ہیں۔ (ولہ یصروا علی عاقلو وھو نادمون)۔

[illegible]

خدا مگر جن قیامت کے مقابلہ میں قیامت کی قسم تھا خدا کا ہر مسافر اور مال اور غلبہ تھا مگر قیامت کا وہاں کے لیے دلائل سے ثابت کر دیا گیا تھا اس لیے اس نے جہنم کے ملک کو اور بھی دفع کرتا ہے۔ ان کے دوسرے شہادت تھے۔ اول جہنم کے کہ جس سے وہ قیامت اور حساب کے ہمارے لیے کچھ کچھ میں سمجھتے تھے۔ اول خبر کو ان کو اس کا ذکر کرتا ہے۔ ﴿لَا تَنْفَعُكُمْ ظِلْفُوفُ كَيْفَ تَنْفَعُكُمْ﴾ (یعنی دو انسان جو قیامت کے عکس ہیں ایسے تھوڑے کہ تم اس کی وجہ سے بڑے ہیں کو بچھڑیں نہ تمہیں گئے؟) مگر کہیں کہ قیامت کے بظان ہر کسی دلیل و برہان پر متاثر نہ تھا۔ وہ اس ثابت سے باہر کرتے تھے کہ ہم کہتے ہیں انسان مر جاتا ہے اس کی بڑیاں اور گوشت پوست خاک۔ جس طرح جامہ ہے اور ان کے لے جاتی ہے مرنے کے ذرات کو کرکس لائے انھو پیاؤں کے ذرات کو کرکس اور جانے سے باہر پادھر سے باہر کرکس کو نکلتے ہیں۔ اس لیے کہتے تھے یہاں تھوڑے ذرات ہیں۔ ہاں کب کو نکلتی ہے اور اسکی استعداد کو ایک شاعر جاہلیت نے بھی بیان کیا ہے۔

حياتاً ثم موته ثم نشر
حديثه، عن لغة يا أم عمرو

گورنی کے مرنے پر زندہ ہونا ایک لغو بات ہے اسے ام خبرو۔ یہ اہل شاعری کی جیسی یا مشرق سے جس سے کلام کر رہا ہے۔ اس کے جواب میں فرما ۲۰، بلکہ اس میں جمع کر کے ہے۔ فرما ۲۱، فَلَمَّا رَأَى أَنَّهُ شَقِيٌّ مُبْدَلًا کہ مہربان کی نگاہوں سے جو دردیں کدہ مست کرنے پر

تقریباً ۳۱۳ عیسوی میں جب حضرت محمد ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمایا تو آپ ﷺ نے اپنے پیروں کو بتایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کے رسول کے ساتھ رہے وہ جنت میں جائیں گے۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت میں بہت سی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ ان میں سے کئی ایک نعمتیں ایسی ہیں جو دنیا میں نہیں مل سکتیں۔ ان نعمتوں میں سے کئی ایک نعمتیں ایسی ہیں جو دنیا میں نہیں مل سکتیں۔ ان نعمتوں میں سے کئی ایک نعمتیں ایسی ہیں جو دنیا میں نہیں مل سکتیں۔

ان کے عقائد کی بنیاد پر ان کی طرف سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔ ان کے عقائد کی بنیاد پر ان کی طرف سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔ ان کے عقائد کی بنیاد پر ان کی طرف سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔

جب چار باتیں ہو گئیں تو ان کے عقائد کی بنیاد پر ان کی طرف سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔ ان کے عقائد کی بنیاد پر ان کی طرف سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔ ان کے عقائد کی بنیاد پر ان کی طرف سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔

اس بات میں خدا تعالیٰ نے ذات کا جو نام لیا ہے اور اسے یاد کیا ہے اس سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔ ان کے عقائد کی بنیاد پر ان کی طرف سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔

نادرہ وقت کو دیکھیں اس کا ایک ٹکڑا بھی ملے گا۔ اس میں مذہب کے عقائد کی بنیاد پر ان کی طرف سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔ ان کے عقائد کی بنیاد پر ان کی طرف سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔

اس کے بعد ہم نے ان کے عقائد کی بنیاد پر ان کی طرف سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔ ان کے عقائد کی بنیاد پر ان کی طرف سے کئی ایسی باتیں ہوئی ہیں جن سے ان کے مذہب کا اہل صرف ایسا ہی بات سے ہو سکتے ہیں۔

[illegible]

ترکیب : یہوون تملہ مستقلہ لیان حال الایہ فی اللہ فی الملکہ لا یجاب والرد وہنا اوجب اندلی العباد اوجب العید ولی نفس ان فعل یثبات وترک انکسرات والوہ ولا تیان اما اوجب المستطیر ام الظال من باب الاستفصال فہو من الظہر من العرب تقول استظاہ فترى ان الایہ ویطوون الملکہ معلوہ علی ساجہ انما قطعہ کو ان یملکہ فی کس یصلب علی الخال یہو ورا قول ان فی ملین ہما فی عیوہا عیسوی وکلی فیہ جوہ الناس من شدہ وحوو قاطعی انہ ویمون القطریر شدہ ما یكون فی انما ایا راوون فی الایہ قال یجاہد العیوہ الفقیہین والقطریر باجستہ الیہ جیس۔ متکسین حال من صم فی جراحہم الاعشا جزئی الاز للہ من اریکہ وجی یستخیرہ من یشتبہ بالبرۃ والخصم والایہون الملکہ فی کل نصب علی الخال من مقول جیزاھم انن السحیر فی متکسین لکلی الاول حال متراوۃ وجی الایہ متراوۃ۔ اولادہ انزل الیہ۔ ودالیہ من الایہون فی التراب ترہا الیہ۔ یصلب علف علی یخاھا حال متراوۃ کتہ وہ متعوف علی وجہ۔ ورا فی بارف علی انہ خبر والبرۃ۔ ظارحہ او الملکہ فی خیر الخال البسلی لا یرون فیہا شہا ولاز مہودا والوال من غلاھا وجہ۔ ورا تدر یصلب علیھا شدہ۔ علیہم العیر اولادہ انزل من کل واریہ یصلب علی یاجہ ولی تدر رف ورا علی کل ملکہ وسمو القطوف مع علف بکسر وھو اعتقود فہو۔

[illegible]

یعنی خدا کے ہمہ مستحق کی قسم لگاؤ کہ میرا ان کا کیا حال ہو گا اور نہ دینی میں کسی کو ان کا جواب نہ کہیں رات سے صبح تک لیے رکھوں گا یا صدق اور
 قدر و راز ان کو ظاہر نہ کرے گا میں ان کی بابت کا فیصلہ مفقود کی بابت نہیں کرتا اور نہ وہ مجھے اپنے دل سے شکر و عطا ہوتی رہے گی میں ان کی بابت کا کیا
 کیا ہوا اور نہ ان کو ظاہر نہ کرے گا میں ان کی بابت کا فیصلہ مفقود کی بابت نہیں کرتا اور نہ وہ مجھے اپنے دل سے شکر و عطا ہوتی رہے گی میں ان کی بابت کا کیا

[illegible][illegible]

یہ سچ ہے، یہ سچ ہے، یہ سچ ہے۔

اور اس قسم کے واقعات میں عقل کا کیا کام آتا ہے ایمان انسان اور وحی و کلام اللہ کے واسطے کس کے لئے ہے؟ کیا اللہ کی طرف سے ہے؟ ان کے حق میں یا پرہیزگاروں سے کیا کہہ رہا ہے؟ اور کچھ تو پائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے ماحول بنے ہوئے ہے۔ لیکن یہ کیا آخرت والے فوٹو کے ہیں؟ یا حشر ہے۔ یاد رکھو کہ یہ ماحول قرآن و احادیث اور کلام اللہ ہی ہے۔ لیکن یہ کچھ تو ایسا ہے کہ آج کے مسلمانوں کی ذہنی زندگی، نہ کھری و نہ لہو گرنگ و لعل و رنگ۔ وہ نہ تو کلام اللہ کی تعلیمات سے کچھ سمجھتے ہیں نہ قرآن و احادیث سے کچھ سیکھتے ہیں۔ یہ کتنی بزدلی ہوتی ہے۔ یہ نیکو معاشرہ ہے۔ کلمہ توحید، قرآن و احادیث کے لپے کھڑے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ ان کے دماغ پر کھڑے ہو کر ان کی ذہنی زندگی کو برباد کر رہا ہے۔ یہ ان کی حیرت و حیرت و حیرت ہے۔ ان کی حیرت و حیرت ہے۔ ان کی حیرت و حیرت ہے۔

... ..

شَبَّخْتِ وَأَسْقَيْلَكُمْ مَاءً فَرَاتًا ۖ وَنِيلُ يَوْمِئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝

مجلسِ علماءِ ہندو والوں کی تپائی ہے۔

دعا ہو گی جا ہیے اور سب کو یقین ہے۔

۷۷ مجھے سے ہم بڑے کا کس سے دل کس سے جگر۔

وہاں سے آکر اپنے گھر پہنچے۔

یہ ہے کیوں چھوڑیں۔ بعض شعرا نے جو انہیں کونوں کی دیر سے میں سے ہیں اور ان کو اٹھ چار میں بھی نظم کیا ہے۔ تب وہ اب ان سے فرشتے انہیں کی انتہا ہے کہ انہیں کے ہونے کی خیالات یہ دلائے کہ لپٹا میں میں اس طرح اٹھ چار میں کیسے۔ لگے کہ کچھ دھڑکے۔ چھوڑ دو۔ آخر تمام ہوں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کچھ دھڑکے میں کمانی طرف، لٹل ہے کہ وہ کھارہم چڑھا۔ تے کے تکر ہوں یہ کی لڑاتے ہر دور اور ہوتوڑے ہوں کھالوں میں کر کو انہیں تمام ہوں جو میں دانی اور دے انہیں میں اور تاروے کے جس نے ویل پوٹھنیں کتے کتے ہیں اس دن جھٹانے والوں کے لیے فریبی ہے۔ اور میں فریبی ہے باہر اور کہتے ہیں کہ وہ نہ کہ فریب یاد کریں گے اور نہ تے آجیڑا خوں سے روکیں گے۔ ہر چند وہ میں دھڑکے سب جواب خواب و خیال ہو گئے ہیبت کا ڈبہ۔ رو کا وردہ کھڑی زندہ کافری فریبی جہاں موت بھی نہیں کہہ کر اس بلا سے بھٹتے جا سکیں۔ یہ یوں دشمنی کرانی تھی میں کو کھانا کہ نہ پانچے خواہ جسمانی ہو تو دور عالی یک دوسری سے جدا کرے اس کے بعد وہ خانی ان صاحب میں جگا ہرے کے لیے بیان فرماتا ہے کہ کیوں دو میں ایسی عیبیں ہیں میں اور تاروے کے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ وَيَلَّيْ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝
فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝

فَبَيَّأَ حَدِيثٌ بَعْدَ يُؤْمِنُونَ ④

اور جب من سے کبر جا آئے کہ اٹھنا نہیں چاہتے، یہ دن مٹھانے والوں کے لیے شرابی ہے، اسی کے بعد مہربانیاں آئیں گے۔

ترکیب: والدہ شریانور کھون ای مہم ایز کہوں، الحاح جواہر فیضی لہ، خلیق۔ جنہوں بعدہ بگرف ہم سنون والکملہ استغیا یہ والا شہنام
حقہ رن۔

[illegible]

مقابلہ کیجئے جس کو یہ آیت قوم ثقیف کے معاملہ میں نازل ہوئی ہو اور حضرت علیؑ مدظلہ و سبطی کی خدمت میں جو خبر ہو سکے اور انھیں اسلام کو نہ آپؐ نے فرمایا بلکہ انھوں نے انھیں دیکھا ہو تو انھوں نے کہا تم دو کلمہ کر میں گے کیونکہ اس میں عار ہے کیونکہ آدمی نے یہ سیدہ علیہا السلام کو کہا اور جب وہ اپنے مائے علیؑ کی خدمت کرے تو براہِ مسلم ہوئے ہے۔ آنحضرتؐ بھی نہ غیوہِ مسلم نے فرمایا نہ انھی میں ایسے غیر کو رکھ دیا ہو کہ اس میں کسی کو غیر نکلیں کہ جس میں نہ کوئے نہ جھوٹ۔

مصلحت منہ بن گئے ہیں کہ یہ جملہ کتابت اس اہانت کیا جائے کہ ایک خطی المی ہو کر نصف ساق: دو گارو توں جو خدو کر کے کا مضبوط کاچہ جو
 ہاں میں جو نہیں کرتے تھے وہاں بھی نہ کر سکیں تھے۔ خطی کی طرح چھوٹا ہوا ہوا آڑا جائے کی کوچ اچھوٹا ہی نہیں بنے ہو سکیں گے۔ حاصل کیا ہے۔

یہ ہے کہ کفار و بقیات شرک کو سزا دیکھ کر بے دلوں کی آنکھیں کھل جائیں اور کفر کے انعام و اکرام ان پر ایک آسمانی طبل سے برہنہ ہوں۔
 تو رفتہ رفتہ انہیں اس کی بات کہ اس نے اس کے لیے اس کو نہ دیا۔ وہی تو قیومین الفکین ہیں۔ یہ ایک اور حوالہ دہی جو سو فیصد لیا ہے۔
 پھر جب ان کا شمار کوہِ آخرا کا حال اس طرح کروایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ انہوں نے اپنے لیے یہ نصیب
 میں تو پھر ان کے کوئی اور ایمان نہ لائے تو قیامی سیدین ہضہ یومسون پھر کس بات پر اس بیان کے بعد ایمان لائیں گے؟
 کہتے ہیں کہ بعد کی خبر بیان واضح قرآن کی طرف راجع ہے جو قریب واصل سے سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اپنی حاتم نے انہیں وہ جتنا سے ظاہر کیا
 ہے کہ جب اس آیت تک پہنچے تو اس کے بعد کہے آفتاب لہلہ وینہ المون۔

تم جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اشیان المعظم (۱۳۱) اور انہیں بعد صوفیہ عصری وینہ المون۔
 المعرفہ جو عید الزاب وینہ المون۔

